نوائے
افغان جہاد
شوال ۱۴۳۰ھ
اکتوبر 2009ء
لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین علیٰ من
ناوأهم حتیٰ یقاتل آخرهم المسیح الدجال۔ (ابوداؤد)
میری امت کی ایک جماعت حق کے دفاع کے لیے قتال کرتی رہے گی، جس نے اِن سے
دشمنی کی یہ اُس پر غالب رہیں گے، یہاں تک کہ اِن (مجاہدین) کی آخری جماعت دجال
سے قتال کرے گی۔
صلیبی قبرستان .... کہسارِ افغان

مقاصدِ جہاد اور شریعت کا نفاذ

امیر المؤمنین حضرت سید احمد شہیدؒ کے چند مکاتیب سے اقتباسات

رضا و محبت الٰہی

ہم محض رضائے الٰہی کے آرزومند ہیں، ہم اپنی آنکھوں اور کانوں کو غیر اللہ کی طرف سے بند کر چکے ہیں اور دنیا و مافیہا سے ہاتھ اُٹھا چکے ہیں، ہم نے محض اللہ کے لیے علم جہاد بلند کیا ہے، ہم مال منال، جاہ وجلال، امارت و ریاست، حکومت و سیاست کی طلب و آرزو سے آگے نکل گئے ہیں، خدا کے سوا کوئی ہمارا مطلوب نہیں۔

اگرچہ ہم عاجز و خاکسار، ذرۂ بے مقدار ہیں، لیکن بلاشک محبت الٰہی سے سرشار اور غیر خدا کی محبت سے بالکل دستبردار ہیں۔ یہ سب کچھ محض اللہ کے لیے ہے، اس جذبہ الٰہیہ میں نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسے کا شائبہ بھی نہیں، اگرچہ یہ بات فقیر کے اکثر واقفانِ حال پر ظاہر ہے لیکن مزید تاکید کے لیے پھر نئے سرے سے کہتا ہوں کہ میں خدائے علّام الغیوب کو گواہ بناتا ہوں کہ کفار اور دشمنوں کے ساتھ جو جذبۂ جہاد فقیر کے دل میں موجزن ہے، اس میں رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے مقصد کے سوا عزت و جاہ و جلال و مال و دولت، شہرت و ناموری، امارت و سلطنت، برادران و معاصرین پر فضیلت و بزرگی یا کسی اور چیز کا فاسد خیال ہرگز دل میں نہیں ہے اور ہم جو بات کہہ رہے ہیں، اللہ اس کا گواہ ہے۔

مسلمانوں کی بے بسی اور اہلِ کفر کا غلبہ

اگرچہ کفار اور سرکشوں سے ہر زمانے اور ہر مقام میں جنگ کرنا لازم ہے، لیکن خصوصیت کے ساتھ اس زمانے میں اہلِ کفر و طغیان کی سرکشی حد سے گزر چکی ہے، مظلوموں کی آہ و فریاد کا غلغلہ بلند ہے، شعائرِ اسلام کی توہین ان کے ہاتھوں صاف نظر آرہی ہے، اس بنا پر اب اقامتِ رُکنِ دین، یعنی اہلِ شرک سے جہاد عامۃ المسلمین کے ذمے کہیں زیادہ مؤکد اور واجب ہو گیا ہے۔

اعلائے کلمۃ اللہ، احیائے سنت اور بلادِ اسلامیہ کا استخلاص

اس تمام معرکہ آرائی اور جنگ آزمائی کا مقصود صرف یہ ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، رسول اللہ ﷺ کی سنت زندہ ہو اور مسلمانوں کا ایک ایک مُلک کفار مشرکین کے قبضہ سے نکل آئے، اس کے سوا کوئی مقصود نہیں۔ اس فقیر کو مال و دولت اور حصولِ سلطنت و حکومت سے کچھ غرض نہیں۔ دینی بھائیوں میں سے جو شخص بھی کفار کے ہاتھوں سے مُلک کو آزاد کرے، ربُّ العالمین کے احکام کو رواج دینے اور سید المرسلین ﷺ کی سنت کو پھیلانے کی کوشش کرے گا اور ریاست یا عدالت میں قوانینِ شریعت کی رعایت پسند کرے گا، فقیر کا مقصود حاصل ہو جائے گا اور میری کوشش کامیاب ہو جائے گی۔

دین کا قیام سلطنت سے ہے

حقیقت میں مطابقِ مقولہ ''سلطنت و مذہب جڑواں ہیں''، اگرچہ یہ قول حجتِ شرعی نہیں لیکن مدعا کے موافق ہے کہ دین کا قیام سلطنت سے ہے اور وہ دینی احکام جن کا تعلق سلطنت سے ہے، سلطنت کے نہ ہونے سے صاف ہاتھ سے نکل جاتے ہیں اور مسلمانوں کے کاموں کی خرابی اور سرکش کفار کے ہاتھوں ان کی ذلت و نکبت اور شریعت مقدسہ کے شعائر کی بے حرمتی اور مسلمانوں کی مساجد و معابد کی تخریف جو ہوتی ہے، وہ بخوبی ظاہر ہے۔

احکامِ شرعی کا نفاذ

میرا اس منصبِ (امامت) کے قبول کرنے سے اس کے سوا کوئی مقصود نہیں کہ جہاد کو شرعی طریقے پر قائم کیا جائے اور مسلمانوں کی فوجوں میں نظم قائم ہو، اس کے سوا کوئی دوسری نفسانی غرض مثلاً روپے پیسے کے خزانے یا مُلکوں اور شہروں پر تسلط یا حصولِ سلطنت و ریاست یا اہلِ حکومت و صاحبِ اقتدار لوگوں کی تذلیل یا اپنے ہمسروں پر اپنے احکام کا اجرا یا اپنے ہم عصروں پر فوقیت و امتیاز قطعاً و بالکلیہ شامل نہیں، بلکہ ایسی بات نہ کبھی زبان پر آتی ہے، نہ کبھی خیال میں گزرتی ہے، تاجِ فریدوں و تختِ سکندری کی قیمت میرے نزدیک ایک جَو کے برابر بھی نہیں، کسریٰ و قیصر کی سلطنت مَیں خاطر میں بھی نہیں لاتا، ہاں اس قدر آرزو رکھتا ہوں کہ کہ اکثر افرادِ انسانی بلکہ تمام ممالکِ عالم میں رب العالمین کے احکام جن کا نام شرعِ متین ہے، کسی کی مخالفت کے بغیر جاری ہو جائیں، خواہ میرے ہاتھ سے، خواہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے!!!

پس جب ہر ترکیب و تدبیر، جو اس مقصد کے حصول کے لیے مفید ہوگی، عمل میں لاؤں گا۔

(تاریخِ دعوت و عزیمت / حصہ ششم / سیرتِ سید احمد شہیدؒ از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر۲، شمارہ نمبر۸

شوال ۱۴۳۰ھ — اکتوبر 2009ء

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر میت کا عمل اس کی موت پر ختم ہوجاتا ہے' اس شخص کے سوا جس کو موت جہاد میں آجائے کہ اس کا عمل قیامت کے دن اٹھنے تک جاری رہے گا''

(ابن کثیر ۱/۴۴۶، سنن دارمی ۲۴۲۵)

عنوانات
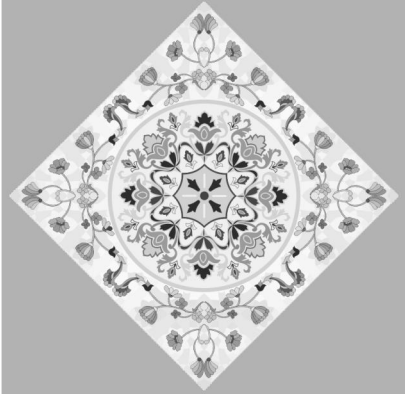
تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Www.nwaiafghan.wordpress.com

قیمت فی شمارہ ۱۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع' نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور محبینِ مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

آساں نہیں مٹانا نام ونشاں ہمارا.....

الحمد لله معز الاسلام بنصره و مذل الشرک بقهره و مستدرج الکافرین بمکره الذی قدر الایام دولا بعدله والصلاۃ والسلام علی من اعلی الله منار الاسلام بسیفه.......

نوائے افغان جہاد' کا یہ شمارہ آپ کے ہاتھوں میں اس وقت پہنچ رہا ہے جب وقت کے کفرِ اعظم امریکہ اور اس اتحادیوں کو امارت اسلامیہ افغانستان پر حملہ آور ہوئے آٹھ سال گزر چکے ہیں۔اپنی نام نہاد برتری کے زعم میں غلطاں ابلیسی قوتوں نے ماضی سے سبق نہ سیکھتے ہوئے رعونت اور کبروغرور میں ڈوب کر یہ سمجھتے ہوئے افغانستان پر حملہ کیا کہ کچھ ہی عرصہ میں وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو جائیں گی اور فتح ان کے قدموں تلے ہوگی۔لیکن اکتوبر ۲۰۰۱ء سے اکتوبر ۲۰۰۹ء تک کے عرصے میں ہر بیتی شب فتح کے نشے میں چور'صلیب کے پجاریوں کے لیے پیامِ قضا ثابت ہونے لگی اور ہر آنے والا دن اس مغرور لشکر ابلیس کو آنے والی تاریک راتوں کی ''نویدیں'' سنانے لگا۔حق سبحانہ وتعالیٰ کی تائیدِ غیبی کی بدولت'ذلت آمیز شکست اہل صلیب کا مقدر بنتی صاف دکھائی دینے لگی تو صلیبی ذرائع ابلاغ کی جمع تفریق اور تخمینے دھرے کے دھرے رہ گئے اور وہ خود اپنی شکست کا اعتراف کرنے لگے۔اہل کفر میں واویلا ہونے لگا کہ ۸۰ فی صد علاقہ تو اب مجاہدین کے مکمل کنٹرول میں ہے اور وہ (طالبان) جب چاہیں اپنی حکومت کا اعلان کر سکتے ہیں۔دجالی میڈیا کے اعترافات کے ساتھ ہی صلیبی فوج کے بڑے بھی دہائی دینے لگے کہ ہماری مدد کو'اور فوج بھیجو!!!نہیں تو ایک سال میں مکمل شکست سے ہمارا بچاؤ ناممکن ہے''۔**ویکیدون کیدًا. واکید کیدا**[وہ (کافر) اپنی چالیں چلتے ہیں اور میں (اللہ سبحانہ) اپنی تدبیریں کرتا ہوں]

افغانستان میں مجاہدین کی بے بہا قربانیوں کی بدولت اہل اسلام میں زندگی کی لہر تازہ پیدا ہوئی۔رات کے مسافروں کو سحرِ نو کی نوید ہوئی۔اللہ کے شیروں نے محکومی،پستی اور بے چارگی سے ٹھٹھرتی امت مسلمہ کو اپنے گرم پاکیزہ لہو سے حرارت بخشی۔کفر،ظلم واستبداد کے صحراؤں میں بھٹکنے والوں کو کفر اور اہل کفر کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کے نخلستان سے آشنا کیا۔بزدلی،بے حمیتی اور پست ہمتی کو اپنی تقدیر سمجھ لینے والی امت مسلمہ کو دنیا کی قیادت وسیادت کو اپنا نصیب بنانے کے عزم وحوصلہ سے دوبارہ روشناس کیا۔اور پھر اللہ رب العزت وعظمت کے جود وکرم سے تاریکیاں چھٹنے لگیں،خاموش سمندر بپھرنے لگے، مظلوموں نے فرعونوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا،عشق نے ایک بار جنوں کو پسند کیا اور اولادِ ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے بیٹوں کے سامنے سینہ تان کر جینے کا عہد کیا۔اور آج مبارک جہادِ افغان کی بدولت دنیا کے کونے کونے میں امت مسلمہ نے جہاد فی سبیل اللہ کو اپنے زندگی کا جزوِ لاینفک بنالیا اور نوجوانانِ اسلام نے اللہ کی زمین پر اللہ کی حاکمیت یعنی شریعت الٰہیہ اور خلافت اسلامیہ کی خاطر اپنی زندگیاں کھپانے اور گھر بار کو خیر باد کہنے کا نعرۂ مستانہ بلند کیا۔

حق وباطل کے مابین موت وحیات کی یہ کشمکش جاری ہے اور ان شاء اللہ عنقریب دنیا دیکھے گی کہ افغانستان اس بدمست صلیبی صہیونی اتحاد کے لیے ایسا قبرستان بنے گا جو رہتی دنیا تک ظلم وجور کے رسیاؤں کے لیے جائے عبرت ہوگا۔پس اس معرکۂ خیر وشر کی اہمیت ہر اہل ایمان کے پیش نظر رہے۔ہر صاحب ایمان،انصارِ مہدی کے اس قافلے کے ساتھ دل وجان سے کھڑا ہو۔پس یہ دعوت ہے ان کے لیے جو فتنۂ دجال سے محفوظ رہنے کی تمنا رکھتے ہیں۔یہ دعوت ہے انبیا کے ورثا اہل علم کے لیے کہ وہ آئیں اور مجاہدین مخلصین کی قیادت کا فریضہ سرانجام دیں۔یہ استدعا ہے امت کی ماؤں کے لیے کہ ان کے بیٹے ان کی تائید اور حوصلہ افزائی کے متمنی ہیں۔یہ فریاد ہے امت کے بزرگوں کے نام کہ ان کے وارث ان کی پشت پناہی کے خواہش مند ہیں۔اور یہ فریاد ہے بہنوں کے نام کہ وہ امت کے پاسبان اپنے غیرت مند بھائیوں کی سرخروئی کے لیے دعا گو رہیں۔اور یہ منادی ہے امت کے ایک ایک فرد کے نام کہ وہ دنیا پرستی کو ترک کرے، آخرت کے سامانِ سفر کے لیے میدان جہاد میں مجاہدین کا ہم راہی بنے۔

پس اے امت محمد ﷺ ایمان بچانے کے لیے جانیں کھپا دو!!!احکم الحاکمین کے کلمے کی سربلندی کے لیے پکارا جارہا ہے '**من انصاری الی الله**' اور ایمان کا اہم ترین تقاضا ہے کہ اس ندا کے جواب میں تمام مومنین دل وجان سے صدا بلند کریں

'نحن انصار الله!،'نحن انصار الله!،'نحن انصار الله!

ولربک فاصبر

شیخ مصطفیٰ ابوالیزید حفظہ اللہ

صبر کی تعریف:

لغوی طور پر صبر کے معنی ''روک لینا'' ہے اور اصطلاحی طور پر صبر کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں جن میں جامع ترین تعریف یہ ہے کہ: ''الصبر علی اوامر الله والصبر عن معاصی الله والصبر علی الشدائد و البلیات ''یعنی ''اللہ کے احکام پر صبر کرنا، اللہ کی نافرمانیوں سے صبر کرنا اور سختیوں و مصائب پر صبر کرنا''۔

علاوہ ازیں جنید بن محمدؒ سے صبر کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا:

"تجرع المرارة من غير تعبّس"

''زندگی کے تلخ گھونٹ تیوری چڑھائے بغیر پی جا''۔

صبر کی اہمیت:

ا) صبر جنت میں داخلے کی اہم شرط ہے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُواْ الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّهُ الَّذِينَ جَاهَدُواْ مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ

''کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم (سیدھے) جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون لوگ اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور صبر کرنے والے ہیں''۔ (آل عمران/۱۴۲)

ب) مدد و نصرت کی شرط: اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

بَلَى إِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ وَيَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ هَـذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلافٍ مِّنَ الْمَلآئِكَةِ مُسَوِّمِينَ

''کیوں نہیں! اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور دشمن اپنے اسی جوش سے تم پر چڑھ آئے تو اسی لمحے تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا جن کے خاص نشان لگے ہوں گے''۔ (آل عمران/۱۲۵)

ج) صبر کے ذریعے امامت فی الدین کا حصول:

اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ

''اور جب انہوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے کچھ ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے راہ نمائی کرتے تھے اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے''۔ (السجدۃ/۲۴)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر اور یقین کے بغیر امامت فی الدین کا حصول ناممکن ہے۔

د) صبر اللہ کی معیت کا ذریعہ:

اللہ مالک الملک کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اسْتَعِينُواْ بِالصَّبْرِ وَالصَّلاَةِ إِنَّ اللّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

''اے ایمان والو! تم صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔ (البقرۃ/۱۵۳)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کی معیت دو معنوں میں استعمال ہوئی ہے۔ ایک معیت عامہ ہے جو تمام مخلوق کو حاصل ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم وقدرت کے اعتبار سے تمام مخلوق کے ساتھ ہے۔ اور دوسری معیت خاصہ ہے جو صرف متقین و محسنین اور صابرین کے ساتھ خاص ہے یعنی اللہ کی خاص مدد و نصرت اور الطاف وعنایت انہیں حاصل ہوتی ہے۔ نیز اس آیت کریمہ میں اللہ کی مدد حاصل کرنے کے لیے صبر کے علاوہ نماز کی طرف توجہ دلائی گئی کیونکہ درحقیقت انسان انتہائی کمزور و ناتواں ہے ''و خلق الانسان ضعیفاً'' (انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے)

لہٰذا انسان کے لیے تن تنہا تمام مصائب و آلام کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے، البتہ جب نماز و عبادات کے ذریعے یہ کمزور و ناتواں اور فانی وجود ایک عظیم طاقت ور اور لافانی ہستی کے ساتھ مربتط ہو جاتا ہے تو وہ عظیم ہستی اس کا سننے کا حاسہ بن جاتی ہے جس کے ذریعے وہ سنتا ہے، اس کا دیکھنے کا حاسہ بن جاتی ہے جس کے ذریعے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتی ہے جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتی ہے جس کے ساتھ وہ چلتا ہے (کما فی البخاری)۔ یعنی ہر قدم اور ہر موڑ پر اللہ اس کا نگہبان بن جاتا ہے۔

صبر کی عادت اپنایئے:

چھوٹی چھوٹی باتوں پر انتہائی غصہ میں آجانا، خواہ مخواہ لڑائی جھگڑے پر اتر آنا، بداخلاقی کا مظاہرہ کرنا، بلاوجہ ناراض ہو جانا، مصیبت کے وقت جزع فزع اور واویلا کرنا اور جلد بازی کا مظاہرہ کرنا وغیرہ بے صبری کی علامات ہیں۔ بہت سے لوگ ان باتوں کا ارتکاب کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ بھائی! کیا کریں؟ یہ باتیں ہماری طبیعت وعادت بن چکی ہیں۔

بعض بزرگ کہتے ہیں کہ ''مصیبت پر صبر نہ کرنا ایک دوسری مصیبت ہے''۔ اسی طرح ان احمقانہ حرکتوں کے ارتکاب کے بعد اصلاح احوال کی کوشش کی بجائے انہیں اپنی طبیعت کا حصہ قرار دینا ایک دوسری احمقانہ بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ اپنے نفس پر کچھ جبر کر کے اپنی عادتیں تبدیل کر سکتا ہے بلکہ انسان کی اصل فطرت ہی نیکی اور بھلائی پر ہے لہٰذا تھوڑی سی یاد دہانی سے انسان اپنی فطرت پر پلٹ آتا ہے۔ اور پھر صبر کے حوالے سے تو خصوصاً ایک حدیث میں آتا ہے ''ومن يتصبر يصبره الله''۔ ''اور جو صابر بننے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے صابر بنا دیتا ہے''۔ (بخاری) گویا اللہ کی طرف سے یہ وعدہ ہے البتہ اس کے لیے کوشش لازم ہے۔ انسان تو انسان ہے ہم نے جنگل کے درندوں کو دیکھا ہے کہ سدھائے جانے کے بعد وہ اپنی درندگی بھول جاتے ہیں، پھر بھلا حضرت انسان اپنے آپ کو صبر و تحمل اور اعلیٰ اخلاق واصاف کا عادی کیوں نہیں بنا سکتا؟

مجاہدین کے لیے صبر انتہائی ضروری ہے:

یوں تو تمام لوگوں کے لیے صبر ضروری ہے لیکن ایک مجاہد کو جن جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے ان کے پیشِ نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک مجاہد کے زادِ راہ میں اگر صبر جیسا انمول موتی اور برداشت جیسی مضبوط ڈھال نہ ہو تو جہاد کے مراحل طے کرنا تو در کنار دو چار قدم چلنا بھی مشکل ہے۔ ان مراحل کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا مرحلہ: دنیا و مافیہا کو خیر باد کہنا

جب مجاہد اپنا پہلا قدم گھر سے باہر نکالتا ہے تو گویا وہ دنیا سے دست برداری کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ ماں کی شفقت، باپ کی محبت، بہن بھائیوں کی الفت، بیوی بچوں کی مودت اور دوست احباب کی محفلیں کہیں دور رہ جاتی ہیں، بھاری تنخواہوں والی ملازمتوں، آسائشوں سے بھرے گھروں اور جانی پہچانی گلیوں کو چھوڑ کر اجنبی اور مسافر بن جانا کوئی آسان بات نہیں، مگر جس کے لیے اللہ آسان کر دے۔

انہی علائق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُواْ حَتَّى يَأْتِيَ اللّهُ بِأَمْرِهِ وَاللّهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

''(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) کہہ دیجیے! اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور وہ اموال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو (اگر یہ سب) تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا''۔ (التوبۃ/۲۴)

اس کے معنی یہ نہیں کہ اسلام یا جہاد ہمیں رشتے ناطے کاٹنے کا حکم دیتے ہیں جبکہ خود اللہ رب العزت نے انتہائی تاکید کے ساتھ رشتہ داری جوڑنے اور صلہ رحمی کا حکم دیا ہے۔ بلکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جب ایک طرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت کا معاملہ اور فرضِ عین کا تقاضا ہو اور دوسری طرف یہ رشتے ناطے ہمارے پاؤں کی زنجیر بن جائیں تو ہمیں یہ حکم ہے کہ رشتوں کو نہیں بلکہ اس زنجیر کو کاٹ پھینکیں کیونکہ مخلوق کی رضا مندی کے لیے خالق کی نافرمانی بہر حال نہیں کی جا سکتی۔ یہ شیطانی زنجیر اور ابلیسی پھندا ہے، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بے شک شیطان ابن آدم کی راہوں پر بیٹھتا ہے، سب سے پہلے اسلام کے راستے پر بیٹھتا ہے اور ابن آدم سے کہتا ہے' کیا تو مسلمان ہو کر اپنے اور اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دے گا؟ تو اگر وہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے اسلام قبول کر لے تو پھر شیطان ہجرت کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور اُسے کہتا ہے' کیا تو ہجرت کر لے گا؟ کیا تو اپنی زمین اور اپنے آسمان کو چھوڑ دے گا؟ پھر اگر وہ اس کی نافرمانی کرے اور ہجرت کر لے تو شیطان جہاد کے رستے پر بیٹھ جاتا ہے اور اُس سے کہتا ہے' کیا تو جہاد کے لیے جا رہا ہے؟ اس راہ میں تو جان و مال تلف ہو جاتے ہیں، کیا تو قتال کرنا چاہتا ہے؟ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تو قتل ہو جائے، تیری بیویوں سے کوئی اور نکاح کر لے اور تیرا مال تقسیم ہو جائے؟ پھر اگر وہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے جہاد کے لیے نکل جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' جس نے بھی ایسا کیا اور پھر وہ فوت ہو گیا تو اللہ پر حق ہے کہ اُسے جنت میں داخل کرے''۔

(سنن نسائی، اس کی سند صحیح ہے)

دوسرا مرحلہ: ہجرت و جہاد کی راہ میں صبر آزما مرحلہ جہادی تربیت و اعداد کا ہے

اعداد تمام مسلمانوں پر فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدْوَّ اللّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لاَ تَعْلَمُونَهُمُ اللّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُواْ مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لاَ تُظْلَمُونَ ''اور ان (کافروں کے مقابلے) کے لیے تم مقدور بھر قوت اور جنگی گھوڑے تیار رکھو جن سے تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو اور ان کے علاوہ دوسروں کو ڈرائے رکھو، جنہیں تم نہیں جانتے (مگر) اللہ انہیں جانتا ہے اور تم اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمہیں (اس کا) پورا پورا ثواب دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا''۔ (الانفال: ۶۰)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمنانِ دین مسلمان نوجوانوں کی جہادی تیاری سے خائف رہتے ہیں لہٰذا وہ تربیتی مراکز کو خصوصاً بمباری کا ہدف بناتے ہیں اس کے سد باب میں ذمہ داران کو کئی اقدامات کرنے پڑتے ہیں جن کی وجہ سے بعض اوقات نئے آنے والے مجاہد بھائیوں کو انتظار کی مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ ایک طرف غیرتِ دین سے جوش مارتا تازہ لہو اور دشمنانِ دین سے پنجہ آزمائی کا پُر ایمان جذبہ اور دوسری جانب انتظار اور صبر' یقیناً یہ مشکل ہے لیکن جہاد تو صبر ہی کا دوسرا نام ہے، اور جہادی زندگی کا زیادہ تر حصہ صبر اور انتظار میں ہی کٹتا ہے اور شرعی اصطلاح میں یہ انتظار' رباط کہلاتا ہے جو بجائے خود ایک بہت بڑی عبادت ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے''ایک دن رات کا رباط ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے افضل ہے اور اگر کوئی مجاہد رباط کی حالت میں فوت ہو جائے تو وہ نیک اعمال جو وہ کیا کرتا تھا اسی طرح جاری رہتے ہیں (یعنی ان کا ثواب بدستور لکھا جاتا ہے) اور اس کا رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور وہ عذاب قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے (مسلم)۔ لہٰذا اس مرحلے پر بھی نئے بھائیوں کو صبر کرنا چاہیے اور اللہ سے اجر کی امید رکھنی چاہیے۔

تیسرا مرحلہ: مجاہد بھائیوں کے ساتھ حسنِ سلوک

جہاد کے میدانوں میں مختلف علاقوں، طبیعتوں اور متضاد مزاج و عادات کے حامل افراد جمع ہوتے ہیں، صرف اللہ کا دین اور جہاد کی محبت ایک دوسرے سے جوڑتی ہے۔ سابقہ معاشرے سے کٹ کر ایک نیا معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ جب آپ کا مزاج کسی سے نہ ملتا ہو، زبان اور طبیعتیں جدا ہوں تو پھر اللہ کی خاطر پیدا ہونے والے اس تعلق کو اللہ ہی کے لیے جوڑ کر رکھنا اگرچہ مشکل ہے لیکن انتہائی ضروری ہے۔ اس حوالے سے بہت سے شرعی دلائل میں سے چند پیش خدمت ہیں۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

وَالَّذينَ كَفَرُواْ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ إِلاَّ تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ

''اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں (اور اے مسلمانو!) اگر تم (بھی آپس

میں محبت ومودت کا تعلق) نہ رکھو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور بہت بڑا فساد ہوگا‘‘ (الانفال:۷۳)

جہاد پر نکلنے کا مقصد فتنے کی سرکوبی ،فساد کا خاتمہ اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے لہٰذا سورۃ الانفال میں جہاد وقتال کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں تنبیہ کی ہے کہ اس راہ پر ایک دوسرے کے دوست اور حمایتی بن کر رہنا ہے اور ذاتی اختلافات کو اجتماعی مفادات پر قربان کرنا ہے، ورنہ تمہیں اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل نہ ہوگی۔ اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت کے معنیٰ بھی یہی ہیں کہ ہم ذاتی رائے اور شخصی مفادات سے بالاتر ہو کر صرف اس بنیاد پر اپنے بھائیوں سے تعلق ومحبت رکھیں کہ وہ توحید کے علمبردار اور راہِ ہجرت وجہاد پر گامزن ہیں۔ کسی بھائی کو معمولی نہ سمجھئے کہ جہاد پر نکلنا معمولی لوگوں کا کام نہیں، کسی کے ساتھ بدسلوکی نہ کیجیے' کہیں ایسا نہ ہو کہ آج ہی آپ کا وہ بھائی شہادت سے سرفراز ہو کر اللہ کے پاس پہنچ جائے، آپ کو معذرت کا موقع بھی نہ ملے اور یہ بات آپ کے دل میں ایک کسک بن کر رہ جائے۔ یہاں عام اور خاص کی تفریق مت کیجیے کہ یہاں کوئی عام نہیں ہوتا۔ آپ کو کیا خبر کہ بظاہر عام اور سادہ بھائیوں کا اخلاص اور دعائیں ہی ہماری فتح ونصرت کی نوید ہوتی ہیں اور ان کے پاکیزہ آنسو ہی ہماری کوتاہیوں کے داغ دھوتے ہیں۔

ایک مجاہد بھائی اپنے تمام رشتے پیچھے چھوڑ آتا ہے، اب آپ ہی اُس کا خاندان، آپ ہی اُس کے بھائی ہیں، اپنے بھائیوں کی خطاؤں سے درگزر کیجیے، ان کی زیادتیوں کو معاف کیجیے، تحائف کا تبادلہ کر کے محبتوں کو پروان چڑھائیے، نفرتوں کو پاس نہ پھٹکنے دیں، نفرت تو کفار سے ہونی چاہیے۔ 'اشداء علی الکفار رحماء بینھم' کی عملی تفسیر بن جائیے۔ 'اذلۃ علی المومنین اعزہ علی الکافرین' پر عمل پیرا ہو جائیے۔

بنیان مرصوص بن کر اللہ کی محبت کے مستحق بن جائیے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنيَانٌ مَّرْصُوصٌ

’’یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صفیں باندھے لڑتے ہیں، گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں‘‘ (الصّف:۴)

خیر کی کنجی اور شر کے لیے قفل بن جائیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے رویے سے بددل ہو کر کوئی بھائی پلٹ جائے اور ہمارا شمار سبیل اللہ سے روکنے والوں میں ہو۔ نیز وہ بھائی جو بعض ساتھیوں کے رویے سے دل برداشتہ ہو کر جہاد چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے ہمراہ جہاد کرنا جائز نہیں، یا یہ کہ پہلے تربیت ہونی چاہیے بعد میں جہاد شروع کریں گے اور ایسے دیگر عذر پیش کرتے ہیں۔ ان سے گذارش ہے کہ جہاد کے لیے کسی نے بھی ’’عدالت‘‘ (ایک فقہی اصطلاح) کو بطورِ شرط ذکر نہیں کیا، جس طرح فاسق مسلمان نماز، روزہ حج وغیرہ کر سکتا ہے اسی طرح جہاد بھی کر سکتا ہے اور جہاد میں ہی اس کی تربیت ہوتی ہے۔ لہٰذا کسی کی ذاتی برائی اور بداخلاقی سے آپ پر جہاد ساقط نہیں ہو جاتا۔ اصل بات تو دل کی ہے۔ اگر کوئی دل سے جہاد کرنا چاہے تو اس کے لیے کچھ رکاوٹ یا اشکال نہیں ہوتا اور اگر دل ہی جہاد سے بیزار ہو جائے تو ہزار بہانے یاد آنے لگتے ہیں۔ کوئی بھی کام کرنے والوں کو دلیل بھی مل جاتی ہے اور نہ کرنے والوں کو بھی۔ لیکن اصل بات تو دل کی ہے اور اللہ کی عدالت میں جواب دہی کا احساس ہے جو انسان کو صحیح فیصلوں کی توفیق دیتا ہے۔

بہرحال صبر، صبر اور صبر ---- ہر حال میں صبر کیجیے۔ جہاد اللہ کی خاطر ہے' اپنی حیثیت منوانے کے لیے نہیں۔

چوتھا مرحلہ: تکالیف ومصائب پر صبر

یہ راستہ انتہائی مشکلات کا راستہ ہے، قدم قدم پر لاشیں، قید وبند کی صعوبتیں، تعذیب وتحقیر کی گھاٹیاں، پیاروں کا بچھڑنا، عزیز ترین ساتھیوں کا جدا ہوا اس راہ کے معمولات ہیں۔ ہر طرف سے دشمن کا گھیراؤ، ہر وقت بمباری کا خوف اور میزائلوں کا نشانہ بننے والے کٹے پھٹے اعضاء اس راہ کی منزلیں ہیں۔ بیگانوں سے تو شکوہ ہی نہیں یہاں تو اپنوں کی زبانوں سے نکلنے والے زہریلے نشتر ہماری روحوں تک کو گھائل کر دیتے ہیں۔ جاہل واجڈ، شدت پسند وبنیاد پرست، را اور امریکہ کے ایجنٹ اور نہ جانے کیا کیا!!! اسی لیے مجاہدین کے حوالے سے خصوصاً ’’ولا یخافون لامۃ لائم‘‘ کی صفت کا تذکرہ ہوا ہے۔

ان تمام باتوں کے مقابلے میں مجاہدین کا ہتھیار صبر واستقامت ہے کیونکہ صبر ہی نصرت کا ذریعہ ہے اور پھر یہ اللہ کی طرف سے عاید کردہ فریضہ ہے جسے ہم عبادت سمجھ کر بجا لاتے ہیں اور اس پر لامحدود اجر کی امید رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ

’’بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر کسی شمار کے بغیر ہی دیا جائے گا‘‘۔ (الزمر:۱۰)

کیونکہ ہر موڑ پر انسان کو صبر کی ضرورت پڑتی ہے اور ہر نیکی کی تکمیل صبر کے ساتھ مشروط ہے لہٰذا ایک حدیث میں صبر کو سب سے بڑا انعام قرار دیا گیا ہے۔ ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’کسی شخص کو بھی صبر سے زیادہ وسیع اور بہتر انعام سے نہیں نوازا گیا‘‘۔ (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی رحمت وعنایت سے ہمیں بھی صبر جمیل عطا فرمائے، راہ جہاد پر استقامت اور پھر شہادت سے نوازے، بے شک وہ سننے اور قبول کرنے والا ہے۔

(ترجمہ: استاد عبدالصمد حفظہ اللہ)

> جب مجاہد اپنا پہلا قدم گھر سے باہر نکالتا ہے تو گویا وہ دنیا سے دست برداری کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔ ماں کی شفقت، باپ کی محبت، بہن بھائیوں کی الفت، بیوی بچوں کی مودت اور دوست احباب کی محفلیں کہیں دور رہ جاتی ہیں، بھاری تنخواہوں والی ملازمتوں، آسائشوں سے بھرے گھروں اور جانی پہچانی گلیوں کو چھوڑ کر اجنبی اور مسافر بن جانا کوئی آسان بات نہیں، مگر جس کے لیے اللہ آسان کر دے۔

عیدالفطر کے مبارک موقع پر امیرالمومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کا پیغام

الحمد لله أعز الاسلام و المسلمين و أذل الشرك و المشركين، و الصلاة والسلام على قائد المجاهدين، اشرف الانبياء و المرسلين، و على آله واصحابه ومن اهتدى بهديه اجمعين اما بعد يقول الله عزوجل : قُلْ إِنَّ صَلاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (سورة الانعام: ١٦٢)

میں رمضان المبارک میں فریضہ صیام کی ادائیگی اور عیدالفطر کے مبارک موقع پر تمام مجاہدین، شہداء فی سبیل اللہ کے اہل خانہ، امت مسلمہ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ اپنی بارگاہ میں تمام عبادات اور قربانیوں کو قبول فرمائے اور امت مسلمہ کو ان پاکیزہ، خوشی اور اخوت کے لمحات میں نصرت و غلبہ کی فرحتیں بھی عطا فرمائے اور غاصب دشمن کو شکست و ہزیمت سے دوچار کرے (آمین)۔ میں مجاہدین کو میدان قتال کے مورچوں میں حاصل ہونے والی تاریخی فتوحات پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ سے التجا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی مجاہدین کا اپنے راستے میں جہاد اور شہدا کی قربانیاں قبول فرمائے۔

اس موقع پر میں آپ کے سامنے چند باتیں رکھنا وقت کے تقاضے کے مطابق اہم اور مناسب سمجھتا ہوں۔

اے میرے غیور مسلمانو اور جری مجاہدو! آپ کی بے لوث قربانیوں کی بدولت افغانستان پر صلیبی وصہیونی قبضے کے تمام منصوبے ناکامی سے دوچار ہو گئے ہیں۔ گزشتہ آٹھ سالوں میں پینٹا گون کی عسکری قیادت میں نیٹو نے افغانستان میں ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے۔ ان صلیبیوں کا خیال تھا کہ شاید اس طریقے سے وہ غیور اور بہادر مسلمانوں کو اپنی فوجی طاقت کے بل بوتے پر اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیں گے۔ انہوں نے اس مقصد حصول کے لئے کیمیائی ہتھیاروں سمیت اپنے تمام جدید ہلاکت خیز اسلحہ کا استعمال کیا۔ اپنی فوجی قوت کے اظہار اور اپنی مدمقابل قوتوں کو دہشت زدہ کرنے کے لئے انہوں نے کھربوں ڈالر خرچ کر کے سینکڑوں میڈیا سینٹرز کو خریدا۔ مگر یہ تمام غیر انسانی اقدامات ان کو کوئی فائدہ نہیں دے سکے۔ بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تحریک جہاد مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی اور اس نے ناقابل بیان حد تک کامیابیاں حاصل کر لی ہیں اور فتح کے کناروں تک جا پہنچی ہے۔

صلیبی قوتوں کو چاہیے کہ وہ افغانستان پر سکندری حملوں سے لے کر چنگیزی شورشوں تک کی تاریخ کا مطالعہ کریں اور اس سے سبق حاصل کریں۔ اگر وہ تاریخ کو نظر انداز کرنے پر تلے ہی ہوئے ہیں تو پھر ان کو کم از کم گزشتہ آٹھ سالوں میں رونما ہونے والے واقعات ہی کو دیکھ لینا چاہیے۔

کیا گزشتہ آٹھ سالوں میں انہوں نے کچھ حاصل کیا ہے؟ اگر وہ ان برسوں میں ہونے والے اپنے نقصانات کا جائزہ لینے پر بھی تیار نہیں تو کم از کم ان کو اپنے ''خنجر'' اور ''چیتے کا پنجہ'' نامی آپریشنز ہی کے نتائج کو دیکھ لینا چاہیے کہ انہیں ان مہمات کی کیا قیمت چکانی پڑی ہے؟ اس سے انہیں کیا حاصل ہوا ہے؟ کیا یہ شرمناک تاریخی شکست ان کے لئے کافی نہیں ہے؟

اگرچہ ان کے ذرائع ابلاغ نے عوام کو حقائق سے بے خبر رکھا ہوا ہے مگر ان کی حکومتیں اپنے فوجیوں کے پست حوصلوں اور لاتعداد ہلاکتوں جیسے زمینی حقائق سے بخوبی آگاہ ہیں۔ صلیبیوں کو اپنی فوجوں کی کثرت پر چاہے کتنا ہی ناز کیوں نہ ہو لیکن ان کے لئے افغانستان میں یقینی شکست کے سوا کچھ نہیں ہے۔ امریکہ اور نیٹو کے عسکری ذرائع اور مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہونے والے فوجیوں کے بیانات سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ غاصب قوتوں کے مادی اور جانی نقصانات، اس کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتے ہیں جو کہ وہ تسلیم کرتے ہیں۔ صلیبی غاصب قوتیں افغانستان کے بارے میں جو رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں یہ مسئلے کو بڑھا تو سکتا ہے مگر اس کو کسی صورت میں حل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ افغانستان میں صلیبی دستوں کی تعداد میں اضافہ کرنا خود اُن ہی کے لیے ایک بڑا مسئلہ ہے نہ کہ اس مسئلے کا حل۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو میدان جنگ میں شکست کا سامنا ہے اور ان شاء اللہ وہ عنقریب مکمل شکست و رسوائی کا مزا چکھیں گے۔ اس لئے وہ اس کوشش میں ہیں کہ افغان عوام کے درمیان نفاق، بغض و عداوت اور نا چاقی کے بیج بو کر اپنی شکست کو فتح میں بدل دیں لیکن الحمدللہ وہ اس میدان میں بھی شکست سے دوچار ہیں کیونکہ مسلمان باہمی اتحاد اور مجاہدین کے ساتھ تعاون کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں

کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کی منہ زور بددیانتی، اختیارات کا ناجائز استعمال، منشیات کی سمگلنگ، مافیا نیٹ ورک کی موجودگی، جنگی کمانڈروں کا جبر اور ہٹ دھرمی، باقاعدہ منصوبے کے تحت فحاشی کے مراکز کا قیام اور ان کا فروغ' ان سازشی اور استعماری معاہدوں کا شاخسانہ ہیں جنہوں نے عوام کو فقر، بھوک و افلاس اور بے روزگاری کے ایسے طوفان سے دوچار کر دیا ہے کہ عوام اپنے بچے تک بیچنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ صلیبی قوتوں کے دیگر جرائم کے علاوہ ان کا ایک جرم یہ بھی ہے کہ انہوں نے ایک بار پھر اسی فاسد اور کٹھ پتلی انتظامیہ کو ایک ایسے پُرفریب اور نام نہاد الیکشن کے ذریعے' مجبور اور لاچار عوام پر مسلط کر دیا ہے، جس سے عوام کی اکثریت نے لاتعلقی کا اظہار کیا تھا۔ غیور اور حریت پسند افغان عوام اس نام نہاد الیکشن کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں جس کی وجہ سے مسائل میں مزید اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ صلیبی جارحیت کی وجہ سے ہمارے اسلامی وملی مفادات بیرونی قوتوں کے مفادات کے زیر اثر ہیں۔

ہمارا مقصد خطے سے صلیبیوں کو نکال باہر کرنا اور اسلامی نظام کا قیام ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ قابض صلیبی فوجوں کے انخلاء کے بعد تمام مسلمان شریعت کے قیام اور افغانستان کے مسلمانوں کی فلاح و بہبود میں حصہّ لیں کیوں کہ ملک کے عمرانی، سیاسی، تعلیمی اور ثقافتی امور تربیت یافتہ اور تجربہ کار مسلمانوں کی شرکت کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔ خوش قسمتی سے کثیر تعداد میں دنیا بھر میں موجود تجربہ کار اور تربیت یافتہ مسلمان شخصیات صلیبی وصہیونی جارحیت اور اس کے

نتیجے میں قائم کی جانے والی کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کو تسلیم نہیں کرتے اور ایک مستقل اسلامی حکومت کے قیام کے خواہش مند ہیں۔ ہم صلیبی فوجوں کے انخلا کے بعد اسلام کے عادلانہ معاشرتی نظام کے تحت مستقبل کے لئے مفید اور منافع بخش منصوبے بروئے کار لائیں گے جن میں معاشی و اقتصادی سہولیات، تعلیم کی ترویج وفروغ اور صنعتی وزرعی شعبوں میں ترقی شامل ہیں۔

ہم ایک بار پھر ان تمام اشخاص کو متنبہ کرتے ہیں جو کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ میں سرگرم عمل ہیں اور افغانستان میں عالمی صلیبی وجود کو تقویت دے رہے ہیں، کہ اپنے دین اور ملت کی مخالفت سے دست بردار ہو جائیں کیونکہ ان ہی کی وجہ سے استعماری طاقتوں نے یہاں زور پکڑا ہے۔ یہ قابض صلیبی وحشی ہمارے مقدسات کو پامال کر رہے ہیں، عیسائیت کی تبلیغ وترویج کو منظّم منصوبے کے تحت آگے بڑھا رہے ہیں، ہمارے معدنی ذخائر کو لوٹ رہے ہیں، ہمارے ملک کو کمر توڑ قرضوں تلے روند رہے ہیں۔ ہم ہر اس شخص کو جو غداری اور ملت دشمنی کی راہ ترک کر دے، امن وسلامتی کی ضمانت دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ صلیبی جارحیت کے خلاف ہماری جدو جہد طوفان کی مانند آگے بڑھ رہی ہے اور جو بھی اس سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا وہ فنا ہو جائے گا۔ ظلم، تشدد، سازشیں اور کرائے کی فوج اس بپھرے جہادی سیلاب کا راستہ نہیں روک سکتی۔ چنانچہ یہی بہتر ہے کہ ہر کوئی اپنی ایمانی ذمہ داری اور تاریخی عظمت کے حصول کی خاطر مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑا ہو جائے بالخصوص کٹھ پتلی کابل انتظامیہ میں شامل سابق مجاہدین اپنی جہادی حیثیت کے اعادہ کے لئے کفار کی صفوں سے علیحدہ ہو کر رواں جہادی قافلے میں شامل ہو جائیں۔

ہم شریعت اسلامی کے دائرے میں رہتے ہوئے باہمی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنی تمام خامیوں پر بھی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اسی لئے تمام مجاہدین کو شرعی اصولوں کی مکمل تابعداری اور ان پر عمل کرنے کا پابند کیا گیا ہے تا کہ تمام مجاہدین شریعت اسلامی کے دائرے میں تحریک جہاد کو آگے بڑھائیں اور دین وحریت کی راہ کا دفاع کرنے والے اور ملت کے حقیقی ترجمان بن جائیں۔ ہم اپنی صفوں میں جائزہ اور محاسبہ کو بہت اہم تصور کرتے ہیں۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو میدان جنگ میں شکست کا سامنا ہے اور ان شاء اللہ وہ عنقریب مکمل شکست ورسوائی کا مزا چکھیں گے۔ اس لئے وہ اس کوشش میں ہیں کہ افغان عوام کے درمیان نفاق، بغض وعداوت اور ناچاقی کے بیج بو کر اپنی شکست کو فتح میں بدل دیں لیکن الحمدللہ وہ اس میدان میں بھی شکست سے دوچار ہیں کیونکہ مسلمان باہمی اتحاد اور مجاہدین کے ساتھ تعاون کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں، اسلامی نظام اور آزادی کو اپنا حق سمجھتے ہیں، وہ مغربی میڈیا کو پینٹاگون کا ترجمان سمجھتے ہوئے کبھی بھی ان کے بے بنیاد پروپیگنڈوں سے دھوکہ نہیں کھائیں گے۔

مجاہدین کی حالیہ بے مثال فتوحات میں باہمی محبت ورغبت اور ہمدردی کا اہم کردار ہے جس میں الحمدللہ روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مجاہدین کبھی بھی خود کو عامۃ المسلمین سے علیحدہ تصور نہ کریں۔ لوگوں کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کریں۔ نیز مجاہدین کے لئے ضروری ہے کہ عوام کی دینی تربیت پر توجہ دیں تا کہ وہ فریضہ جہاد میں مزید جانی ومالی تعاون کریں۔

اے میرے غیور مسلمان بھائیو! آپ امریکہ اور اس کے صلیبی اتحادیوں کے فوجی کمانڈروں کے بیانات سے دھوکہ نہ کھائیں جیسا کہ برطانوی کمانڈر کا وہ بیان جس میں وہ کہتا ہے کہ'' ہم افغانستان میں مزید چالیس سال تک ٹھہریں گے''۔ یہاں یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ 1839 سے لے کر 1919 تک ہم 80 سال برطانوی جارحیت سے نبرد آزما رہے ہیں اور بالآخر اسے رسوا کن شکست سے دوچار کیا ہے۔ لیکن الحمدللہ آج ہم اس وقت کے مقابلے میں زیادہ بلند حوصلہ، عسکری تربیت اور بہترین اسلحہ سے لیس اور طویل جنگ لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لہذا ہم اس مقدس جہاد کو اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک کہ تمام صلیبیوں کو مار بھگایا نہ جائے اور شریعت الٰہیہ کا مکمل قیام عمل میں نہ آجائے۔

آپ امریکہ اور اس کے صلیبی اتحادیوں کے فوجی کمانڈروں کے بیانات سے دھوکہ نہ کھائیں جیسا کہ برطانوی کمانڈر کا وہ بیان جس میں وہ کہتا ہے کہ'' ہم افغانستان میں مزید چالیس سال تک ٹھہریں گے''۔ یہاں یہ حقیقت پیش نظر رہے کہ 1839 سے لے کر 1919 تک ہم 80 سال برطانوی جارحیت سے نبرد آزما رہے ہیں اور بالآخر اسے رسوا کن شکست سے دوچار کیا ہے۔ لیکن الحمدللہ آج ہم اس وقت کے مقابلے میں زیادہ بلند حوصلہ، عسکری تربیت اور بہترین اسلحہ سے لیس اور طویل جنگ لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

صلیبیوں کے خلاف ہماری مزاحمت کی داستان محض پروپیگنڈے کی حد تک محدود نہیں بلکہ اپنی واضح شکست کا اعتراف خود آئمۃ الکفر بھی کر رہے ہیں۔ اور آنے والے دن میں ہم مزید بہتر حکمت عملی کے ساتھ امریکہ اور اس کے حواریوں کو مکمل شکست کی طرف دھکیل دیں گے۔ ان شاءاللہ

ہم تمام مغربی عوام پر واضح کرتے ہیں کہ اوباما کے جھوٹے بیانات سے دھوکہ نہ کھائیں، جن میں افغان جنگ کو'' مجبوری کی جنگ'' کہا گیا ہے اس جنگ کو لڑنا مغرب کی کوئی مجبوری نہیں ہے۔ حقیقتاً یہ لڑائی مذموم صہیونی مقاصد کے حصول کے لئے جھوٹ پر مبنی بیانات کی بنیاد پر شروع کی گئی ہے جس کا نقصان پوری انسانیت برداشت کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ عالمی سطح پر معاشی بحران، بدامنی، عدم اعتماد اور عالمی برادری کے تمام مسلمہ اصولوں کی پامالی بھی ان ہوس پر مبنی پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔

مغربی ممالک کے باشندے نیٹو کے جنرل سیکرٹری اور برطانوی وزیر اعظم کے ان بیانات سے بھی دھوکے میں نہ پڑیں جس میں کہا گیا ہے کہ'' افغان جنگ مغرب کی دفاعی جنگ ہے'' کیونکہ یہ سب ناجائز مسلط کی جانے والی بے نتیجہ جنگ کے بارے میں توجیہات پیش کرنے کی احمقانہ کوششیں ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۹ پر)

تمام تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں؛ جس نے مخلوق کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا، اس کو عدل کا حکم دیا اور مظلوم کو ظالم سے برابر کا بدلہ لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

گیارہ ستمبر کے موقع پر
شیخ اسامہ بن لادن کا امریکیوں کے نام پیغام

اے امریکیو! میری یہ تقریر تمہارے لیے ۱۱ ستمبر کی وجوہات کی یاددہانی کے لیے ہے۔ خصوصاً، میں اپنی توجہ ان خاندانوں کی طرف مرکوز کروں گا جن کے لوگ ان واقعات میں مارے گئے، اور ان لوگوں کی طرف جنہوں نے حال ہی میں اس بات کا تقاضا کیا ہے کہ ان واقعات کے محرکات کے بارے میں کھلی تحقیق کی جائے' یہ ان افراد کا صحیح سمت میں پہلا قدم ہے کیونکہ جتنا زیادہ وقت تم لوگ اصل وجوہات کو جاننے میں لگاؤ گے، اتنی ہی زیادہ قیمت تم لوگوں کو' بغیر کسی نفع کے چکانی پڑے گی۔ چونکہ وائٹ ہاؤس کی انتظامیہ اس تنازعے کا ایک فریق ہے اور میں سالہا سال سے تمہیں متنبہ کرتا آرہا ہے کہ ایک عقلمند انسان کو چاہیے کہ وہ دونوں فریقوں کی باتوں کو سنے اور غور کرے، سو میری بات غور سے سنو۔

ابتدا میں میں کہوں گا کہ ہم نے دو دہائیوں سے زائد عرصے میں کئی مرتبہ صراحتاً اعلان کیا ہے کہ تم لوگوں سے ہمارے تنازعے کی وجہ تمہاری' تمہارے حلیف' اسرائیل کو امداد ہے۔ اسرائیلی غاصبوں نے ہمارے فلسطین پر قبضہ کیا ہے اور اُن کے حق میں تم وہ کر یہہ کردار ادا کر رہے ہو جو تمہارے اور ہمارے درمیان تنازعہ کی بنیادی وجہ ہے۔ اسرائیل نوازی کے تمہارے اسی کردار اور ظالمانہ اقدامات کے جواب میں ہم ۱۱ ستمبر کے واقعات انجام دینے پر مجبور ہوئے۔ اگر تم لوگوں کو ادراک ہوتا کہ ہمیں یہودی مظالم کی وجہ سے' جن کو تمہاری انتظامیہ کی پشت پناہی حاصل ہے' کس حد تک تکالیف پہنچی ہیں، تو تم لوگ اس حقیقت کو پالیتے کہ ہم اور تم' بحیثیت مجموعی وائٹ ہاؤس کی پالیسیوں کی شکار ہیں، جو کہ حقیقت میں اسرائیلی کٹھ پتلی ہونے کے سوا کچھ بھی نہیں اور اس کٹھ پتلی کی تمام تر ڈوریں مضبوط مفاد پرست ٹولوں' بالخصوص بڑی کمپنیوں اور اسرائیلی لابی کے ہاتھوں میں ہیں۔

جس شخص نے سب سے بہتر طور پر تمہیں ۱۱ ستمبر کے پیچھے اصل محرکات بیان کرنے کی کوشش کی ہے، وہ تمہارا ہی ایک شہری وٹیرن (سی آئی اے کا سابق ایجنٹ) ہے۔ جس کا ضمیر اس کی عمر کی آٹھویں دہائی میں جاگ اٹھا اور اس نے بھیانک انجام کی دھمکیاں ملنے کے باوجود سچ بولنے کا فیصلہ کیا، اور ۱۱ ستمبر کے پیچھے اصل پیغام کو واضح کیا ہے۔ اسی طرح ہمارے فلسطینی بھائیوں کی مصیبتوں کے حوالے سے اوبامہ نے قاہرہ میں اپنی حالیہ تقریر میں اسرائیلی قبضے اور پابندیوں کی وجہ سے ان کو پہنچنے والی تکلیفوں کا اعتراف کیا ہے۔ یہ معاملہ مزید واضح ہو جائے اگر تم اپنے سابق صدر جمی کارٹر کی تحریر کو پڑھ لو، جس میں اس نے فلسطینیوں کے ساتھ اسرائیلیوں کے امتیازی سلوک کا تذکرہ کیا ہے۔ یا اس کا وہ بیان ہی سن لو جو اس نے چند ہفتے قبل تباہ و برباد غزہ کے دورے کے موقع پر دیا جس میں اس نے کہا،'' غزہ کے لوگوں کے ساتھ انسانوں کی بجائے حیوانوں جیسا سلوک کیا گیا ہے۔''

یہاں پر ہمیں ایک لمحے کے لئے توقف کرنا چاہیے، کوئی بھی انسان جس کے دل میں ذرہ بھر بھی رحم کا مادہ موجود ہوگا وہ ضرور ان بوڑھوں، خواتین اور بچوں سے ہمدردی کا اظہار کرے گا' جو تباہ کن محاصرے میں تھے، جبکہ صہیونی ان کے اوپر امریکی ساختہ سفید فاسفورس کے بم برسا رہے تھے، وہاں پر زندگی تصور سے زیادہ بھیانک ہے۔ لاتعداد بچے ایسے ہیں جو ہر روز خوراک، دوائیوں اور بجلی کی قلت کی وجہ سے اپنے والدین اور معالجین کے ہاتھوں میں ہی اپنی جان دے دیتے ہیں۔ اگر چہ اس کی بڑی وجہ امریکہ میں موجود اسرائیلی لابی کا دباؤ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ سب کچھ ان تمام عالمی سیاستدانوں اور عوام کے ماتھے پہ ایک بدنما داغ ہے جنھوں نے صہیونیوں کے عزائم کو جانتے ہوئے اس ظلم میں ان کا ساتھ دیا۔ اس سارے قضیہ کی تفصیلات کو تمہارے دو شہریوں جان میرشمیر اور سٹیون والٹ نے اپنی کتاب ''امریکہ میں اسرائیلی لابی'' میں واضح کیا ہے۔

ان مجوزہ کتابوں کو پڑھنے سے حقیقت تم پر آشکار ہو جائے گی اور یہ جان کر تمہیں شدید دھچکا لگے گا کہ تمہیں کس حد تک دھوکے میں رکھا گیا ہے۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ آج بھی جو لوگ وائٹ ہاؤس سے بیان جاری کر رہے ہیں اور یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہمارے خلاف تمہاری یہ جنگ تمہارے تحفظ کے لئے ضروری ہے، یہ وہی پرانے لوگ ہیں جو پہلے ڈک چینی اور بش کے ماتحت کام کر رہے تھے۔ تب بھی انہوں نے اس درندگی پر مشتمل پالیسی کا پرچار کیا تا کہ تمہارے خون اور معیشت کے بدلے اپنے 'بڑوں' کے مفادات کا تحفظ کر سکیں۔ درحقیقت یہی لوگ تمہارے اوپر مسلّط کردہ جنگ کے ذمہ دار ہیں نہ کہ ہم مجاہدین جو اپنی سرزمینوں کی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔

اگر تم اس صورتحال کا بغور جائزہ لو تو تمہیں اس بات کا ادراک ہوگا کہ وائٹ ہاؤس در حقیقت چند مفاد پرست گروہوں کے قبضے میں ہے۔ تمہارے سابق صدر بش نے عراق کو' آزاد' کرانے کا نعرہ لگایا تھا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اصل میں تو وائٹ ہاؤس کو آزاد کرانے کی ضرورت ہے۔ موجودہ حالات میں وائٹ ہاؤس کا سربراہ' چاہے اس کا نام کچھ بھی ہو' اس کا کردار ایک ریل گاڑی کے انجن ڈرائیور سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے، جس کو انہی پٹڑیوں پر چلنا پڑتا ہے جو اس کے سامنے ان مفاد پرست گروہوں نے بچھا رکھی ہیں اور وہ ہمیشہ اسی خوف میں اپنا وقت گزارتا ہے کہ اگر اس نے ذرا بھی سرکوبی کی تو اس کا انجام بھی وہی ہوگا جو سابقہ صدر جان ایف۔ کینڈی اور اس کے بھائی کا ہوا تھا۔

میری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ' وقت آچکا ہے تم اپنے آپ کو اس خوف اور ذہنی دہشت سے آزاد کراؤ جس میں تمہیں قدامت پسندوں اور اسرائیلی لابی نے جکڑ رکھا ہے اور تمھیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ تم اسرائیل کے ساتھ اپنے اتحاد کے معاملے کو اٹھاؤ اور اس پر مباحثہ کرو اور آپس میں طے کرو کہ تمہاری ترجیح کیا ہے؟

جب بش اقتدار میں آیا اور اس نے ایک ایسے شخص کو سیکرٹری دفاع بنایا جو ویتنام کے 20 لاکھ دیہاتی لوگوں کے قتل میں ملوّث تھا، تو اُس وقت سمجھ دار لوگوں نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ بش اپنے دورِ حکومت میں کسی بڑے قتلِ عام کی تیاری کر رہا ہے اور پھر عراق اور افغانستان میں وہی کچھ ہوا۔ اس کے بعد جب اوبامہ نے اقتدار سنبھالا تو اس نے پینٹا گون کی سینئر انتظامیہ میں بش اور ڈک چینی کے عہدے داروں مثلاً گیٹس، مولن اور پیٹر یاس وغیرہ کو اپنی جگہ برقرار رکھا۔

کیاتمہارے لئے تمہارااپنا تحفظ،خون، بچے، مال،نوکریاں، گھر، معیشت اور تمہاری ساکھ زیادہ اہم ہے یاتم اسرائیلیوں کی حفاظت اوران کے بچوں اوران کی معیشت کوزیادہ اہمیت دیتے ہو۔اگرتم اپنی حفاظت کا انتخاب کرواور جنگ کوروک دو'جوکہ تمہاری اکثریت کا مطالبہ بھی ہے تو پھر تمہیں اس کے لئے عملی طور پر کچھ کرنا ہوگااوران ہاتھوں کواپنے درمیان سے ہٹانا ہوگا جنہوں نے امن کوخطرے میں ڈالا ہے۔

یہاں پر موجودہ جنگ اوراس کو روکنے کے حوالے سے ایک اہم نقطہ ہے جو توجہ چاہتا ہے۔وہ یہ کہ جب بش اقتدار میں آیا اوراس نے ایک ایسے شخص کوسیکرٹری دفاع بنایا جو ویت نام کے 20 لاکھ دیہاتی لوگوں کے قتل میں ملوّث تھا، تو اُس وقت سمجھ دار لوگوں نے یہ پشین گوئی کی تھی کہ بش اپنے دورِ حکومت میں کسی بڑے قتلِ عام کی تیاری کر رہا ہے اور پھر عراق اورافغانستان میں وہی کچھ ہوا۔اس کے بعد جب اوبامہ نے اقتدار سنبھالا تو اس نے پینٹا گون کی سینئر انتظامیہ میں بش اور ڈک چینی کے عہدے داروں مثلاً گیٹس، مولن اور پیٹریاس وغیرہ کو اپنی جگہ برقرار رکھا۔عقل والے لوگ جانتے ہیں کہ اوبامہ ایک کمزور آدمی ہے اوراپنے وعدے کے مطابق جنگ کوروک نہیں سکتا،البتہ اس کوممکنہ حد تک ملتوی کرسکتا ہے۔اگر واقعی اس کے ہاتھ میں کچھ ہوتا تو وہ ذمہ داریاں ان جرنیلوں کے سپرد کرتا جنھوں نے اس احمقانہ جنگ کی مخالفت کی تھی؟ جیسا کہ امریکی فورسز کے سابقہ کمانڈر جنرل سانچز اورسینٹرل کمانڈ کا سربراہ جسے بش نے جنگ کی مخالفت کی وجہ سے'اپنا عہدہ صدارت ختم ہونے سے کچھ عرصہ پہلے زبردستی مستعفی ہونے پر مجبور کیا تھا تاکہ وہ اس کی جگہ ایسے بندے کو چھوڑ کر جاسکے جو اس (بش) کے بعد آنے والے پر دباؤ ڈال سکے۔مزید یہ کہ اوبامہ نے ری پبلکن کے ساتھ تعاون کی خواہش کے تناظر میں تمہارے ساتھ بہت بڑا دھوکہ کیا ہے، جیسا کہ اس نے محض جنگ کو جاری رکھنے کے لئے ڈک چینی کے سب سے اہم اور خطرناک ترین سیکرٹری کو برقرار رکھا ہے۔آنے والے دنوں میں تمہارے اوپر یہ واضح ہوجائے گا کہ تم نے وائٹ ہاؤس میں صرف چہرے تبدیل کیے ہیں اور تلخ حقیقت یہ ہے کہ تم ابھی تک جدید قدامت پسندوں کے شکنجے میں ہو۔

میں اصل موضوع کی طرف واپس آتا ہوں۔اگر تو تم جنگ روک دو تو ٹھیک ہے، ورنہ ہم ہر ممکنہ محاذ پر تمہارے خلاف قتال جاری رکھیں گے، جیسا کہ اللہ سبحانہ کی نصرت سے پہلے ہم نے ایک دہائی تک روس کے خلاف قتال جاری رکھا حتّیٰ کہ اس کا شیرازہ بکھر گیا۔حقیقت یہ ہے کہ تم دوسروں کے مفاد کی خاطر ایک پریشان کن اور ہاری ہوئی جنگ میں پھنس چکے ہو جس کا کوئی اختتام نظر نہیں آرہا۔جہادِ افغانستان کے زخم خوردہ روسی جرنیلوں نے اس جنگ کے شروع ہونے سے پہلے تمہیں اس کے نتائج سے آگاہ کر دیا تھا،مگر تم اپنے خیر خواہوں کی نصیحت پر کان دھرنے کو تیار نہیں ہو۔اس جنگ میں بھیانک مفادات کے پیش نظر اندھے ہوکر وسائل جھونکے جارہے ہیں،تمہارے فوجیوں کے حوصلے پست ہو چکے ہیں اور وہ اس جنگ سے فرار حاصل کرنے کے لئے آئے دن خود کشیاں کررہے ہیں،اورتم یہ جنگ ہار چکے ہو(ان شاءاللہ)۔

> **تم لوگوں سے ہمارے تنازعے کی وجہ تمہاری' تمہارے حلیف' اسرائیل کوامداد ہے۔اسرائیلی غاصبوں نے ہمارے فلسطین پر قبضہ کیا ہے اوراُن کے حق میں تم وہ کریہہ کردار ہے جوتمہارے اور ہمارے درمیان تنازعہ کی بنیادی وجہ ہے۔اسرائیل نوازی کے تمہارے اسی کرداراور ظالمانہ اقدامات کے جواب میں ہمیں ۱۱ستمبر کے واقعات انجام دینے پر مجبور کیا۔**

یہ وہ سب کچھ ہے جوڈک چینی اور بش نے تمہارے لیے ۱۱ستمبر کے واقعے کا علاج تجویز کیا تھا لیکن جو تکلیف اورنقصان تم نے اس علاج سے اٹھایا ہے' وہ اصل واقعے کے نقصان سے کہیں بڑھ کر ہے۔صرف مجموعی قرضے نے ہی پوری امریکی معیشت کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کچھ بیماریوں کوان کے علاج کے بغیر ہی چھوڑ دینا چاہئے۔

ہم اللہ سبحانہ کے فضل و کرم سے پچھلے تیس سالوں سے اپنے ہتھیار کندھوں پر اٹھائے شرق وغرب میں باطل کفری قوتوں کے خلاف برسرپیکار ہیں اور الحمدللہ اس سارے عرصے میں ہمارے ساتھیوں میں ایک بھی خودکشی کا واقعہ پیش نہیں آیا۔یہ تمہارے لئے ہمارے نظریے کی سچائی اور ہمارے مقصد کی حقانیت کی دلیل ہے۔ہم ان شاءاللہ اپنی ارض مقدّس کوآزاد کرانے کے راستے پر رواں دواں ہیں،صبر ہمارا ہتھیار ہے اور ہم اپنے اللہ سے نصرت طلب کرتے ہیں اور ہم کبھی مسجدِ اقصیٰ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے کیونکہ فلسطین ہمیں اپنی جانوں سے بڑھ کر عزیز ہے سو تم جتنا چاہو جنگ کو طول دو لیکن خدا کی قسم ہم اس پر ذرا بھر بھی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔

بقیہ: عیدالفطر کے مبارک موقع پر امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کا پیغام

کسی ملک کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی ہمسایہ یا دوسرے ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت کرے۔وائٹ ہاوس کے مغرور حکمران اوراس کے ساتھیوں کو یہ بات بخوبی معلوم ہونی چاہیے کہ ہزاروں میل دور سے ان کی اس مداخلت کا کسی طور بھی کوئی جواز نہیں۔دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر صہیونیوں کے مکروہ عزائم پر مبنی توسیعی منصوبے علاقے میں جاری ہیں اور یہ انسانی تقدس، عدل وانصاف اور وسائل کے توازن اور آزادی کے خلاف ہیں۔اس سلسلے میں تمام ہمسایہ ممالک، غیر جانبدار ممالک کی تنظیم اور خصوصاً مسلم ممالک امریکہ کے انسانیت دشمن پالیسیوں کا ادراک کرتے ہوئے اپنا مطلوبہ کردار ادا کریں۔

آخر میں میں تمام امت مسلمہ سے کہوں گا کہ عید کی ان خوشیوں میں اپنے خاندانوں کی مانند شہدا کے یتیم بچوں، بیواؤں اور ماؤں کو فراموش نہ کریں،اس لیے کہ یہ ان شہدا کے وارث ہیں جنہوں نے اسلامی نظام کے قیام کی خاطر کفریہ قوتوں کے مقابلے میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے اوران بوڑھوں، جوانوں،عورتوں، بچوں اور مجاہدین کو بھی فراموش نہ کریں جو صلیبیوں کے زمینی اور فضائی حملوں میں جام شہادت نوش فرما چکے ہیں اور آج ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔ایک بار پھر آپ سب کو عید کے لمحات مبارک۔اللہ آپ کو آزادی نصیب فرمائے۔

والسلام

شریعت کی حاکمیت کی آرزو کے ساتھ

خادم الاسلام ملا محمد عمر

یورپی اقوام کے نام شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ کا پیغام

قُل لِلَّذِينَ كَفَرُواْ إِن يَنتَهُواْ يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ وَإِنْ يَعُودُواْ فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينِ۔ (الانفال/۳۸)

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو ناانصافی کو پسند نہیں کرتا اور اُس نے انسانوں کے لیے بھی اس کو ممنوع قرار دیا ہے۔ امابعد

یورپ کے عوام کے نام

ہر اس شخص کے لئے سلامتی ہے جو حق کی اتباع کرے۔ جیسا کہ تم جانتے ہو جو غلامی کو قبول کر لے تو وہ اُسے تباہ کر دیتی ہے اور ظالم کو اپنے ظلم کی تباہ کن قیمت چکانا ہی پڑتی ہے۔ اور لوگوں کو ناحق قتل کرنا ظلم کی انتہائی شکل ہے۔ اور یہی ظلم تمہاری حکومت اور فوج، نیٹو کے ساتھ مل کر افغانستان میں کر رہی ہیں۔ وہ عورتوں بچوں اور بزرگوں کو قتل کر رہے ہیں، جن کا جرم صرف یہ ہے کہ بش ان سے ناراض ہو گیا تھا۔ اگر چہ تم جانتے ہو کہ نہ تو اُنہوں نے یورپ پر کوئی جارحیت نہیں کی اور نہ ہی ان کا امریکہ میں ہونے والے واقعات سے کوئی تعلق ہے تو پھر کن بنیادوں پر تم ان پر حملہ آور ہو؟ اور پھر تم اپنی تراشی ہوئی ''انصاف'' اور ''انسانی حقوق'' جیسی اصطلاحوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس بارے میں تم اپنے عقلمند اور ذمہ دار لوگوں سے پوچھو کیونکہ یہ معاملہ اُس وقت تک طول پکڑتا جائے گا جب تک کہ افغانستان سے جنگ کی دھول صاف نہ ہو جائے اور یاد رکھو کہ اُس وقت تم یہاں پر کسی امریکی کا نام ونشان بھی نہ پاؤ گے۔ کیونکہ وہ یہاں سے بہت دور بحر اوقیانوس کے اس پار چلے جائیں گے۔ پھر یہاں صرف ہم اور تم رہ جائیں گے۔ لہٰذا ابھی سے اُس وقت کی تیاری کر لو اور اپنے انجام کے بارے میں سوچو!

تمہارے لئے جارجیا کے حالات میں ایک سبق موجود ہے۔ جب وہاں عوام پر بم برسائے گئے اور انہیں ذلیل ورسوا کیا گیا تو انہوں نے امریکہ سے مدد کی درخواست کی کہ وہ اُن سے چھینی گئی آزادی واپس دلوائے۔ لیکن اس سب کے بعد بھی امریکہ نے اُنہیں سوائے تسلیوں کے اور کچھ نہیں دیا اور جب انہوں نے پرزور اصرار کیا تو پھر امریکی بحری جہاز آئے لیکن ان امریکی جہازوں کا مقصد اُن کی آزادی کا تحفظ ہرگز نہیں تھا بلکہ وہ صرف اور صرف امدادی اشیا کی فراہمی تک اپنی ''خدمات'' محدود رکھ سکے اور امدادی اشیاء بھی وہ، جن کی وہاں کے عوام کو سرے سے ضرورت ہی نہ تھی، مثلاً کچھ ٹینٹ، تھوڑی سی خوراک اور کپڑے دھونے کے صابن اور بس یہی کچھ۔

ایک سمجھ دار آدمی کو اپنے پیسے اور بیٹے واشنگٹن کے جرائم پیشہ گروہ کے لئے ضائع نہیں کرنے چاہئیں۔ یہ کسی قوم کے لیے انتہائی شرم کا مقام ہے کہ اُس کے اتحادیوں کے نزدیک انسانی زندگی کا کوئی احترام نہیں اور وہ قصداً دیہاتیوں پر فضا سے بمباری کرتے ہیں، اس ساری وحشت وبربریت کا میں خود بھی شاہد ہوں۔ پھر وہ ہموی گاڑیوں میں فاتحانہ انداز میں آتے ہیں اور جب ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ شہید ہونے والے بچے اور خواتین ہی تھیں تو پھر امریکی ''فراخ دلی'' کا دریا بہہ نکلتا ہے اور وہ شہید ہونے والے بچوں اور خواتین کے رشتہ داروں کو مرنے والے ہر بچے اور خاتون کے بدلے ایک سو ڈالر دیتے ہیں۔

یہ ایک اذیت ناک حقیقت ہے، کیا یورپ میں ایک کمپیوٹر ریم بھی 100 ڈالر میں ملتی ہے؟ یہ ہے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی نظروں میں ہمارے معصوم بچوں اور خواتین کے خون کی قیمت! تو پھر تم کیا امید کرتے ہیں کہ ہمارا ردعمل کیسا ہونا چاہیے؟ یہ تم جانتے ہو کہ تمہارے اتحادی امریکہ اور اس کے مددگاروں نے شمالی افغانستان میں کیا کیا؟ کیسے انہوں نے ہزاروں طالبان کو کنٹینروں میں بھیڑ بکریوں کی طرح ٹھونس کر بند کر دیا تاکہ وہ مر جائیں یا پھر دریا برد کر دیے جائیں۔ کیا اب تم لندن اور میڈرڈ کے خونی واقعات کی وجہ جان گئے ہو؟

یہ تم جانتے ہو کہ تمہارے اتحادی امریکہ اور اس کے مددگاروں نے شمالی افغانستان میں کیا کیا؟ کیسے انہوں نے ہزاروں طالبان کو کنٹینروں میں بھیڑ بکریوں کی طرح ٹھونس کر بند کر دیا تاکہ وہ مر جائیں یا پھر دریا برد کر دیے جائیں۔ کیا اب تم لندن اور میڈرڈ کے خونی واقعات کی وجہ جان گئے ہو؟

یہ تمام حقائق جو میں نے بیان کیے ہیں ان کے دستاویزی ثبوت موجود ہیں مگر جب تمہاری ہی قائم کردہ اقوام متحدہ نے شمالی افغانستان میں ہونے والے جرائم کی تحقیق کرنا شروع کی، تو بش انتظامیہ نے اس پر بہت زیادہ دباؤ ڈالا اور تحقیقات روک دی گئیں۔ یہ ہے امریکی انصاف ہے!!!

میری یہ تمام باتیں نہ تو غیر معمولی ہیں اور نہ ہی غیر اہم۔ میں پھر یہ کہتا ہوں کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم مسلم علاقوں میں اپنی ظالمانہ کارروائیوں کو بند کر دو اور اپنی فوجوں کو یہاں سے نکال لو۔ آج معاشی بحران میں مبتلا یورپ، معاشی میدان اور عالمی منڈی میں اپنی مصنوعات کی سب سے زیادہ کھپت کو زیادہ دیر تک برقرار نہیں رکھ سکے گا اور امریکی بھی معاشی جنگ کی وجہ سے لڑکھڑا رہے ہیں۔ اس تناظر میں کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ جب امریکی یہاں (افغانستان) سے نکل جائیں گے تو تمہیں اس کی کیا قیمت چکانی پڑے گی؟ خوش قسمت ہے وہ جو دوسروں کی غلطیوں سے سبق سیکھے، لہٰذا تم لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ مسلم خطوں میں موجود اپنی افواج کو فی الفور واپس بلوا لو کیونکہ تھوڑی سی احتیاط زیادہ علاج سے بہتر ہے۔ غلطی پر اصرار کرنے سے بہتر ہے کہ سچائی کی طرف رجوع کیا جائے۔

اور سلامتی ہے ہر اُس شخص کے لئے جو حق کی اتباع کرے۔

اور اگر وہ تمہاری طرف صلح کے لئے ہاتھ بڑھائیں تو تم بھی ان کی طرف بڑھاؤ۔

اور اللہ پر بھروسہ رکھو وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے (الانفال:٦١)

☆☆☆☆

موجودہ ریاستیں اور خلافت اسلامیہ

زاہد صدیق مغل

دنیا کے ۵ درجن کے لگ بھگ مسلم ممالک میں اس وقت کس نوعیت کا اجتماعی نظام مؤثر طور پر کارفرما ہے اور یہاں کے 'مسلم' معاشرے کن اساسی تصورات کے تحت تشکیل پا رہے ہیں؟ یہ اس دور کے باشعور مسلمانوں کے لیے بنیادی اہمیت کا سوال ہے۔ اس بارے میں ایک واضح مؤقف اختیار کرنے کے بعد ہی معاشرتی اصلاح کے دینی فریضے سے عہدہ برا ہونے کے لیے موزوں لائحہ عمل تجویز اور اختیار کیا جا سکتا ہے۔ زیرِ نظر تحریر میں مغربی ریاست اور اسلامی اجتماعیت کے بعض فکری پہلوؤں کا تقابل کرتے ہوئے بعض اہم نکات کی نشان دہی کی ایک مخلصانہ کوشش کی گئی ہے۔

اس مضمون میں ہم خلافت اور موجودہ مسلم ریاستوں کے بنیادی فرق پر روشنی ڈالیں گے، جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ موجودہ مسلم ریاستیں خیر القرون کی خلافت تو کجا، خلافتِ عثمانیہ ومغلیہ کے ہم پلہ بھی نہیں۔ درج ذیل تمام فرق بذاتِ خود تفصیل طلب موضوعات ہیں لیکن نفسِ مضمون کا لحاظ اور خوفِ طوالت کے سبب ہم اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھیں گے۔

اوّل: قومی ریاست بمقابلہ اسلامی ریاست:

خلافت اور موجودہ ریاستوں کا پہلا فرق یہ ہے کہ اب ہم نے قومی ریاستیں قائم کر لی ہیں جب کہ پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔ قوم کا مطلب ہے:

''ایک مخصوص جغرافیائی حدود کی بنا پر اپنا تشخص تلاش کرنا، جیسے پاکستانی، عراقی، افغانی، مصری وغیرہ۔''

یہ ویزے اور سفارت خانوں کی بھرمار اسی قوم پرستانہ تصورِ تشخص کا نتیجہ ہے۔ قوم پرستی کی چند بنیادی ''صفات'' ہیں:

۱۔ اس کی بنیاد نفرت ہوتی ہے یعنی قوم پرستی اپنی قوم کے علاوہ دوسروں کو اپنا حریف سمجھنے کا تقاضا کرتی ہے۔

۲۔ خیر وشر کو قومی پیمانوں پر طے کیا جاتا ہے یعنی خیر اسی شے کو سمجھا جاتا ہے جو ایک مخصوص جغرافیے میں رہنے والے افراد کے لیے بہتر ہو جیسا کہ موجودہ جہادِ افغانستان کے وقت پاکستانی حکومت نے ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ لگا کر کیا۔

۳۔ قوم ہمیشہ اپنے لیے جیتی ہے، اس کا مطمع نظر مادی ترقی اور حصولِ طاقت کے ذریعے صرف ایک مخصوص علاقے کے لوگوں کا معیارِ زندگی بلند کرنا ہوتا ہے، اسی معنی میں قومی ریاست صرف سرمایہ دارانہ ریاست ہوتی ہے جس کا مقصد افراد کی آزادی یعنی سرمائے میں لامتناہی اضافہ کرنا ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ قوم پرستی سرمایہ داری کی مختلف تعبیرات میں سے ایک تعبیر ہی ہے۔

۴۔ قوم کے پاس مادی ترقی وخوشحالی کے علاوہ نوعِ انسانی کی فلاح و ہدایت کا کوئی دوسرا لائحہ عمل نہیں ہوتا۔ سرمائے کی بڑھوتری ہی وہ واحد خیر ہے جسے قوم خود بھی اپناتی ہے اور دوسروں کو بھی اس کی طرف دعوت دیتی ہے۔

۵۔ قومیت کبھی جغرافیائی حدود پار نہیں کر سکتی یعنی قوم پرستانہ نظریے کے لیے کسی دوسرے علاقے کے رہنے والے لوگوں کو اپنی شناخت میں سمو لینے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

۶۔ اسی لیے قومی ریاست ہمیشہ ایک استعماری ریاست ہوتی ہے جس کا مقصد دوسروں کو مغلوب کرنا ہوتا ہے، یعنی ایک قوم پرست شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی قوم باقی قوموں پر غالب آجائے اور انھیں محکوم بنا کر رکھے، لہٰذا ہر وہ کام 'خیر' کہلاتا ہے جو قوم کے غلبے کا باعث بنے۔

قومیت کا یہ تشخص اور اس کا استحکام و پھیلاؤ اُمت کے اس بنیادی تصور ہی کے خلاف ہے جہاں جغرافیائی حدود بے معنی ہیں اور جس کے مطابق اسے اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے جینا ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران۔ ۱۱۰)

''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے۔''

یعنی امت مسلمہ کا مقصد بنی نوعِ آدمؑ کی اصلاح ہے۔ اس تصورِ ملت میں صرف دو ہی گروہ ہیں، ایک امتِ اجابت اور دوسری امتِ دعوت، گویا یہاں اُمتِ مسلمہ کا تعلق ملتِ کفر کے ساتھ نفرت کے اُصول پر نہیں بلکہ دعوت و اصلاح کے اُصول پر استوار ہے اور اگر کسی وجہ سے ملتِ کفر کے ساتھ لڑائی و دشمنی کا معاملہ ہے بھی تو اس لیے نہیں کہ دنیا کے مال و متاع پر قبضہ کرنے کے نتیجے میں وہ ہم سے آگے نکل گئے ہیں بلکہ اس تنازع کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ دنیا میں فتنہ کا باعث بن رہے ہیں اور وہ 'حق' کی اس دعوت کے پھیلاؤ میں مزاحم ہیں' جو انسانوں کے خالق نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے۔

تصورِ قومیت اور امت کبھی ایک ساتھ پنپ نہیں سکتے، کیوں کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، اوّل الذکر کی بنیاد نفرت جب کہ مؤخر الذکر کی بنیاد محبت پر ہے۔ اسلامی ریاست (دار الاسلام کو اسلامی ریاست کہنا درست تو نہیں لیکن یہ عام فہم ہے اس لیے یہاں یہ اصطلاح استعمال کی جارہی ہے) استعماری نہیں بلکہ جہادی ہوتی ہے، جہاں ریاست کی توسیع کا مقصد دوسروں کو محکوم بنانا نہیں بلکہ دعوت و تبلیغ اسلام کے مواقع پیدا کر کے دوسروں کو اُمتِ مسلمہ میں شریک کرنا ہوتا ہے اور اس تسخیر قلوب کے مقصد کے لیے طاقت سے بڑھ کر کردار کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ اسلامی خلافتیں ہمیشہ جہادی رہی ہیں یہاں تک کہ خلافتِ عثمانیہ و مغلیہ بھی جہادی ریاستیں ہی تھیں جن میں پھیلاؤ آتا رہا، مثلاً خلافتِ عثمانیہ عثمان خان کے دور

مغلیہ دور کے عالم گیرؒ نے کوئی دستور نہیں بلکہ فقہائے کرام کے فتاویٰ کو جمع کر کے اسے اپنی سلطنت کا قانون بنا دیا تھا، جس سے معلوم ہوا کہ افراد کے معاملات اس دور کے مسلمان حکمران کی دانست میں شرعی احکامات کے مطابق طے ہوتے تھے۔

۱۲۸۸ء میں صرف ساڑھے سات ہزار مربع میل سے شروع ہوکر محمد فاتح کے دور ۱۴۸۱ء تک ایک لاکھ مربع میل سے بھی زیادہ ہوگئی تھی۔

دوم: نمائندگی عوام بمقابلہ نیابتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

موجودہ جمہوری ریاستوں میں عوام کو رعایا کی بجائے Citizens یعنی اصل حاکم Autonomous مانا جاتا ہے اور ریاست وحکومت محض عوام کی سوچ اور خواہشات کو پورا کرنے کے لیے عوام کی نمائندگی کا نام ہے۔یعنی حکومت چلانے والے افراد عوامی نمائندے Representatives ہوتے ہیں جن کا مقصد حصولِ لذت کی ذہنیت کا عموم اور عوام کی خواہشات کی تسکین کے لیے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنا ہوتا ہے۔یہی عوامی نمائندگی جمہوریت کی حقیقت ہے، جہاں مفادات ہی وہ پیمانہ ہیں جس پر ریاست و جمہور کے تعلق کو پرکھا جاتا ہے۔حاکم ومحکوم کے درمیان میں یہی رشتہ ہے، قیادت اور عوام کے مابین یہی میثاقِ وفا ہے جو اسے پورا کرے اس کی حمایت کی جاتی ہے اور جو عوام کی جھولی کو مراعات و سہولیات سے نہ بھر سکے، اس کا عمل قابلِ اتباع نہیں ہوتا۔

سارا جمہوری فلسفہ، اس چھتری کے تحت قائم ادارے اور این۔جی۔اوز وغیرہ اسی عقیدے کے فروغ کا وسیلہ ہیں۔ جمہوریت کا معنی ہی یہی ہے کہ فیصلے عوام کی مرضی اور خواہشات کی بنا پر ہونے چاہئیں، گویا اس کا مطلب خیر وشر کا منبع انسانی خواہشات کو مان لینا ہے۔اس کے مقابلے میں اسلامی ریاست میں عوام Subject ہوتے ہیں اور خلیفہ عوام الناس کا نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا سیاسی نائب ہوتا ہے، جس کی ذمہ داری عوام الناس کی خواہشات کو شریعت کے تابع کرنے کی ذہنیت عام کرنا ہوتی ہے، نہ یہ کہ خود عوام کی خواہشات کے پیچھے چلنا! اسی معنی میں جو ریاست جتنی زیادہ جمہوری ہوتی ہے اتنی زیادہ غیر اسلامی ہوتی ہے۔ گویا جمہوریت میں پیری مریدی کا تعلق ہی اُلٹ جاتا ہے، یہاں عوام بجائے مُرید کے پیر (فیصلہ کرنے والے اور ہدایت دینے والے) بن جاتے ہیں اور حاکم جس کا کام لوگوں کی رشد وہدایت کا انتظام کرنا ہوتا ہے، اس معنی میں مرید بن جاتا ہے کہ ہر کام سے پہلے عوام الناس کی خواہشات کی طرف دیکھتا ہے۔

لوگوں نے ووٹ کو بیعت کا متبادل سمجھ لیا ہے، حالانکہ ووٹ تو بیعت کی عین ضد ہے۔ بیعت کا مطلب حصولِ ہدایت کے لیے عوام کا اپنے نفس کو کسی بلند ترین ہستی کے سپرد کردینا ہے جب کہ ووٹ کا مطلب عوام کی حکمرانی قبول کر کے حاکم کا خود کو ان کے نفس کے سپرد کردینا ہے۔علمِ اسلامی میں خیر کے تعین میں عوام کی خواہشات اور اس کی کثرت کی کوئی شرعی حیثیت ہے ہی نہیں، بلکہ خلافت میں فیصلے اس بنیاد پر ہوتے ہیں کہ کسی معاملے میں شارع کی منشا ورضا حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اور ظاہر ہے، یہ طے کرنے والے علما ہی ہوتے ہیں جو درحقیقت قرآن وسنت کا علم رکھتے ہیں۔ چنانچہ نمائندگی عوام کا تصور نہ تو کبھی کسی اسلامی ریاست بشمول خلافتِ راشدہ میں ہی ملتا ہے اور نہ ہی اسلامی تعلیمات میں اس کا کوئی ذکر ہے۔ دوسرے لفظوں میں عوام الناس کی حاکمیت اور نمائندگی کے تصورات بدعاتِ سیئہ ہیں۔

سوم: سوشل سائنسز بمقابلہ علومِ شرعیہ کی بالادستی:

اسلامی ریاست کے قیام کا خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا جب تک اسلامی علوم (یعنی علمِ کتاب وسنت، فقہ اور زہد وتقوی) کا معاشرتی غلبہ قائم نہ ہوجائے، کیوں کہ نظامِ علم ہی ریاستی حکمتِ عملی اور اسے نافذ کرنے والے افراد مہیا کرتا ہے۔ ہر نظامِ علمیت معاشرے میں تین بنیادی مقاصد انجام دیتا ہے:

۱۔ غالب علمی وثقافتی ورثے کو اس طرح اگلی نسل تک منتقل کرنا کہ اسے حاصل کیے بغیر معاشرے میں کامیاب زندگی کا تصور ناممکن ہوجائے۔

۲۔ افراد کو چند مخصوص مقاصدِ زندگی اور معاشرتی اقدار بطور مقصدِ حیات قبول کرنے پر تیار کر کے معاشرے میں فکری ہم آہنگی پیدا کرنا۔

۳۔ افراد کے تعلقات کے نتیجے میں قائم شدہ معاشرے اور ریاست کو پیش آمدہ مسائل حل کرنے کے لیے حکمتِ عملی اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے اس علمیت کے حامل باصلاحیت افراد فراہم کرنا۔

چنانچہ کوئی معاشرہ وریاست تبھی اسلامی بن سکتا ہے کہ جب اس کی غالب علمیت سائنس (بشمول نیچرل وسوشل سائنسز) نہیں بلکہ اسلامی علمیت ہو، کیوں کہ جب تک اسلامی علمیت غالب نہیں ہوگی معاشرتی فیصلوں اور ریاستی حکمتِ عملی کی اسلامی بنیاد فراہم نہیں کی جاسکتی۔اسلامی علمیت درحقیقت کتاب وسنت، عقیدہ، فقہ اور زہد وتقوی کی صورت میں متشکل ہوکر سامنے آتی ہے۔مثلاً فقہ اسلامی کا مقصد قرآن وسنت میں واردشدہ نصوص سے وہ مسائل اخذ کرنا ہے جن کی روشنی میں یہ طے کیا جاسکے کہ اَن گنت انسانی اعمال وافعال سے رضائے الٰہی کے حصول کا درست طریقہ کیا ہے؟ نیز یہ معلوم کیا جاسکے کہ افراد کے تعلقات کو کن ضروری بندشوں کا پابند بنا کر معاشرے کو احکاماتِ الٰہی کے تابع کیا جاسکتا ہے۔

بالکل اسی طرح مغربی سوشل سائنسز کا دائرہ کار سرمایہ دارانہ معاشرے وریاست کا جواز، اس کے امکانِ قیام کے لیے ضروری حالات کی نشان دہی وریاستی لائحہ عمل کی ترتیب وتنظیم کرنا ہے۔ جدید سوشل سائنسز کا مقصد ایک طرف سرمایہ دارانہ شخصیت، معاشرے وریاست کی علمی توجیہ پیش کرنا ہے اور دوسری طرف یہ افراد کے تعلقات میں آزادی کی ان لازمی حدود کا تعین کرنے کے اصول وضع کرتی ہیں جن کے نتیجے میں سرمایہ دارانہ معاشرتی وریاستی صف بندی وجود میں آسکے۔ دوسرے لفظوں میں سوشل سائنسز کا دائرۂ عمل ایک ایسے نئے دستور، نئے قانون اور نئے معاشرتی نظام وسیاسی ڈھانچے کا قیام ہے جسے الہامی اور آسمانی قانون سے کوئی واسطہ یا رابطہ نہ ہو، جہاں کوئی رعایا (Subject) نہ ہو بلکہ سب شہری (Citezens) ہوں۔اس

دستور کتابِ الٰہی کا متبادل ہے اور جمہوری ریاستوں میں اسے ویسی ہی تقدیس حاصل ہوتی ہے جیسی مذہبی ریاستوں میں کتابِ الٰہی کو! دستور میں قانون سازی کی بنیاد ہیومن رائٹس ہوتے ہیں جس کے مطابق فرد کو اپنی آزادی استعمال کر کے خواہشات کی تسکین کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔

پسِ منظر میں اسلامی تاریخ اور موجودہ ریاستوں پر غور کیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ ہماری پوری تاریخ میں جو علمیت غالب رہی، وہ اسلامی علمیت تھی، جس کا ایک مظہر موجودہ درسِ نظامی ہے جو درحقیقت سلطنتِ مغلیہ میں ایک طرح کا ''سول سرونٹ کورس'' تھا۔

چنانچہ ہماری تاریخ میں اسلامی عِلمیت ہی کی بنیاد پر ریاستی حکمتِ عملی وضع کی جاتی تھی، گو کہ اس حکمتِ عملی میں حکمراں اپنے بعض ذاتی مفادات کو بھی شامل کردیتے تھے۔ اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے جیسے دورِ حاضر میں ریاستی حکمتِ عملی سوشل سائنسز بالخصوص علمِ معاشیات کے اصولوں سے طے کی جاتی ہے اور حکمران طبقہ اسی حکمتِ عملی کے اندر رہتے ہوئے، ساتھ ساتھ اپنے مفادات کا تحفظ بھی کرتا ہے۔

سب دیکھ سکتے ہیں کہ جوں جوں سائنسی عِلمیت (مادہ پرستانہ افادیت) کو عروج حاصل ہوتا ہے، اسی رفتار سے اسلامی عِلمیت معاشروں میں بے معنی ہوتی چلی جاتی ہے۔ سائنسی علم کا معنی لامحدود انسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے کائنات پر ارادۂ انسانی کا تسلط قائم کرنا ہے۔ سائنسی عِلمیت کے مطابق 'علم' رضائے الٰہی کے حصول کا طریقہ جان لینا نہیں بلکہ تسخیرِ کائنات یا بہ الفاظِ دیگر انسانی ارادے کے کائناتی قوتوں پر تسلط قائم کرنے کا طریقہ جان لینے کا نام ہے اور سائنسی عِلمیت اس جاہلانہ ذہنیت وجنون کو پروان چڑھاتی ہے کہ انسانی عقل کو استعمال کر کے فطرت کے تمام رازوں سے پردہ اُٹھانا نیز انسانی ارادے کو خود اس کے اپنے سوا ہر بالاتر قوت سے آزاد کرنا عین ممکن ہے۔

> لوگوں نے ووٹ کو بیعت کا متبادل سمجھ لیا ہے، حالانکہ ووٹ تو بیعت کی عین ضد ہے۔ بیعت کا مطلب حصولِ ہدایت کے لیے عوام کا اپنے نفس کو کسی بلند ترین ہستی کے سپرد کردینا ہے جب کہ ووٹ کا مطلب عوام کی حکمرانی قبول کر کے حاکم کا خود کو ان کے نفس کے سپرد کردینا ہے۔

دوسرے لفظوں میں سائنسی عِلمیت کا مقصد انسان کو خود اپنا خدا بننے کا مکلّف بناتا ہے۔ یہ تصورِ علم ایک ایسی شخصیت کا علمی جواز فراہم کرتا ہے جو انبیائے کرام کی تعلیمات سے کوسوں دور اور اخلاقِ رذیلہ سے متصف ہونے کے باوجود بھی معاشرے میں ایک باعزت علمی مقام پر فائز ہوسکتی ہے۔ یہ عِلمیت ایسا ریاستی لائحہ عمل فراہم کرتی ہے جس میں فیصلوں کی بنیاد شارع کے حکم کی بجائے لوگوں کی خواہشات ہوتی ہے۔ چونکہ موجودہ مسلم ریاستوں میں غالب عِلمیت یہی جاہلی علمیت ہے لہٰذا یہ کسی بھی معنی میں اسلامی خلافت کے ہم پلہ نہیں ہیں بلکہ جیسے جیسے یہ ممالک اس عِلمیت کے شکنجے میں پھنستے جارہے ہیں، اتنا ہی زیادہ یہ استعمار کے وفادار اور طاغوتی نظام کے حامی وناصر بنتے جارہے ہیں۔

چہارم دستور (ہیومن رائٹس) بمقابلہ شریعت (نظام عدل وقضا) کی بالادستی:

ہمارے مُلکوں کا نظامِ قانون آئین یا دستور پر مبنی ہے اور دستور وہ شے ہے جو حاکمیتِ الٰہی کی نفی اور حاکمیتِ انسان کی بالادستی قائم کرتا ہے اور نفاذِ شریعت کے امکانات کالعدم کردیتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ دستور کتابِ الٰہی کا متبادل ہے اور جمہوری ریاستوں میں اسے ویسی ہی تقدیس حاصل ہوتی ہے جیسی مذہبی ریاستوں میں کتابِ الٰہی کو! دستور میں قانون سازی کی بنیاد ہیومن رائٹس ہوتے ہیں جس کے مطابق فرد کو اپنی آزادی استعمال کر کے خواہشات کی تسکین کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ اس قانون سازی کے دو بڑے مقاصد ہوتے ہیں:

الف) ہر فرد کے اس حق کو ممکن بنانا کہ وہ زیادہ سے زیادہ مکلّف ہوسکے (یعنی جو چاہنا چاہے، چاہ سکے اور اسے حاصل کرنے کا زیادہ سے زیادہ مکلّف ہوسکے) یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے کی عین ویسی ہی آزادی میں رکاوٹ نہ بنے۔

یعنی اس بات کو طے کرنے کے لیے کہ افراد کو کیا کرنے کی اجازت ہوگی؟ اس سوال کا جواب دینا چاہیے کہ کیا تمام افراد کو اس عمل کی اجازت دینے کے بعد بھی اس عمل کو کرنا ممکن ہے یا نہیں؟ مثلاً فرض کریں: ایک شخص چاہتا ہے کہ وہ شراب پیے، اب سوال یہ ہے کہ اگر تمام افراد ایسا کریں تو کیا ایسا کرنا ممکن ہے؟ چونکہ تمام افراد کو اس فعل کی اجازت دینے سے افراد کی خواہشات میں کوئی تصادم لازم نہیں آتا، لہٰذا شراب پینا بالکل درست عمل ہے؟؟؟ لیکن اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ شراب پی کر کار چلائے تو یہ ٹھیک نہیں، کیوں کہ اگر تمام افراد کو ایسا کرنے کی اجازت دے دی جائے تو کوئی بھی شخص گاڑی نہیں چلاسکتا، جس سے واضح ہوا کہ شراب پینا تو ٹھیک عمل ہے مگر شراب پی کر گاڑی چلانا غلط ہے!!! اس جاہلانہ اُصول کے مطابق ایک بھائی کا اپنی بہن سے، باپ کا بیٹی سے اور بیٹے کا ماں سے بدکاری کرنا عین درست عمل ہے، کیوں کہ اگر تمام افراد ایسا کرنے لگیں تو بھی ایسا کرنے میں افراد کی خواہشات میں ٹکراؤ کی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ اخلاقیات کے اسی اُصول کو کانٹ(Kant) کا آفاقی اُصول (Principle of Universalisability) کہا جاتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق ایک فرد کا ہر وہ فعل اور خواہش قانوناً جائز ہے جسے وہ خواہشات میں ٹکراؤ آئے بغیر تمام انسانوں کو کرنے کی اجازت دینے پر تیار ہوسکتا ہے۔

ب) ہر فرد کے اس مساوی حق کو ممکن بنانا کہ وہ دوسروں کو اپنی آزادی اس طرح استعمال کرنے پر مجبور کرسکے جس سے وہ دوسرا شخص اس فرد کی آزادی میں مداخلت نہ کرسکے۔ یعنی اگر ایک باپ اپنی بیٹی کو یونی ورسٹی کے کسی رات کے فنکشن میں جانے سے منع کرے تو اس بیٹی کو اس بات کا حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ پولیس کو بُلوا کر اپنے باپ کو جیل بھجوادے اور خود یونی ورسٹی جاسکے۔ اسی طرح اگر ایک باپ اپنی اولاد کو نماز نہ ادا کرنے پر سرزنش کرے تو اولاد کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ باپ کو ان کی آزادی میں مداخلت کرنے سے روک سکیں۔

دستور کے مطابق افراد کی خواہشات ہی وہ اساس ہیں جو ایک جمہوری معاشرے میں قانون سازی کی واحد بنیاد بن سکتی ہیں، نیز یہ کہ افراد اپنے اس حق کو اس طرح استعمال کریں کہ جس کے نتیجے میں افراد کی خواہشات میں اس طرح تحدید ہو کہ افراد کی آزادی میں بحیثیت مجموعی زیادہ سے زیادہ اضافہ ہوسکے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر وبیشتر ریاستیں ہیومن رائٹس پر مبنی دستوری ریاستیں ہیں، جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ یہ لبرل سیکولر ریاستیں ہیں۔

اس کے برخلاف خلافت کا منصب نظامِ قضا کا تقاضا کرتا ہے جہاں فیصلے شرع کی روشنی میں طے کیے جاتے ہوں۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ پوری اسلامی تاریخ میں ریاستی قانون کی بنیاد شریعت رہی ہے، جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ہماری عدالتوں میں شرعی نظامِ قضا قائم تھا

جہاں اسلامی علمیت کے ماہر افرادِ شریعت کی روشنی میں فیصلے کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ مغلیہ دور کے عالم گیرؒ نے کوئی دستور نہیں بلکہ فقہائے کرام کے فتاویٰ کو جمع کر کے اسے اپنی سلطنت کا قانون بنا دیا تھا، جس سے معلوم ہوا کہ افراد کے معاملات اس دور کے مسلمان حکمران کی دانست میں شرعی احکامات کے مطابق طے ہوتے تھے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کسی خاص فقہ کی تعلیمات کے مطابق ہوں۔ اسی طرح ہمارے ہاں حسبہ کا ادارہ بھی قائم تھا جس کا مقصد نہی عن المنکر کی بنیاد پر لوگوں سے اطاعت کرانا تھا۔ الغرض حاکمیتِ دستور اور نفاذِ شریعت واعلائے کلمۃ اللہ دو متضاد مقاصد ہیں، نظامِ قضا وحسبہ اس وقت قائم ہو سکتا ہے جب اسلامی عِلمیت اور اس کے حاملین افراد کا معاشرتی غلبہ ہو نہ کہ دستور اور سوشل سائنسز کا!!!

پنجم: مذہبی معاشرت بمقابلہ سول سوسائٹی:

معاشرے سے مُراد وہ ادارے ہیں جو افراد کے ان تعلقات سے وجود میں آتے ہیں جنھیں وہ برضا و رغبت اختیار کرتے ہیں۔ کسی بھی معاشرتی صف بندی کی نوعیت افراد کے ان مقاصد اور ان اقدار پر مبنی ہوتی ہے جن کے حصول کی خاطر وہ آپس میں تعلقات قائم کرتے ہیں۔ یعنی معاشرتی تنظیم کی ہیئت اور نوعیت اس بات پر منحصر ہے کہ جو افراد یہ معاشرہ بنا رہے ہیں ان کے میلانات، رجحانات اور خواہشات کیا ہیں؟ اور وہ دوسروں سے تعلقات استوار کر کے کن مقاصد کا حصول چاہتے ہیں؟ چونکہ سرمایہ دارانہ معاشرے میں ہر فرد اپنی خواہشات کی تکمیل کرنا چاہتا ہے، لہٰذا لوگ جس بنیاد پر اپنے تعلقات قائم کرتے ہیں وہ ان کی ''ذاتی غرض'' (Self Interst) ہوتی ہے، یعنی ہر فرد ان تعلقات و روابط کے ذریعے اپنی کسی ذاتی خواہش ہی کی تکمیل کرنا چاہتا ہے۔ ایسے تعلقات سے تعمیر ہونے والے معاشرے کو مارکیٹ یا سول سوسائٹی کہتے ہیں، جہاں ہر تعلق اغراض کی طلب و رسد (Demand & Supply) کے اُصول پر قائم ہوتا ہے۔ ایسی سوسائٹی میں ہر شخص اپنی اغراض کی بنیاد پر Interest groups (غرضی گروہ) بناتا ہے، مثلاً محلّہ و مارکیٹ کمیٹیاں، مزدور تنظیمیں، اساتذہ وطلبہ تنظیمیں، صارفین وتاجروں کی یونین، عورتوں اور بچوں کے حقوق کی تنظیمیں و دیگر این۔جی۔اوز وغیرہ۔ اس کے اظہار کے مختلف طریقے ہیں۔ جہاں تعلقات کی بنیاد صلہ رحمی یا محبت نہیں بلکہ اغراض ہوتی ہیں۔ جتنے زیادہ افراد ان اداروں پر منحصر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ سول سوسائٹی اتنی ہی مضبوط ہوتی چلی جاتی ہے۔ نتیجتاً ذاتی اغراض ومقاصد کی ذہنیت وسیاست پختہ ہوتی چلی جاتی ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کا اصل مقصد ہے۔

سول سوسائٹی کی اکائیاں اسی وقت وجود میں آتی ہیں جب خاندان کا ادارہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ یہ اکائیاں فرد کی زندگی کے اس خلا کو پُر کرنے کے لیے وجود میں آتی ہیں جو روایتی اداروں کے ختم ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ سول سوسائٹی درحقیقت مذہبی معاشرت کی ضد ہے، جہاں تعلقات کی بنیاد صلہ رحمی، محبت اور باہمی تعاون کا جذبہ ہوتا ہے اور ان جذبات سے مبنی تعلقات کی بنیاد پر جو فطری ادارہ تشکیل پاتا ہے، اسے خاندان و برادری کہتے ہیں، جو اسلامی معاشرت کا جزواوّل ہے۔ پوری اسلامی تاریخ میں ہماری معاشرت اسلامی تھی۔ تعلقات کی بنیاد صلہ رحمی تھی جس کی وجہ سے خاندان مضبوط تھا، حرص وہوس کو معاشرتی عموم حاصل نہ تھا۔ مخلوط معاشرت کی وبا ظاہر نہ ہوئی تھی اور تقریباً تمام افراد تزکیہ نفس کے لیے بھی عبادات اور شریعت کی دیگر رہنمائی پر عمل کرتے تھے۔ موجودہ مسلم ریاستوں میں جو معاشرت عام ہو رہی ہے وہ اسلامی نہیں بلکہ سول سوسائٹی ہے جس کا سب بڑا اظہار خاندان و برادری کی کمزوری، بے حیائی وفحاشی کے فروغ اور افراد کا تربیت گاہوں سے لاتعلق ہو جانے کی صورت میں واضح ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ہماری حکومتیں جس نوعیت کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہیں۔ وہ سول سوسائٹی کو مضبوط اور مذہبی معاشرت کو کمزور کرنے کے لیے مؤثر ترین ہتھیار ہے۔

بعض شبہات اور ان کے جوابات

شبہ نمبر ۱: مسلم ممالک میں نماز، جمعہ، نکاح، حج ودیگر فرائض ادا کرنے کی پوری آزادی ہے تو پھر ان پر ''کافرانہ یا فاسقانہ ریاست'' کا لیبل کیوں چسپاں کیا جائے؟

یہ امور جتنے گنوائے گئے ہیں، ان سب کی ادائیگی کی اجازت تو دورِ برطانیہ میں بھی تھی، نیز موجودہ ہندوستان کے مسلمان بھی اُنھیں آزادی کے ساتھ ادا کرتے ہیں، اور تو اور یورپ اور امریکہ وغیرہ میں بھی نماز، جمعہ، نکاح، حج ودیگر فرائضِ اسلامی ادا کرنے کی پوری آزادی ہے تو کیا یہ سب ملک دارالاسلام ٹھہریں گے؟ مزید برآں جیسے ایک فرد کا ایمان معتبر ہونے کے لیے چند شرائط ہیں بالکل اسی طرح ریاست بھی اسلامی تب ہی ہوتی ہے جب وہ اسلامی اصولوں کے مطابق قائم ہو، گو کہ اس میں عملی خامیاں قبول کی جا سکتی ہیں مگر اُصولی باتوں پر ایمان لانا تو شرط ہے۔ اکثر وبیشتر موجودہ مسلم حکومتیں تو سرمایہ دارانہ نظام پر مبنی ہے ہیں جہاں اقتدار کا منبع عوام کی خواہشات کو مان لیا گیا ہے۔ شرع کی بجائے ہیومن رائٹس پر مبنی دستور نافذ ہے تو یہ اسلامی کیسے ہو گئیں؟ مسئلہ یہ ہے کہ ہم سرمایہ داری کو صحیح طریقے سے پہچانتے نہیں، جس کی وجہ سے ایسے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ اگر مسلمان عیسائی قانون کے مطابق ریاست چلائیں تو کیا وہ اسلامی ریاست ہو گی؟ بالکل اسی طرح اگر مسلمان سرمایہ دارانہ قانون کے مطابق ریاست چلائیں گے تو وہ ریاست اسلامی نہیں ہو گی، کیوں کہ سرمایہ داری بھی عیسائیت ہی کی طرح ایک مستقل کافرانہ 'مذہب' ہے۔

شبہ نمبر ۲:

کیا پاکستان کے آئین میں قرآن وسنت کے منافی قانون سازی نہ کر سکنے کا آرٹیکل اسے اسلامی

تصورِ قومیت اور امت کبھی ایک ساتھ پنپ نہیں سکتے۔ کیوں کہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، اوّل الذکر کی بنیاد نفرت جب کہ مؤخر الذکر کی بنیاد محبت پر ہے۔ اسلامی ریاست (دارالاسلام کو اسلامی ریاست کہنا درست تو نہیں لیکن یہ عام فہم ہے اس لیے یہاں یہ اصطلاح استعمال کی جا رہی ہے) استعماری نہیں بلکہ جہادی ہوتی ہے، جہاں ریاست کی توسیع کا مقصد دوسروں کو محکوم بنانا نہیں بلکہ دعوت وتبلیغِ اسلام کے مواقع پیدا کر کے دوسروں کو اُمتِ مسلمہ میں شریک کرنا ہوتا ہے اور اس تسخیرِ قلوب کے مقصد کے لیے طاقت سے بڑھ کر کردار کی ضرورت ہوتی ہے۔

ریاست نہیں بنا دیتا؟

۱۔ ۱۹۴۹ء کی قراردادِ مقاصد ہو یا ۱۹۷۳ء کا دستور، علما اس میں ایسے ہی دھوکہ کھا گئے جیسے سترہویں ترمیم کے وقت مشرف سے دھوکہ کھا گئے تھے۔ علما پر دستوری ریاست و ہیومن رائٹس کی حقیقت صحیح طریقے سے واضح نہ ہوسکی تھی جس کی بنا پر اُنہوں نے دستور میں مذہب کی پیوندکاری کرنے کی کوششیں کیں، حالانکہ جس شے کو اُصولاً رد کرنا چاہیے تھا، وہ بذاتِ خود ہیومن رائٹس پر مبنی دستوری قانون ہے جو کہ کتاب و سنت کا عملی متبادل ہے۔ ہیومن رائٹس پر مبنی دستور میں مذہبی پیوندکاری کی مثال ایسی ہے جیسے عقیدۂ تثلیث میں توحید تلاش کرنا۔ ہوسکتا ہے علما نے ۱۹۴۹ء میں یہ پوزیشن سوشلزم کے بڑھتے ہوئے خطرات کی بنا پر اختیار کی ہو، واللہ اعلم۔ لیکن اصل غلطی ۱۹۴۹ء میں نہیں بلکہ ۱۹۲۰ء سے شروع ہوئی کہ جب خلافتِ اسلامی برپا کرنے کے لیے انقلابی جدوجہد سے مایوس ہو کر بعض علما نے ریاست کو غیراقداری سمجھ کر تحریکِ خلافت کے بجائے تحریکِ استخلاصِ وطن کا ساتھ دینا شروع کیا۔

۲۔ قراردادِ مقاصد ہو یا ۱۹۷۳ء کا دستور، یہ شقیں تو ریاست کو کافرانہ نظام کے ماتحت چلانے کا بہانہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ شقیں ہمیشہ طاقِ نسیاں میں پڑی رہتی ہیں اور ہمارے ملک میں بے شمار قوانین خلافِ شرع ہونے کے باوجود پچھلے ۳۴ سالوں سے رائج ہیں اور عدلیہ ٹس سے مس نہیں ہوتی، بلکہ اس کے بجائے جب کبھی کوئی اسلامی قانون نافذ کرنے کا معاملہ پیش آئے تو اس کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتی ہے جیسا کہ سود کے خلاف قانون اور حسبہ بل کے معاملات میں دیکھا گیا۔

۳۔ ان 'اسلامی نما' شقوں کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ اُنھیں خود ''ہم نے'' دستور میں رکھا ہے اور اگر ''ہم'' چاہیں تو انہیں ختم بھی کرسکتے ہیں گویا اصل حاکمیت ''ہماری'' ہی ہے۔ پھر ان شقوں پر مبنی شرعی قوانین کی نوعیت کسی بالادست قانون کی نہیں بلکہ وفاقی شرعی عدالت کے ایک ''مشورے'' کی ہوتی ہے جنہیں عدالتِ عظمیٰ چاہے تو رد کرسکتی ہے، گویا اصل حاکمیت تو دستوری قانون ہی کی ہوگی اور شارع کی بات بس ایک مشورے کے طور پر کہی اور سُنی جاسکتی ہیں۔ العیاذ باللہ

۴۔ اسلامی ریاست صرف قرآن و سنت کے خلاف فیصلہ ''نہ'' کرنے کی پابند نہیں ہوتی بلکہ ہر فیصلہ قرآن و سنت اور اسلامی علمیت کی روشنی میں کرنے کی پابند ہوتی ہے۔ گویا مسلمانوں پر شریعتِ اسلامیہ کی پابندی صرف سلبی نہیں بلکہ ایجابی بھی ہے۔ شرع کے دائرے کو تشکیلِ قانون میں صرف اس حد تک محدود کرنا کہ قانون کا کوئی فیصلہ شرع کے خلاف نہ ہو، اس مفروضے پر مبنی ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی دائرۂ عمل ایسا بھی ہے جہاں شارع نے انسان کو اپنی خواہشات پر چلنے کے لیے آزاد چھوڑ دیا ہے، نیز قانون کا دائرہ شرع کے دائرے سے وسیع تر ہے۔ جب کہ اصل معاملہ اس کے عین برعکس ہے کہ شریعت ہمیں ہر معاملے کا حکم قرآن و سنت کی روشنی میں طے کرنے کا طریقہ بتاتی ہے اور اسلامی ریاست کا یہ وظیفہ ہوتا ہے کہ وہ براہِ راست کتاب و سنت یا قابلِ اجتہاد مسائل میں اہلِ علم کی شرعی رہنمائی سے تمام معاملات میں شرعی مؤقف اپنائے۔ شرع محض فرائض، واجبات اور محرکات کا ہی نام نہیں بلکہ اس کا دائرہ سنن، مندوب، مستحب، مکروہ، اساءت و خلافِ اولیٰ کے درجات تک اس طرح پھیلا ہوا ہے کہ پیدائش سے لے کر موت تک کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ انسانی فعل بھی اس کی گرفت سے باہر نہیں۔ لہٰذا طے کرنے کی بات یہ نہیں کہ کوئی فیصلہ شرع کے خلاف نہ ہو بلکہ یہ ہے کہ ہر فیصلہ شرع کے تقاضوں کے مطابق ہو، کیوں کہ اوّل الذکر رویہ شرع کو فرائض اور محرمات تک محدود کردیتا ہے۔

امیرالمومنین کی بیعت

یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ افغانستان میں پوری دنیا سے جمع ہونے والے مجاہدین نے، عرب و عجم کے مہاجرین نے امیرالمومنین ملا محمد عمر نصرہ اللہ کی بیعت نادانی و بے پروائی سے، بغیر جانچے پرکھے نہیں کی تھی، بلکہ اُنہوں نے ایک ایسی شخصیت کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جن کے ساتھ اُن کی زندگی گزری تھی۔ وہ آپ کے طرزِ عمل کو چھانٹ پھٹک کر دیکھ چکے تھے، خوب آزما چکے تھے۔ پھر آنے والے وقت نے آپ کے بارے میں مجاہدین کا گمان درست ثابت کیا! آپ کے چٹان کی مانند مضبوط موقف نے آپ کو تاریخِ اسلامی کے اُن نادر ابطال کی صف میں لا کھڑا کیا جنہوں نے باطل کے مقابلے میں جہاد کا راستہ اختیار کیا، اعمالِ صالحہ سے اپنے اخلاق کو مزین کیا، اللہ ہی پر توکل کیا اور اللہ کے وعدے پر پختہ یقین رکھا۔

یہ بیعت ایک ایسی شخصیت کے ہاتھ پر تھی جنہوں نے بیعت لینے سے پہلے بھی بارہا مجاہدین کو یہ پیغام بھیجا تھا کہ ''مطمئن رہو! اگر افغانستان کا ہر ہر درخت اور ہر ہر پتھر جلا ڈالا گیا، تو بھی ہم تمہیں دشمنانِ دین کے حوالے نہیں کریں گے''۔

یہ بیعت ایک ایسی شخصیت کے ہاتھ پر تھی جنہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ افغانستان کو منافقین سے پاک کرنے کے فوراً بعد اسرائیل کی تباہی اور بیت المقدس میں جہاد کے لیے امارتِ اسلامی، مجاہدین کے ساتھ بھرپور طور پر شریک ہوگی۔

یہ بیعت ایک ایسی شخصیت کے ہاتھ پر تھی جنہوں نے امام بخاریؒ کے وطن کو اشتراکیوں کی باقیات سے آزاد کرانے کی قسم کھائی تھی!

یہ بیعت ایک ایسی شخصیت کے ہاتھ پر تھی جنہوں نے شیشانی مجاہدین کی حکومت کو تسلیم کیا جبکہ ساری دنیا اسے ماننے سے انکاری تھی۔

ملا محمد عمر نصرہ اللہ کے ہاتھ پر انصار و مہاجرین سب نے بیعت کی اور الحمدللہ اس مردِ صالح کے بارے میں ہم سب کے گمان درست ثابت ہوئے اور یقیناً ہم اللہ کے سامنے کسی کی پاکیزگی بیان نہیں کرتے، اللہ اُنہیں ہم سے بہتر جانتا ہے۔

پھر جب صلیبی کفر نے آستینیں چڑھائیں تو آپ بھی ایک نڈر جنگ جو کی طرح وقارِ دین کا دفاع کرنے میدان میں اتر آئے، دنیا کو لات ماردی، حکومت اور اُس کی چمک دمک پر اپنے رب کے یہاں موجود انعامات کو ترجیح دی۔ الحمدللہ آپ اب بھی تاریخِ اسلامی کے ایک عظیم معرکے میں سرکش صلیبی و صہیونی قوموں کے خلاف برسرِ پیکار افغان اور اُن کے انصار مجاہدین کی قیادت سنبھالے ہوئے ہیں۔

(شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ)

کفر کیا ہم نے 'شریعت اقوامِ عالم' کے ساتھ اور ایمان لائے ہم تنہا رب العالمین پر

عبدالعزیز بن جلیل

ہر مسلمان کو فی زمانہ جس چیز کا سب سے زیادہ سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ ہے 'تلبیس حق'۔(یعنی حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر کے باطل کی راہ ہموار کرنا)

دنیا کے بڑے بڑے کافر اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے منافقین تلبیس حق اور گمراہی کو پھیلانے میں سرگرم عمل ہیں۔ابلاغ عامہ پر اور دوسرے ذرائع سے بھی مسلسل دنیا کے شاطر دماغ مسلم اور غیر مسلم معاشروں میں اپنی خود ساختہ اصطلاحات کو رواج دینے میں اپنی پوری توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔بہت سی ایسی شخصیات بھی بین الاقوامی پراپیگنڈے کا شکار ہوگئی ہیں جو اپنے آپ کو علم کے کسی مرتبے پر سمجھتی ہیں خواہ اس کی وجہ ان کا ناقص علم ہو یا وہ کسی پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے ہوں یا وہ جانتے بوجھتے اپنی قوموں سے غداری کرتے ہوئے دشمن کی من چاہی اصطلاحات سے مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہوں، معاملے کی نوعیت انتہائی سنگین ہے۔

تلبیس حق کا خطرہ اتنا گہرا اور دوررس ہے کہ اس کی زد میں ہمارے دین کے بنیادی تصورات اور عقائد تک آ گئے ہیں۔ان حالات میں اگر امت کے حقیقی اہل علم باطل کا ابطال نہیں کرتے اور 'سبیل المجرمین' کو واضح نہیں کرتے تو دنیا میں ایک عظیم ترین فساد کے برپا ہونے کو کوئی نہیں روک سکتا۔

سب سے زیادہ تلبیس کی اصطلاح ہے 'بین الاقوامی قوانین' کا احترام۔ابلاغ عامہ میں اس اصطلاح کو بھرپور طریقے سے پھیلایا جا رہا ہے۔مغربی میڈیا کے سنگ سنگ ہمارا اخلاق باختہ میڈیا بھی اس 'فرض' کو نبھائے چلا جا رہا ہے۔اس اصطلاح کو ایسے عام کیا جا رہا ہے جیسے یہ انسانی تاریخ کی کوئی ازلی حقیقت ہو۔اس شرکیہ اصطلاح کو انسانی اذہان میں ثبت کرنے کے لیے کبھی بین الاقوامی قوانین کے احترام کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔کبھی کہا جاتا ہے کہ فلاں کام بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے، کبھی کہا جاتا ہے کہ فلاں ملک کو بین الاقوامی قوانین کے تحت فلاں فلاں کام کرنے ہوں گے۔ضروری ہے کہ مسلمان اس طاغوتی اصطلاح سے اچھی طرح واقف ہوں کیونکہ اس اصطلاح کی زد ہمارے عقائد پر پڑتی ہے۔

'بین الاقوامی قوانین' دراصل ایسے قوانین کا مجموعہ ہے جسے کافر ملکوں نے اپنے مفادات کے حصول کے لیے وضع کیا ہے۔ظاہر ہے کہ کافر ممالک کے اپنے اصول اخلاقیات ہیں، اپنے قوانین ہیں، اپنے معیارات اور اپنے رواج ہیں۔

دوسری جنگ عظیم میں ''فاتحین'' کے مفادات کو یقینی بنانے کے لیے اقوام متحدہ کے نام سے ان قوانین کی بین الاقوامی حیثیت تسلیم کروائی گئی ہے۔ابتدا میں ان قوانین کی بنیاد تین ممالک، امریکہ، برطانیہ اور روس نے رکھی تھی، بعد میں فرانس اور چین نے بھی بنیادی ارکان میں شامل کر لیے گئے۔ان پانچ ممالک نے اپنے مفادات کے لیے بین الاقوامی اصطلاح کے نام سے قوانین کا مجموعہ مرتب کیا تاکہ مفتوحہ علاقوں کی بندر بانٹ میں کوئی بڑی رکاوٹ پیش نہ آئے۔اس کے علاوہ دوسرے ممالک بھی اس بات کے پابند ٹھہرائے گئے کہ وہ اپنے تنازعات اسی فورم سے بین الاقوامی مجموعہ قوانین کی ہدایات کے مطابق حل کریں گے۔

ہمارا دشمن اس اصطلاح کو موم کی طرح استعمال کرتا ہے۔جب کبھی کسی ملک سے بڑے ممالک کا کوئی مفاد وابستہ ہو خصوصاً جن ممالک کو عالم اسلام کہا جاتا ہے وہاں اس اصطلاح کو اپنے حق میں یہ ممالک بڑی ہوشیاری سے استعمال کرتے ہیں۔کسی بھی مسلم خطے یا مسلمانوں کے مفادات پر ڈاکہ مارنا ہو تو اسی اصطلاح سے کام لیا جاتا ہے۔امت کے اصلاح کار اہل علم میں سے کسی کو گرفتار کرنا ہو یا اس ملک کی انتظامیہ سے اسے گرفتار کرانا ہو یا اسلامی ملکوں پر مسلط جنگ کی مزاحمت کرنے والے مجاہدین پر شب خون مارنا ہو تو اس اصطلاح کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔

اس اصطلاح کی سب سے ظالمانہ مثال یہودیوں کو انبیا کی سرزمین فلسطین پر یہودی وطن بنانے کا حق دینا ہے۔دنیا بھر کے یہودیوں کو لا کر ایسی سرزمین میں انہیں آزاد وطن بنانے کا پروانہ دے دیا جاتا ہے جس سرزمین پر نامعلوم تاریخ سے لے کر آج تک مقامی باشندے ہی اس کے اصل باسی رہے ہیں۔مسلم عراق اسی اصطلاح کی بھینٹ چڑھا ہے۔عراق جہاں اس منحوس اصطلاح کی وجہ سے کم از کم دس لاکھ تو بچے ہی شہید کر دیے گئے ہیں بالغ عوام وخواص اس کے علاوہ ہیں۔اسی اصطلاح کی رو سے سوڈان کے صدر بین الاقوامی مجرم ٹھہرائے جاتے ہیں۔دوسری طرف غزہ اور عراق میں لاکھوں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے امن وسلامتی اور جمہوریت کے چیمپئن کہلائے جاتے ہیں۔

اگلی سطور میں ہم اس اصطلاح کے اسلامی عقیدہ کے ساتھ متصادم ہونے والے پہلو پر بات کریں گے۔

بین الاقوامی قوانین کا اسلامی عقیدے سے متصادم ہونا:

بین الاقوامی قوانین کا شرعی حکم تلاش کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اقوام متحدہ کی ساخت اور بنیاد جس میثاق پر رکھی گئی ہے اس کا جائزہ لیا جائے۔

اقوام متحدہ کے میثاق کو محض طاغوت کہنا اس کا شرعی حکم نہیں ہے۔یہ اس سے کہیں بڑھ کر کافرانہ دستاویز ہے۔دوطرفہ معاہدوں میں یا قانون کی زبان میں اہم ترین ''معاہدہ'' وہ کہلاتا ہے جسے اصطلاح میں ''میثاق'' کہا جاتا ہے۔میثاق اقوام متحدہ UN Charter کی شق 103 میں یہ وضاحت موجود ہے کہ ''رکن ممالک میں سے کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے ملک کے ساتھ معاملات کرتے ہوئے کوئی ایسا معاہدہ کرے جو میثاق اقوام متحدہ سے متصادم ہو''۔

اس وضاحت کا واضح طور پر یہ معنی ہے کہ اسلامی شریعت میں جن معاہدوں کو جائز قرار دیا گیا ہے وہ جب بھی میثاق اقوام متحدہ کے برخلاف ہوں گے تو اسلامی شریعت کو ترک کیا جائے گا اور 'میثاق' پر عمل درآمد ہوگا۔یاد رہے کوئی بھی ملک اس وقت تک اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ میثاق اقوام متحدہ کو تسلیم نہیں کر لیتا۔'میثاق' کی خلاف ورزی پر

اس ملک کی رکنیت منسوخ ہوجائے گی۔

قارئین یہاں ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ ابھی تک کسی ملک کو بھی اس بات پر تعجب نہیں ہوا کہ 'میثاق' کی خلاف ورزی پر ہر ملک کی رکنیت منسوخ ہوسکتی ہے' سوائے اقوام متحدہ کی بنیاد رکھنے والے پانچ ابتدائی ممالک کے' جن میں سے کوئی اکیلا ملک سارے رکن ممالک کی مشترکہ قرارداد کو 'ویٹو' کرنے کا حق رکھتا ہے۔جیسا کہ ہم نے پہلے کہا اس فورم کا اصل مقصد ہی بڑے ممالک کے مفادات کی حفاظت کو یقینی بنانا ہے۔

اقوام متحدہ کی ساخت، میثاق ،تصرفات اور اس کے اہم عہدے داروں کی وفاداریاں دیکھتے ہوئے کوئی بھی انصاف پسند اس بات سے انکار نہیں کرسکتا ہے کہ اس فورم کا مقصد یہودی اور صلیبی مفادات کی حفاظت کرنا ہے۔1947ء میں فلسطین کی اراضی پر یہودیوں کا حق تسلیم کرکے اس ادارے نے اپنی جانب داری کا واضح ثبوت فراہم کردیا تھا۔

اقوام متحدہ کا بنیادی حقوق کا چارٹر اسلامی عقائد کے سراسر خلاف ہے۔بنیادی انسانی حقوق میں فرد کے لیے لامحدود آزادی کا تصور دیا گیا ہے تا کہ وہ دنیا کی لذتوں سے پوری آزادی سے متمتع ہوسکے۔اسی طرح آزادی اظہار کے حق کی رو سے کوئی بھی فرد ہر قسم کی تقریر و تحریر کا حق رکھتا ہے،اسی طرح دین اور مذہب میں آزادی کا حق ہر فرد کو میثاق اقوام متحدہ کی طرف سے حاصل ہے۔اس کے علاوہ اس چارٹر کی رو سے تمام ادیان کے پیروکار ملکی قوانین میں مساوی حقوق کے حامل ہوں گے۔

مذکورہ بالا تمام حقوق اسلامی عقائد کے صریح خلاف ہیں۔یعنی:

حقوق انسانی کے چارٹر کی وجہ سے اسلامی شریعت میں موجود ارتداد کی حد ختم ساقط ہوجاتی ہے،جو ہمارے دین میں اس لیے رکھی گئی ہے کہ کوئی بھی سرکشی پر آمادہ مسلمان دین اسلام کو اپنی مرضی سے ترک کرکے ہمارے دین کے وقار کو داغ دار نہ کرسکے۔اسی طرح آزادی رائے کا' اس معنی میں جو مغرب میں رائج ہے اور جو یو این چارٹر کا متقاضی ہے' اسلام میں کوئی تصور نہیں بلکہ اسلام میں ہر فرد اپنے ایک ایک لفظ کا ذمہ دار ہے جو وہ اپنے لبوں سے ادا کرتا ہے۔اسلام میں کوئی شخص آزاد نہیں ہے بلکہ سب اللہ کے 'عبد' ہیں اور اُس کی ہدایت پر چلنے کے پابند ہیں۔اسلام میں کافر اور مسلمان برابر نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:وَلَن يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً" اللہ نے ہرگز ایسی گنجایش نہیں رہنے دی کہ کافر مومنین پر (غالب آنے کی) کوئی راہ پاسکیں''۔

اقوام متحدہ کے میثاق کی رو سے ہر شخص اس بات کا پابند ہے کہ وہ تمام تنازعات کے حل کے لیے اپنے ملک کی عدالت سے رجوع کرے گا۔اس شق پر عمل کرنے سے لازم آتا ہے کہ عدالت خواہ طاغوت کے بنائے قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہو'رکن ممالک کے تمام شہری ملکی قوانین اور عدالت کے فیصلے کے پابند ہوں گے۔اس شق پر عمل کرنے سے شریعت کے احکام منسوخ ہوجاتے ہیں۔

اقوام متحدہ کے میثاق کے مطابق عوام کی رائے ہی قانون سازی کا واحد مصدر ہے ،یہ عبارت اسلامی عقیدے کے صریحاً خلاف ہے۔اسلام میں یہ منصب صرف اہل حل وعقد کو حاصل ہے۔

اقوام متحدہ کے میثاق میں کہا گیا ہے کہ اقوام متحدہ کے میثاق کی مخالفت کسی صورت نہیں کی جاسکتی۔ڈاکٹر علیان اپنی کتاب 'اہمیۃ الجہاد' میں لکھتے ہیں:''ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے میثاق کی مخالفت کرتا ہو کیونکہ اہل النار کے طریقے کی مخالفت کرنا ہی اکثر اوقات صراط مستقیم ہوا کرتا ہے'۔وہ لکھتے ہیں کہ ''اقوام متحدہ کے قوانین اسلام کے فریضہ جہاد سے صاف متصادم ہیں''۔اس کی تفصیل بتاتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

ا) اقوام متحدہ رکن ممالک کو پابند کرتی ہے کہ وہ تنازعات کی صورت میں بین الاقوامی قوانین کی طرف رجوع کریں گے۔ڈاکٹر علیان لکھتے ہیں کہ ''اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ صرف کتاب اللہ کی طرف رجوع کریں''۔

ب) اقوام متحدہ کے میثاق کے مطابق رکن ممالک تنازعات بین الاقوامی قوانین کو سامنے رکھ کر مذاکرات کے ذریعے حل کریں گے۔

مصنف لکھتے ہیں کہ ''اسلام میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی ریاست کے لیے جو احکام اتارے ہیں' اس کے مطابق اسلامی ریاست کسی کافر ملک سے معاملات کرتے ہوئے (عمومی طور پر) اسے تین میں سے ایک صورت کا اختیار کرنے کا کہے گی۔

ا) وہ کفر چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوجائیں اور اس طرح انہیں وہ تمام ریاستی حقوق حاصل ہوجائیں گے جو اسلامی ریاست کو حاصل ہیں۔

۲) یا پھر وہ اسلامی ریاست کے دبدبے میں آکر اس حال میں جزیہ دیں گے کہ ان کے پاس کوئی قوت نہیں ہوگی۔

۳) یا پھر وہ مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوجائیں''۔

ڈاکٹر علیان لکھتے ہیں کہ ''اگر کسی وجہ سے مسلمانوں میں ضعف آجائے تو ایسی صورت میں وہ کافر ملک کے ساتھ مقررہ مدت کے لیے معاہدہ کرسکتے ہیں جیسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے کافروں کے ساتھ معاہدہ حدیبیہ میں دس سال کے لیے صلح کا معاہدہ کیا تھا۔

ج) اقوام متحدہ کے میثاق کے مطابق کوئی ملک اپنے جغرافیے میں کسی ایسے خطے کو شامل کرکے اضافہ نہیں کرسکتا جو اس نے بزور حاصل کیا ہو''۔

ڈاکٹر علیان لکھتے ہیں''اسلام میں جہاد کے ذریعے جن خطوں کو اسلامی ریاست میں شامل کیا جاتا ہے' اسلامی شریعت میں اس پر مسلمانوں کا حق ملکیت ثابت ہوجاتا ہے''۔

د) اقوام متحدہ کے میثاق کے مطابق کوئی ملک کسی دوسرے ملک پر حملہ نہیں کرسکتا۔جنگ کی صرف ایک صورت اس میثاق میں تسلیم کی گئی ہے کہ کوئی ملک کسی دوسرے ملک پر حملہ کرے اور جس پر حملہ ہوا ہے وہ اپنے دفاع میں جنگ کرے تو صرف دفاعی جنگ کو قانونی جنگ سمجھا جائے گا۔

ڈاکٹر علیان لکھتے ہیں کہ ''اس میثاق کو ماننے سے اسلام میں اقدامی جہاد منسوخ ہوجاتا ہے''۔

ترجمہ: زکریا خان

بلیک واٹر پر شور کیوں؟؟؟

طلحہ ابوبکر

''سب سے پہلے پاکستان'' کے نعرے کو اپنے ایمان وعقیدہ کا درجہ دینے والوں کو اب بظاہر اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔''بلیک واٹر'' کے حوالے سے پاکستان کے ذرائع ابلاغ میں جو شور وغوغا برپا ہے اُسے دیکھ اور سن کر یہی لگتا ہے کہ امریکہ، ریاست پاکستان پر چڑھ دوڑنے کی تیاریاں مکمل کر چکا ہے اور اس ملک پر اُس کا مکمل قبضہ اب چند دنوں کی بات ہے۔لیکن یہ سب کچھ کسی سٹیج اداکاری سے کم نہیں، جس کے ذریعے پاکستانی عوام کو ایک ایسی آفت خیز بلا سے ڈرایا جا رہا ہے جو پچھلے باسٹھ سالوں میں عموماً اور گزرے آٹھ سالوں میں خصوصاً اُن کے تمام تر نظم مملکت کو اپنے کٹھ پتلی حکمرانوں کے ذریعے قابو میں کیے ہوئے ہے۔

یہاں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ بلیک واٹر کیا ہے؟ اس تنظیم کے مقاصد کیا ہیں اور آیا یہ تنظیم پاکستان میں کچھ مہینوں ہی سے (جیسا کہ میڈیا ظاہر کر رہا ہے) سرگرم عمل ہے یا عرصہ دراز سے اس کی کارروائیاں جاری ہیں؟ اور وہ کیا وجوہات ہیں کہ جن کی بنا پر بلیک واٹر کا جن اچانک بوتل سے باہر آ گیا ہے اور اس کی ہیبت ودہشت سے ہر کوئی لرزاں وترساں نظر آ رہا ہے۔

بلیک واٹر بنیادی طور پر کٹر صلیبیوں کا ایسا گروہ ہے جو دنیا بھر میں صلیبی مفادات کے تحفظ کے لیے جارحانہ اور ظالمانہ انداز میں کارروائیاں کرتا ہے۔یہ تنظیم ۱۹۹۶ میں شمالی کیرولینا کے بنجر علاقے میں وجود میں آئی۔بظاہر اس کا مقصد نجی طور پر سکیورٹی کے فرائض انجام دینے کے لیے فوجی تربیت فراہم کرنا تھا۔اپنے قیام کے ایک عشرے بعد، آج بلیک واٹر دنیا کی سب سے بڑی نجی فوج میں تبدیل ہو گئی ہے جو کہ ہر سال ۴۰ ہزار سے زائد فوجیوں اور دیگر ایجنسیوں کے افراد کو خصوصی تربیت دے کر اپنے منصوبوں کے لیے استعمال کرتی ہے۔اس کے پاس دنیا کی سب سے بڑی نجی فوجی چھاؤنی، بیس جہازوں پر مشتمل فضائی فوج اور کئی گن شپ ہیلی کاپٹر ہیں۔اس فوج کا سربراہ ایک امریکی ''ایرک پرنس'' ہے جو کہ سابق اعلیٰ نیول آفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بنیاد پرست عیسائی بھی ہے۔نظریاتی طور پر ایرک پرنس مالٹا کے اُن کٹر عیسائی گروہوں سے وابستہ ہے جو آخری صلیبی جنگ میں صلاح الدین ایوبی سے شکست کھانے کے بعد ذلت ورسوائی کے باعث یورپ واپس نہیں گئے تھے، بلکہ فلسطین کے ساتھ سمندر کے دوسری جانب جزائر مالٹا میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور مسلمانوں سے ازلی دشمنی اور انہیں اس دنیا سے ختم کرنا اُن کا مشن رہ گیا تھا۔اس تنظیم کے ساتھ چار سال تک ملازمت کرنے والے 'جان ڈو' نے آن دی ریکارڈ عدالت میں بیان دیتے ہوئے ایرک پرنس کو کٹر عیسائی قرار دیا اور کہا ''وہ دنیا میں سب مسلمانوں اور ان کے عقیدے کو ختم کرنے کے لیے کام کر رہا ہے۔اس کی تنظیم نے عراقیوں کی زندگیوں کو تباہ کرنے اور قتل کرنے پر انعامات دیے ہیں۔ایرک پرنس کٹر عیسائی ہے جو عیسائیت کے فروغ اور اسلامی عقیدے کو ختم کرنے کا کام کر رہا ہے''۔ایرک اپنے باپ کا کروڑوں ڈالر کا آٹو پارٹس کا بزنس سنبھال سکتا تھا مگر پھر وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کی خواہش کیسے پوری کرتا، لہٰذا اس نے نیوی جوائن کر لی۔اپنے باپ کے مرنے کے بعد اُس نے نیوی کو خیرباد کہا اور مشی گن آ گیا۔پھر اس نے اپنے باپ کی کاروباری کمپنی کو بیچ ڈالا اور اپنے حصے کی رقم سے بلیک واٹر یو ایس اے کی بنیاد ڈالی۔

۱۹۹۰ کے عشرے میں اس خاندان کے افراد کا شمار بڑے بڑے بینک کاروں میں ہوتا تھا اور ایرک بذات خود سابق صدر بش اور اس کے ساتھیوں کو مالی معاونت فراہم کرنے والا ایک نمایاں شخص تھا۔۲۰۰۱ء تک سرکاری معاہدے کے تحت بلیک واٹر کے پاس ایک ملین ڈالر سے بھی کم کا بزنس تھا لیکن جارج بش کے عہدہ صدارت کی پہلی مدت کی ابتدا میں ہی ڈرامائی طور پر یہ کمپنی ایک بلین ڈالر سے بھی زیادہ منافع سمیٹ چکی تھی۔۲۰۰۷ میں امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ نے کمپنی سے ۹۲ ملین ڈالر کا معاہدہ کر لیا۔اس سے پہلے اگست ۲۰۰۳ میں اسے ۲۱ ملین ڈالر کا کنٹریکٹ ملا۔وہ امریکی استعمار جسے سرمایہ داری اور منافع خوری سے عشق ہے، وہاں عوام الناس کا وسیع پیمانے پر قتل کرنے والی بین الاقوامی مشینری اب تجارتی ہاتھوں میں پہنچ چکی تھی۔لہٰذا جوں جوں وقت گزرتا گیا، بلیک واٹر کی سنگ دلی، بے رحمی اور سفاکی کی داستانیں بکھرنے لگیں۔

اس وقت امریکہ کی جانب سے عراق میں تعینات نجی سکیورٹی فرموں میں سے بلیک واٹر سب سے بڑی ہے اور اس کی آمدنی کا ۹۰ فیصد حکومتی ٹھیکوں سے حاصل ہوتا ہے۔بلیک واٹر کے ایک اہل کار پر سالانہ ۴۴۵۰۰۰ ڈالر خرچ کیے جاتے ہیں، جو کسی بھی امریکی جنرل کی ۲۶ سال کی ملازمت کے دوران حاصل کی گئی تنخواہ سے بھی زائد ہیں۔مذکورہ بالا اعداد وشمار سے واضح ہوتا ہے کہ اس تنظیم کے معاشی اثاثہ جات کس قدر ہیں اور مالی طور پر یہ تنظیم کس قدر مضبوط ہے۔اس سارے تناظر میں ایک بار ہمیشہ ذہن نشین رہنی چاہیے، جس کی طرف قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے، سبحان اللہ! کیسا پاک اور صاف کلام ہے کہ جو ہر زمانے میں کفر کی اصلیت کے پردے چاک کرتا ہے اور اُس کے انجامِ بد کی پیشگی خبر دیتا ہے تاکہ مومنین شکستہ دلی اور مایوسی کا شکار نہ ہوں۔ذرا سورۃ الانفال کی اس آیت پر غور فرمائیں، اور سوچیں کہ کیا آج بھی صلیبی لشکر خود اپنے ہاتھوں سے اپنی تباہی کا سامان، وافر مقدار میں مہیا نہیں کر رہا؟!!! إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ [بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ اللہ کی راہ سے روکیں سو ابھی (یہ) اور خرچ کریں گے پھر آخر (یہ مال خرچ کرنا) اُن کے لیے باعث حسرت ہوگا اور آخر مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے۔الانفال:۳۶]۔

اس بار امریکہ کی حکمت عملی یہ ہے کہ اس امداد کو براہ راست حکومت وفوج کو دینے کی بجائے این جی اوز، ضلعی حکومتوں اور فوجی اداروں کو دیا جائے

پھر ہم اپنے رب کے بھروسے پر کیوں نہ کہیں

ـ شاید قریب آ گئی جہانِ پیر کی موت

بلیک واٹر کے کرائے کے فوجی کتنے بے حس اور ظالم ہیں‘ اس بات کا اندازہ عام آدمی کبھی نہیں لگا سکتا۔انسانوں کی موت ان کے لیے سکون کا باعث ہے اور وہ بے قصور لوگوں کو مار کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔عراق میں ایسے بے شمار واقعات ہو چکے ہیں‘ جن میں بلیک واٹر کے سیاہ ناگوں نے اپنی گاڑیوں کے پیچھے یا دائیں بائیں آنے والی گاڑیوں پر بس یونہی فائرنگ کر دی۔ڈرائیور کو گولی لگی اور اس نے گاڑی درخت میں دے ماری۔اندر بیٹھے دیگر افراد جان بچانے کیلیے بھاگے تو وہ بھی یکے بعد دیگرے خون میں لت پت ہو کر ٹھیلوں سے ٹکراتے ،فٹ پاتھوں پر گرتے مارے گئے۔یوٹیوب پر ایسی بہت سی ویڈیوز دیکھی جا سکتی ہیں۔یہ ان وحشی کرائے کے قاتلوں کے کارنامے ہیں جنہیں دنیا بلیک واٹر یا ژی سروسز کے نام سے جانتی ہے اور جو عراق،افغانستان اور دیگر ممالک میں دہشت کی علامت ہیں۔

یہ تنظیم عراق میں جو گل کھلا چکی ہے‘ اُس کا احوال پڑھ اور سن کر ہی ہر اُس فرد پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے‘ جس کا دل امت کے درد سے معمور ہو اور جو ’’مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں،اگر اُس کے کسی ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے‘‘ کے فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق ہو۔اس سلسلے میں صرف ایک مثال ملاحظہ ہو:

ستمبر کی سولہ تاریخ تھی اور سال ۲۰۰۷ء‘ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کا ایک قافلہ بلیک واٹر کے زیرنگرانی عراق کے نصور چوک کی طرف جا رہا تھا۔درمیان کی گاڑی میں ایک سنیئر امریکی افسر براجمان تھا جسے بلیک واٹر کی بلٹ پروف گاڑیاں گھیرے میں لیے ہوئے تھیں۔وہ سڑک کے الٹی طرف بڑی تیز رفتاری سے جا رہے تھے۔عراقی پولیس نے عام ٹریفک کو زبردستی روکا ہوا تھا تا کہ قافلہ با آسانی گزر سکے۔ایسے میں ایک گاڑی چوک میں داخل ہوئی،پولیس کے ایک اہل کار نے اسے رکنے کے لیے للکارا لیکن ڈرائیور اس کی بات نہ سن سکا۔اپنے امریکی کلائنٹ کی حفاظت پر معمور بلیک واٹر کے ذمہ داران نے لمحوں میں اس گاڑی پر فائر کھول دیا۔شدید فائرنگ سے پوری گاڑی چھلنی ہو گئی لیکن اسی پر بس نہیں کیا گیا۔اس پر مزید ہینڈ گرینیڈ پھینکے گئے‘ جس سے وہ آگ کی لپیٹ میں آ گئی۔ایسے میں پورا نصور چوک فائرنگ سے گونج اٹھا۔لوگ اپنی جانیں بچانے کے لیے گاڑیوں سے کود کود کر بھاگنے لگے۔اس گاڑی میں نہ تو القاعدہ تھی اور نہ ہی ’’دہشت گرد‘‘۔اس میں ایک چھوٹی سی عراقی فیملی تھی‘ ایک مرد،اس کی بیوی اور اس کا ایک شیر خوار بچہ۔اس فیملی کا جرم صرف اتنا تھا کہ وہ ٹریفک کی بھیڑ سے گھبرا کر اچانک روڈ پر نکل آئی اور اپنے ہی ملک،اپنی ہی سرزمین اور اپنی ہی سڑکوں پر غیروں کے ہاتھوں ماری گئی۔شاہدین بتاتے ہیں کہ ماں اور بچے کی لاشیں پگھل کر آپس میں جڑ گئی تھیں۔بلیک واٹر کی اس اندھا دھند فائرنگ کی زد میں آ کر مزید ۲۸ عراقی شہید ہوئے۔

عراقی وکیل حسن جبار کو اس واقعے میں پیٹھ پر چار گولیاں لگیں۔اُس نے ایک انٹرویو میں بتایا ’’میں نے عورتوں اور بچوں کو گاڑیوں سے چھلانگ لگاتے اور رینگ کر محفوظ مقام تلاش کرتے ہوئے دیکھا۔میں نے ایک دس سالہ بچے کو منی بس سے بدحواسی کے عالم میں بھاگتے دیکھا لیکن ایک گولی اس کے دماغ کو پھاڑتی ہوئی نکل گئی۔اس کی ماں جو شور مچا کر اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی‘ یہ منظر دیکھ کر چلاتی ہوئی بس سے باہر نکلی مگر اسے بھی گولیوں سے بھون دیا گیا‘‘۔ایک امریکی کی جان بچانے کے لیے معصوم انسانوں کو ذبح کرنے والے ان درندوں کو کیا کسی بھی انسانی نام سے پکارا جا سکتا ہے؟ یہ آزمایش کی کڑی صورت ہے جو امت کو درپیش ہے اور آزمایشوں کے بغیر رضائے رب وجنت الخلد کا حصول اور دنیا میں عزت وتمکنت محض خواب ہے کیونکہ قرآن مجید صراحتاً بیان فرماتا ہے کہ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُواْ الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْاْ مِن قَبْلِكُم مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاء وَالضَّرَّاء وَزُلْزِلُواْ حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللّهِ[کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تم پر اُن لوگوں جیسے حالات نہیں گزرے‘ جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ اُن کو سختی اور تکلیف پہنچی اور وہ ہلا مارے گئے یہاں تک کہ (وقت کے) رسول اور جو اُن پر ایمان لائے‘ پکار اٹھے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد۔سورہ البقرہ:۲۱۴] اور پھر اللہ تعالیٰ خود ہی بے بسی کی تصویر بنے ہوئے‘ بے چین اور مضطرب دلوں کو حیات آفرین پیغام دیتا ہے کہ أَلا إِنَّ نَصْرَ اللّهِ قَرِيبٌ۔ [سن رکھو! اللہ کی مدد قریب ہے]

پاکستان میں موجود طبقۂ مترفین (جس میں کارپردازانِ مملکت،افواج وخفیہ ایجنسیاں،پولیس،سیاستدان اور میڈیا شامل ہیں)‘ مدت سے امت مسلمہ کے ازلی دشمن‘ صلیبی وصیہونی لشکروں کے لیے دل وجان سے واری ہوا جا رہا ہے۔

پاکستان میں پچھلے چند ہفتوں سے بلیک واٹر کی آمد کا شور وغوغا اس انداز سے برپا کیا گیا ہے‘ جیسے یہ بلا ابھی ابھی پاکستان پر نازل ہوئی ہے۔تفصیلات تو بہت زیادہ ہیں،یہاں ہم اختصار سے میڈیا میں آنے والے ’’حقائق وواقعات‘‘ کا تذکرہ کرنے کے بعد یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ کیا واقعی بلیک واٹر چند ہفتے پیشتر پاکستان پر آفت کی صورت میں نازل ہوئی ہے یا ’’کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے‘‘ کے مصداق‘ معاملہ کچھ اور ہے۔

پاکستانی میڈیا کے مطابق اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے میں توسیع کی آڑ میں منی پینٹا گون بن رہا ہے۔۱۸ا ایکڑ رقبہ محض ایک ارب روپے میں امریکی سفارت خانے نے خریدا ہے۔اسلام آباد میں امریکیوں نے ۲۰۰ سے زائد گھر کرایہ پر حاصل کر لیے ہیں اور بقول کموڈور (ر) طارق مجید ’’ایک گھر میں اگر ۶ سے ۷ افراد بھی رہایش پذیر ہوں تو یہ تعداد ڈیڑھ ہزار کے قریب ہو سکتی ہے،اس کے علاوہ سفارت خانے میں جو میریئز ہاؤس بن رہا ہے وہ بھی نہ معلوم کتنے افراد کی گنجایش رکھتا ہے،مجموعی تعداد کوئی ۳ سے ۴ ہزار کے قریب بنتی ہے‘‘۔بلیک واٹر اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے ایس ایس جی کے ریٹائرڈ لوگوں کو بھرتی کر رہی ہے۔نیز اردو اور پنجابی زبانوں پر عبور رکھنے والے ایجنٹوں کو بھرتی کرنا شروع کر دیا ہے۔اس مقصد کے لیے بلیک واٹر کی ویب سائیٹ پر فارم موجود ہے۔اگرچہ ویب فارم میں یہ تذکرہ نہیں کہ ان کو کہاں تعینات کیا جائے گا‘ تاہم اردو اور پنجابی بولنے والے ایجنٹوں کو پاکستان میں ہی ڈیوٹی پر لگایا جا سکتا ہے۔تفصیلات کے مطابق ایک پرائیویٹ سکیورٹی فرم کی ویب سائٹ سکیورڈاٹ بلیک واٹر یو

ایس اے ڈاٹ کام پر ایک بھرتی فارم دیا گیا ہے، جس میں دیگر زبانوں کے علاوہ اردو اور پنجابی زبانوں پر عبور رکھنے والے ایجنٹوں کو بھی بھرتی کیا جارہا ہے۔

بلیک واٹر کے ذمہ داران نے کراچی میں سرگرمیوں کے لیے ۲۲ افراد کو بھرتی کیا ہے، جن میں سے ۱۶ افراد قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ریٹائرڈ اہل کار و افسران ہیں۔ دوسری جانب تین ماہ سے بلیک واٹر کے ذمہ داران سے رابطے میں رہنے والے کراچی سے تعلق رکھنے والی حکومتی اتحادی جماعتوں کے راہ نماؤں کے تعاون سے بلیک واٹر کے اہل کاروں نے شہر میں ۷ بنگلے ڈیفنس اور ۲ بنگلے گلشن اقبال میں مقررہ کرائے سے کئی گنا زیادہ کرائے پر حاصل کیے ہیں، دوسری جانب کریگ ڈیوس نامی بلیک واٹر کا ذمہ دار جو امریکی کمپنی کری ایٹو ایسوسی ایٹس انٹرنیشنل کے اہل کار کے طور پر سامنے آیا' جو بلیک واٹر کا ایک ونگ بتایا جاتا ہے' کو پشاور میں پراسرار سرگرمیوں میں ملوث ہونے پر رنگے ہاتھوں پکڑے جانے کے بعد ملک سے نکال دیا گیا تھا' تاہم میڈیا رپورٹس کے مطابق کریگ ڈیوس دوبارہ پاکستان آچکا ہے اور اپنی سرگرمیاں دوبارہ شروع کرچکا ہے۔

بات صرف گھروں تک محدود نہیں بلکہ بلیک واٹر کے اہل کار اسلام آباد کی سڑکوں پر دندناتے پھر رہے ہیں، وہ اسلحہ کی نمائش کر رہے ہیں، شہریوں کے ساتھ ذلت آمیز رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ دو واقعات کے بارے میں تفصیلات کچھ اس طرح ہیں کہ پہلا واقعہ ۲۵ اگست کی رات کو پیش آیا' جب پولیس نے دو مشکوک گاڑیوں کو روکا' جن میں ۴ امریکی سوار تھے۔ ان کے پاس انتہائی خطرناک اسلحہ اور آٹومیٹک مشین گنز تھیں، جب ان سے شناخت مانگی گئی تو انہوں نے اپنا تعارف بلیک واٹر گارڈز کے طور پر کرایا، جس کے بعد ان افراد کو گرفتار کرکے مارگلہ پولیس اسٹیشن لے جایا گیا' جہاں امریکی سفارت خانے کا سکیورٹی آفیسر کیپٹن اعجاز فوراً پہنچ گیا، اُس نے ایس ایچ او کو دھمکیاں دیں اور ان افراد کو چھڑا کر لے گیا۔ دوسرا واقعہ آب پارہ میں پیش آیا، جب پاکستانی شہری محسن بخاری کو امریکی بلیک واٹر کے اہل کاروں نے صرف اس لیے مارا پیٹا کہ اس نے اپنی گاڑی ان کی گاڑی کے آگے کھڑی کردی تھی۔

اطلاعات کے مطابق کراچی میں بلیک واٹر کی سرگرمیاں بڑھتی جارہی ہیں، کراچی پورٹس پر ۵۰۰ سے زائد ہمویز موجود ہیں، جنہیں خفیہ طریقوں سے مختلف حصوں میں ٹرانسپورٹ کیا جارہا ہے۔ ہمویز (ہائی یوٹیلٹی ملٹی پرپز وہیکل High Utility Multipurpose Vehicle) شہری آبادی میں آپریشن کے لیے انتہائی کارآمد ہوتی ہے۔ ایک ہموی کی قیمت ایک لاکھ چالیس ہزار ڈالر ہے جو پاکستانی ایک کروڑ بارہ لاکھ روپے بنتی ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ۵۰۰ ہمویز کی کیا قیمت ہوگی' جو امریکہ پاکستان میں جنگ لڑنے کے لیے لگا رہا ہے۔ پشاور میں بھی بلیک واٹر کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ بلیک واٹر نے پشاور میں ۴۰ کمروں پر مشتمل دو بلڈنگز بھی کرائے پر حاصل کرلی ہیں۔

یہ تو اختصار تھا اُن تمام تفصیلات کا جو آج کل پاکستانی میڈیا پر چھائی ہوئی ہوئی ہیں۔ اب آتے ہیں اُن حقائق کی طرف' جن کی وجہ سے بلیک واٹر کا ''راز'' طشت از بام کیا گیا اور اپنے لیے ''مناسب ریٹ'' نہ ملنے کی صورت میں امریکیوں کے ساتھ نورا کشتی شروع کی گئی۔

سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہوگا کہ اس ساری مہم کے پیچھے کون سے عناصر کارفرما ہیں۔ بنظرِ غائر جائزہ لیا جائے تو اس سارے کھیل کے پیچھے آئی ایس آئی کے حمایت یافتہ سیاست دان، کالم نگار، اخبارات و ٹی وی چینلز اور ریٹائرڈ جرنیل موجود ہیں۔

پاکستان میں موجود طبقۂ مترفین (جس میں کارپردازانِ مملکت، افواج و خفیہ ایجنسیاں، پولیس، سیاستدان اور میڈیا شامل ہیں) مدت سے امت مسلمہ کے ازلی دشمن' صلیبی وصیہونی لشکروں کے لیے دل و جان سے واری ہوا جارہا ہے۔ اس گروہ کو 'عباد البطن' کا عنوان دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ دراصل شکم اور ہوس دنیا کی آگ ہی ہے' جس کو بجھانے کے لیے اس طبقہ نے امت سے خیانت وغداری کرکے صلیبیوں کے لیے اپنے کندھے پیش کیے اور نتیجتاً شکم کی آگ بجھنے کی بجائے مزید تیز ہوگئی۔ ہوسِ دنیا نے ان کے قلوب واذہان کو بری طرح اپنے شکنجے میں لے لیا مگر اپنی تمام تر وفاداریوں کے باوجود بھی صلیبی آقاؤں کی طرف سے ان پر بداعتمادی کا اظہار کیا گیا اور حرص وہوس کے پجاریوں کی تسکینِ نفس کا سامان بتدریج کم ہوتا چلا گیا (لیکن ان کے لیے جہنم کے الاؤ ضرور بھڑک اٹھے ہیں)۔ اب جبکہ صلیبیوں نے اپنی فطرت کے عین مطابق' طوطا چشمی کرنا شروع کی اور 'پیٹ کے ان بندوں' کو اپنی خوراک یعنی امریکی ڈالروں کی صورت میں نارِ جہنم سے کم حصہ ملتے ہوئے دکھائی دینے لگا تو انہوں نے اپنے آقاؤں کو پریشرائز کرنے کے لیے یہ سارا طوفان اٹھایا۔

امریکہ اور اُس کے تمام تر ادارے آج سے نہیں بلکہ گذشتہ آٹھ سالوں سے پاکستان میں موجود ہیں۔ 'فرنٹ لائن اتحادی' کا کردار پاکستان نے اس خوبی کے ساتھ نبھایا ہے کہ تمام عالمِ کفر عش عش کر اٹھا۔

امریکہ کے سابق صدارتی امیدوار سینیٹر جان کیری اور سینیٹر رچرڈ لوگر کا پاکستانی امداد کا مشترکہ بل جسے 'کیری لوگر' بل کا عنوان دیا گیا' امریکی کانگریس نے منظور کرلیا ہے۔ جس کے تحت پاکستان کو ۵ سالوں میں ۷.۵ ملین ڈالر کی امداد ملے گی۔ امداد کی سالانہ قسط ۱.۵ ملین ڈالر ہوگی۔ امریکہ نے ماضی کی نسبت' اس امداد کو مختلف طریقوں سے دینے کا اعلان کیا ہے۔ پہلے جو بھی امداد امریکہ کی طرف سے دی جاتی تھی' وہ براہ راست پاکستانی حکومت اور فوج کو دی جاتی تھی نیز اس کے شفاف استعمال پر کبھی نظر نہیں رکھی گئی۔ لیکن اب کی بار معاملہ کافی مختلف ہے۔

اس بار امریکہ کی حکمت عملی یہ ہے کہ اس امداد کو براہ راست حکومت وفوج کو دینے کی بجائے این جی اوز، ضلعی حکومتوں اور فوجی اداروں کو دیا جائے' اور پھر اس کے استعمال کے حوالے سے بھی خصوصی Check and Balance کا نظام قائم کیا جائے۔ بس اسی وجہ سے امت سے خیانت کرنے والے ان حکمرانوں نے اپنی دکان داری کے 'مندے' کے پیش نظر شور ڈالنا شروع کردیا۔

اب امریکی ہر معاملے کو خود گراس روٹ لیول پر دیکھنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے سیاست دان سے امریکی خود رابطے میں ہیں۔ اوباما کا مشیر خصوصی رچرڈ ہالبروک ہو، اسلام آباد میں تعینات امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن ہو یا لاہور میں بیٹھا امریکن قونصلر برائن

ڈی ہنٹ‘ یہ سب اپنی توجہ ایک ہی نقطہ پر مرکوز کیے ہوئے ہیں کہ نچلی سطح تک ازخود رابطوں کو فروغ دیا جائے۔ اسی لیے ارباب اقتدار کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں کہ جس لعین دنیا کے دھن دولت کے لیے ایمان بیچا، ارتداد کا راستہ اختیار کیا اور مسلمانوں کی بستیوں کو اجاڑنے والے صلیبیوں کی گود میں جا بیٹھے‘ اب اگر وہ دھن دولت بھی ہاتھ سے جاتا رہے تو کیسا زبردست خسارہ ہے لہٰذا اُن کا ہاضمہ اس نئے طریقے کو ہضم نہیں کر پارہا۔ سو ’ہاضمے کا یہی مرض‘‘ ان مجرمین کو اب کسی پل چین نہیں لینے دے رہا۔

ایک طرف امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن کہتی ہے کہ ’’جب سے صدر زرداری منتخب ہوا ہے‘ ہم سلامتی، اقتصادی اور ترقیاتی امداد کی مد میں مجموعی طور پر ۳ ارب ڈالر کی امداد جاری کر چکے ہیں، قانونی طور پر موزوں طریقہ کار کو اپنا کر ہم قومی، صوبائی اور مقامی اداروں کے ذریعے مزید فنڈ فراہم کریں گے‘‘۔ لیکن دوسری طرف پاکستانی وزیر خزانہ شوکت ترین کا کہنا ہے کہ ’’امریکہ نے موجودہ حکومت کو ۳ ارب ڈالر نہیں دیے، مجھے صرف ۷۰ کروڑ ڈالر کی امریکی امداد کا علم ہے۔ کیری لوگو بل کے تحت ۵.۱ ارب ڈالر کی امداد کے حوالے سے ہم چاہتے ہیں کہ امریکی حکومت پاکستان کی حکومت کی مدد کرے‘‘۔

پاکستانی دفتر خارجہ کے ترجمان عبدالباسط نے کہا ہے کہ ’’امریکہ نے اگر پاکستان کو این جی اوز کے ذریعے امداد دی تو اس کا بڑا حصہ ان غیر سرکاری اداروں کے اپنے اخراجات پر ضائع ہو جائے گا۔ امداد کے معاملے پر ہماری امریکہ سے بات چیت جاری ہے اور امید ہے کہ کوئی ایسا مکینزم بن جائے گا جو دونوں ممالک کے لیے فائدہ مند ہوگا۔ ہم نہیں چاہتے کہ امریکہ جو امداد ہمیں دے اس کا بڑا حصہ انتظامی امور میں ضائع ہو جائے‘‘۔

سابق وفاقی وزیر خارجہ گوہر ایوب کا کہنا تھا ’’این جی اوز ایک دفتر میں چند کمپیوٹروں کے ذریعے ایک بڑے پراجیکٹ کو کیسے مکمل کر سکتی ہیں؟ کیا کوئی این جی او ڈیم بنا سکتی ہے، ضلعی حکومت بھی کوئی بڑا کام نہیں کر سکتی اس کے پاس تو وسائل ہی نہیں ہوں گے اور نہ ہی معلومات ہوں گی، اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ فنڈز استعمال نہیں ہو سکیں گے۔ اس طرح اگر امریکی امداد ضلعی حکومتوں اور این جی اوز کو دی گئی تو وہ ضائع ہو جائے گی۔ فنڈز این جی اوز کے حوالے کر دینے سے ان کا استعمال مشکل ہوگا اور اگر ہوا تو غلط استعمال ہوگا کیونکہ این جی اوز کا زیادہ تر مقصد لمبی لمبی گاڑیاں اور بڑی بڑی تنخواہیں ہوتا ہے، اگر اس طرح ہوا تو وہ پیسہ واپس جانا شروع ہو جائے گا‘‘۔

رچرڈ ہالبروک کا کہنا تھا ’’ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ پاکستان کو امریکی امداد کب ملے گی۔ ابھی کانگریس کے ایوان نمایندگان سے اس بل کی منظوری باقی ہے (بعد ازاں ماہ ستمبر کے آخری ہفتے میں یہ بل پاکستان پر نہایت ذلت آمیز شرائط عائد کر کے منظور کر لیا گیا)۔ علاوہ ازیں دونوں ممالک کی حکومتوں کے نظام کی پیچیدگیاں امداد میں تاخیر کا باعث ہو سکتی ہیں۔ امریکی کانگریس یہ جاننا چاہتی ہے کہ امداد کہاں اور کیسے خرچ ہوگی؟‘‘

اس سارے تناظر میں ہم یہ نہیں کہتے کہ امریکہ و بلیک واٹر کا پاکستان میں کوئی وجود نہیں اور امریکہ پاکستان کے ساتھ مخلصانہ طور پر دوستی و مفاہمت کا سفر طے کر رہا ہے۔ بالکل نہیں! بلکہ مجاہدین کا موقف تو یہ ہے کہ امریکہ اور اُس کے تمام ترادارے آج سے نہیں بلکہ گذشتہ آٹھ سالوں سے پاکستان میں موجود ہیں۔ ’فرنٹ لائن اتحادی‘ کا کردار پاکستان نے اس خوبی کے ساتھ نبھایا ہے کہ تمام عالمِ کفر عش عش کر اٹھا۔ یہ پاکستان کی سرزمین ہی تھی‘ جس سے امریکی بم بار طیاروں نے ستاون ہزار سے زائد پروازیں بھریں اور افغانستان کی بستیوں اور آبادیوں میں غارت گری کا کھیل کھل کر کھیلا۔ یہ پاکستان ہی تھا جس نے کئی ہزار مجاہدین کو امریکہ کے ہاتھ بیچا اور بدلے میں ڈالرز کی صورت میں جہنم کے ایندھن سے اپنے پیٹوں کو بھرا۔ یہ پاکستان ہی تھا جس نے شہر کراچی سے لے کر طورخم کی سرحد تک کئی ہزار کلومیٹر طویل شاہراہیں‘ صلیبیوں کے لیے وقف کر دیں کہ وہ بلا روک ٹوک یہاں سے سامان رسد‘ افغانستان میں موجود اپنی افواج کو پہنچا سکیں۔ یہ پاکستان ہی تھا جس نے ایک وفادار کتے کی طرح، امریکی اشاروں پر اپنے آقا کا حکم بجا لاتے ہوئے سوات و قبائلی علاقوں میں متعدد آپریشنز کر کے معصوم عوام کے خون میں نہلایا۔ یہ پاکستان ہی ہے جس کی فوج امریکیوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہے اور آئے روز قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کے ذریعے ’’High Value Target Achieve‘‘ کرنے کے بعد نمایشی طور پر احتجاج کا ڈرامہ کیا جاتا ہے۔

اب امریکی ہر معاملے کو خود گراس روٹ لیول پر دیکھنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے سیاست دان سے امریکی خود رابطے میں ہیں۔

پاکستان کے عوام کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بلیک واٹر اور امریکی عسکری ادارے راتوں رات پاکستان نہیں آگئے۔ مجاہدین تو اللہ کی مدد، نصرت اور توفیق سے گذشتہ آٹھ سالوں سے امریکہ کی تمام تر ٹیکنالوجی اور اس ’کالے پانی‘ کو ’بھگتا‘‘ رہے ہیں۔ میریٹ ہوٹل‘ جسے امریکی انتظامیہ اپنے ریجنل آپریشن ہیڈ کوارٹر کے طور پر استعمال کر رہی تھی‘ کو مجاہدین نے فدائی کارروائی کر کے نیست و نابود کر دیا۔ میریٹ کی تباہی کے بعد پی سی پشاور کو انہی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا‘ اور ہر قسم کا انتظام و انصرام کرنے کے بعد خطے میں لڑی جانے والی جنگ کا کنٹرول روم یہی ہوٹل قرار پایا۔ اللہ کی نصرت سے مجاہدین نے اس امریکی اڈے کو بھی تباہ و برباد کر دیا (یاد رہے یہ دونوں مقامات بلیک واٹر کے لیے بھی مرکزی حیثیت رکھتے تھے اور اس کا پورا ڈھانچہ بھی یہیں سے کنٹرول کیا جاتا تھا)۔ اسی طرح نیٹو کے کنٹینرز پر حملے کر کے مجاہدین نے واشگاف انداز میں یہ پیغام دیا کہ اب افغانستان میں موجود صلیبی افواج کے لیے یہاں سے بھاگنے کے سوا کوئی دوسرا آپشن موجود نہیں۔ الغرض، مجاہدین نے پاکستان بھر میں ہر جگہ امریکہ اور اس کے مفادات کو ضرب لگائی ہے اور آئندہ بھی لگاتے رہیں گے (ان شاءاللہ) وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ [اور مدد تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے جو زبردست اور حکمت والا ہے: آل عمران/۱۲۶]

اللہ کی یہ نصرت (جس کا وعدہ اُس نے اپنے وعدوں پر ایمان لانے والوں اور آزمایشوں کی کٹھن وادیوں کو صبر و استقامت سے عبور کرنے والوں سے کیا ہے)

(بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

طالبانائزیشن یا بلیک واٹرائزیشن

حمزہ عبدالرحمٰن

اخباروں میں دبی گھٹی آہیں دھواں دینا شروع ہوئی ہیں۔ امریکی سفارتخانے کی توسیع پر تمام تر احتجاج، سوال و جواب کے علی الرغم توسیع اور دارالحکومت اسلام آباد میں بلیک واٹر کی دراز دستیاں، دیدہ دلیریاں، ضلعی انتظامیہ کی بے بسی اور ڈبل کیبن سیاہ شیشوں والی گاڑیوں میں سوار غیر ملکیوں کی طرف سے اسلام آباد میں شہریوں کے ساتھ دھونس دھمکی کے وہ مناظر جن کا یہ 'غیر ملکی' واشنگٹن یا نیو یارک میں تصور بھی نہیں کر سکتے۔ عوام میں سرگوشیاں، اخباروں میں کالم 'حیرت اور فکر کا اظہار کر رہے ہیں کہ حکومت کی خاموشی اور چشم پوشی کو کس زمرے میں ڈالیں۔ کیا باضابطہ پاکستان بھیڑ بکریوں کی مانند امریکہ کے ہاتھ بیچا جا چکا ہے؟ سوداگر رال چادر سے پونچھتے، ڈالر کی پوٹلیاں کندھے پر ڈالے سودا چکا کر بے غم ہیں کہ جب ضرورت ہوئی بیرونِ ملک اپنے ہوش رُبا اثاثوں کے بیچ لوٹ جائیں گے۔ پاکستان 'کھپے' ہی کا تو نعرہ تھا۔ سو وہ سندھی کی بجائے پنجابی میں 'کھپ' مرا، ان کی بلا سے!

ویسے اتنی پریشانی کی بات بھی کیا ہے۔ آخر بلیک واٹر کے غنڈے ہی تو ہیں جو دنیا بھر سے بدمعاشی کے دس نمبر پورے کرنے پر منتخب کر کے کتوں کی مانند اپنے غلاموں پہ چھوڑے جاتے ہیں۔ یہ طالبان تو ہیں نہیں کہ ان سے آپ ڈریں۔ پورے پاکستان کو طالبانائزیشن کا جو بخار چڑھا تھا یہ عین اسی کا تریاق ہے۔ انہوں نے آپ کی 'رِٹ آف دی گورنمنٹ' کو چیلنج کیا تھا۔ یہ تو عین رِٹ کے دائرے میں کام کر رہے ہیں۔ رِٹ ادھر امریکہ کی چلتی ہے تو پھر کارندے اگر امریکی ہوں تو کسی کو کیا اعتراض؟ ذرا موازنہ کیجیے، وہ عورتوں کو پردے کی تلقین کرتے تھے۔ ان کی وجہ سے عورتوں پر پردہ مسلط کیا جا رہا تھا۔ سی ڈیز کی دوکانیں بند ہو رہی تھیں۔ رقص و موسیقی پر پابندی عاید ہو رہی تھی۔ کتنا بھیانک تھا ناں یہ سب کچھ! اسکے مقابلے میں بلیک واٹر کا عراق والا ماڈل ہے کہ جو عورت کا پردہ اور چادر تار تار کرنے کے لیے معروف ہے۔ پرویزی طبلے کی تھاپ پر، میوزک کے جلو میں اگر اسلام آباد میں عراق والا ماڈل دہرایا گیا تو کیا ٹیلی ویژن پر چیختی چلاتی کف آلود اینکر پرسنز اور طالبان پر غیظ و غضب برساتی یہ قوم اپنی بیٹیوں پر دست درازی گوارا کر لے گی؟ ذرا عام عورت سے پوچھیے۔ وہ ٹوپی والا برقعہ تو گوارا کر لے گی لیکن بلیک واٹر کے سائے سے بھی پناہ مانگے گی۔

پورے پاکستان کو طالبانائزیشن کا جو بخار چڑھا تھا یہ عین اسی کا تریاق ہے۔ انہوں نے آپ کی 'رِٹ آف دی گورنمنٹ' کو چیلنج کیا تھا۔ یہ تو عین رِٹ کے دائرے میں کام کر رہے ہیں۔ رِٹ ادھر امریکہ کی چلتی ہے تو پھر کارندے اگر امریکی ہوں تو کسی کو کیا اعتراض؟

قوم کے دلوں میں ڈراموں، جذباتی سٹیج شوز، نعروں، اشتہاروں کے ذریعے زور زبردستی ظلم و قہر پر مبنی آپریشن کا برحق ہونا گھونٹ گھونٹ اتارا گیا۔ ایسے میں یکا یک بالمقابل بلیک واٹر والے آ کھڑے ہوئے تو کیا حرج۔ داڑھی سے مزین نرم خو و پاکباز چہروں کی جگہ سخت گیر، اکھڑ، متکبر، کریہہ صورت امریکی ہی تو ہیں۔ ان کا امریکی ہونا ہی دم بخود کرنے کو کافی ہے۔ یہ ہمارے دوست ہیں۔ شکر ہے ہم طالبانائزیشن سے بچ نکلے۔ اس کی جگہ اللہ نے یہ منہ مانگا تحفہ ہمیں دیا ہے۔ انگریزی محاورے کے عین مطابق کہ 'You asked for it!'۔ عمامہ نہیں تو اسکی جگہ پی کیپ منظور ہے۔ کم از کم چودہ سو سال پیچھے تو نہیں دھکیلے جائیں گے۔ پینٹ، شرٹ، تھری پیس سوٹ ہوگا، ٹخنوں سے اوپر شلوار قمیض تو نہ ہوگی۔ مناظر یہ دو تھے، ہمارا انتخاب بہ اصرار امریکی منظر نامے کا انتخاب تھا۔ ہم زمانے کے ساتھ چلنا چاہتے تھے۔ سو اب چلے چلیے۔ ملکی، ملی و قومی آزادی سلب ہوئی تو کیا ہوا۔ بلیک واٹر کے جلو میں آزادیاں ہی آزادیاں نصیب ہونے والی ہیں۔ شتر بے مہار میوزک، پاپ، طبلے، شراب بلا روک ٹوک کی آزادی۔ علی ھذا القیاس، سوال صرف یہ ہے کہ 'ہُن آرام اِیں'؟

عراق، افغانستان میں تو یہ دنیا سے شرما شرمی اجازت مانگ کر آئے تھے۔ پاکستان کی بے وقعتی کا یہ عالم ہے کہ کسی کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں۔ اب تو ہمیں سانس لینے، دم مارنے کے لیے بھی امریکی سفارتخانے اور 'کالے پانی' کا منہ تکنا ہوگا۔ آپ اگر بہت جلد ان کی چیرہ دستیوں سے گھبرا کر چہار جانب دیکھیں گے تو نجات دہندہ کوئی نظر نہ آئے گا۔ ان کے دشمن اور ان کو ناکوں چنے چبوانے کی اہلیت رکھنے والے بیت اللہ محسود کو شہید کر کے اس قوم کے احمقوں نے بغلیں بجائیں۔ امریکہ اور اس کے غلاموں نے سکھ کی ٹھنڈی سانس لی۔ بلیک واٹر نے پر پرزے ان کی شہادت اور سوات 'فتح' ہونے کے شادیانے بجنے کے بعد نکالنا شروع کیے ہیں۔ ملک پر اصل حکمرانی تو فوج کی ہے۔ جب اس نے دوست دشمن کی وضاحت اپنے عمل سے بار بار کر ہی دی، امریکہ کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر آپریشن کیے اور مشترکہ دشمن شکار کیے، تو بلیک واٹر مشترکہ دوست ٹھہرا! سو اس فوج سے توقع عبث ہے۔ ویسے آپس کی بات ہے، پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت (اور 'پراپرٹی ڈیلرز' کی سب سے بڑی انجمن) فوج ہے جسکے کارکن ملک کے چپے چپے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ پاکستان کا مستقبل کل کی طرح آج بھی اس سیاسی جماعت سے وابستہ ہے۔ پاکستان، پاکستان کا راگ الاپتے انہوں نے اپنوں کے سینے چھلنی کیے۔ اب وقت یہ ہے دیکھنے کا کہ پاکستان کے وجود پر بڑھتے پھیلتے امریکی غلبے کے مقابلے میں اس 'سیاسی جماعت' کا ردِعمل کیا ہوگا؟ الیس منکم رجل رشید۔۔۔؟

بلیک واٹر کا مقابلہ کرنے کی سکت صرف اللہ کے شیروں میں تھی۔ انہیں آپ پنجروں میں قید کر چکے، گوانتانامو ہو، بگرام یا پاکستان کے طول و عرض پہ پھیلے عقوبت خانے۔ اسکے عوض تو پھر یہ قوم حقدار تھی کہ اسکی بلیک واٹرائزیشن ہوتی، سو ہونے چلی ہے۔۔۔ اللہ رحم کرے!

☆☆☆☆☆

صلیبی جنگ کا میں تعاون کا مطلب ''پوری پاکستانی فوج'' کرائے پر چڑھا دینا ہے، قوم کی بچی کھچی آزادی گنوا کر اس ''تعاون'' کا تاوان ادا کرنے کے لیے ہماری آنے والی نسلیں بھینٹ چڑھتی رہیں گی' شاید قیامت تک' کیونکہ پاکستان امریکہ کا پکا اور وفادار واچ ڈاگ بن جانے کے بعد اس کی پھینکی ہوئی ہڈیاں چباتے چباتے کیا بن جائے اور کیا رہ جائے گا؟ اس سوال کا جواب آپ پر چھوڑا جاتا ہے۔

وزیرستان----عالمی طاغوت کا ہدف

رب نواز فاروقی

جہاد کے ذریعے شریعت کا قیام، کفار کی تکلیف کی وجہ

اسلام اور کفر کی ابدی کشمکش میں کفر ہمیشہ سے اس بات کی کوشش میں رہا ہے کہ کسی بھی خطۂ ارضی پر اسلام کا نظام یعنی خالصتاً شریعت کی حکومت قائم نہ ہونے پائے، اگر قائم ہو جائے تو باقی نہ رہنے پائے۔ اسلام کے ہزار سالہ دورِ حکومت میں بھی کفار شریعت کی حکمرانی کے درپے رہے اور بالآخر سازشوں اور اپنے ایجنٹوں کے ذریعے خلافت کی آخری نشانی 'خلافت عثمانیہ' کو بھی ۱۹۲۲ میں ختم کر دیا۔ اب بھی کفر ہر اُس سرزمین کے خلاف دامے درمے قدمے سخنے تن من دھن وارنے کے لیے مستعد اور تیار ہوتا ہے، جس میں جہاد کے ذریعے شریعت کے قیام کے آثار نظر آتے ہیں۔ صومالیہ سے لے کر سوات تک اور وزیرستان سے افغانستان تک کفر کے پیٹ میں مروڑ اسی لیے اٹھ رہے ہیں کہ یہ تمام خطے جہاد کے مراکز اور تنفیذ شریعت کے لیے سازگار ہیں اور یہ امر تو بالکل واضح ہے کہ شریعت آئے گی تو کفر کا تمام تر 'جدید نظام ریاست' ہوا میں تحلیل ہو جائے گا۔ اس کے ادارے، اس کی جمہوریت، اس کی فوج اور عالمی طاغوتی ادارے 'اقوام متحدہ' کا تسلط سب کچھ چکنا چور ہو جائے گا۔ اس لیے قدیم و جدید کفر یہ نظام کو 'خالص جہاد' اور 'خالص شریعت' سے خاص طور پر تکلیف ہے۔

قائدین جہاد کی شہادت کو کفر اپنی کامیابی سمجھ رہا ہے

زمانہ قدیم سے ہی کفر اس خام خیالی میں مبتلا ہے کہ اسلام کے قائدین کو شہید کر کے وہ اسلام کو ختم کر دے گا۔ حالانکہ اسلام کی کھیتی تو شہادتوں سے اور زیادہ کھلتی اور مہکتی ہے اور یہ اللہ کا دین ہے اور اللہ ہی اس کا محافظ اور نگہبان ہے۔ غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی اطلاع پھیل جانے سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مغموم ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے تسلی کے لیے فرمایا ''وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ '' (اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، یقیناً اُن سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں، پس اگر وہ انتقال کر جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم (اپنے دین سے) اپنی ایڑھیوں کے بل پھر جاؤ گے؟) جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں رب کائنات یہ فرما رہے ہیں تو پھر کسی اور فرد کی شہادت اسلام کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہے، چاہے وہ اپنے دور کا کتنا ہی بڑا قائد اور سپہ سالار ہی کیوں نہ ہو

اسلام کی فتح و نصرت کے معیار اور عزت و ذلت کے پیمانے کفر کے معیارات سے یکسر مختلف اور جدا ہیں، اس لیے کفار اسلام کے معیارات کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور امریکی انٹیلی جنس حکام کہہ رہے ہیں کہ ''صومالیہ، انڈونیشیا اور پاکستان میں راہ نماؤں کی شہادتوں سے القاعدہ کی کمر ٹوٹ گئی ہے''۔ تفصیلی بیان میں کہا گیا کہ صومالیہ میں صالح علی صالح النبہانی، انڈونیشیا میں نوردین اور پاکستان میں بیت اللہ محسود کی شہادتوں سے امریکہ کو بہت کامیابی ملی ہے۔ ۱۶ ستمبر ۲۰۰۹ء کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ صومالیہ میں دارالحکومت موغادیشو سے دو سو کلومیٹر دور ایک گاؤں 'اریل' میں امریکی کمانڈوز نے شیخ صالح علی صالح، جو کہ اصلاً کینیائی نژاد تھے، کو شہید کر دیا تھا، کمانڈوز چار ہیلی کاپٹرز پر سوار تھے۔ شیخ صالح ایف بی آئی کی انتہائی مطلوب فہرست میں شامل تھے۔

نائن الیون کے مبارک معرکے کے بعد چھڑی کفر و اسلام کی اس جنگ میں قائدین جہاد کی شہادتوں کے یہ واقعات نئے نہیں۔ اس سے قبل بھی بیسیوں قائدین مختلف محاذوں پر اپنا خون پیش کر چکے ہیں مگر شجرِ جہاد پہلے سے کہیں زیادہ برگ و بار لا رہا ہے۔ فلله الحمد و المنة۔

وزیرستان کے بارے میں صلیبیوں کے عزائم

صلیبیوں کے آقاؤں، بش، اوباما اور بلیئر، براؤن کے علاوہ رمزفیلڈ سے ہیلری کلنٹن تک گا ہے بگاہے یہ راگ الاپتے رہے کہ ''پاکستان کے سرحدی علاقوں میں القاعدہ منظم ہو رہی ہے، وزیرستان دہشت گردوں کا مرکز بن گیا ہے، وزیرستان میں ایک اور نائن الیون کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے'' وغیرہ وغیرہ۔ پوری دنیا کے کفر کی نظروں میں وزیرستان اور اہل وزیرستان بلاشبہ کانٹا بنے ہوئے ہیں اور وہ اُنہیں زندگی سے محروم کرنے کے درپے ہیں۔ اس بات کا صحیح اندازہ صرف اس ایک بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وزیرستان میں سوا سو سے زائد ڈراؤن حملے ہو چکے ہیں جبکہ امریکہ عملاً افغانستان میں مجاہدین سے مار کھا رہا ہے لیکن امریکہ اور صلیبی قوتیں یہ احساس رکھتی ہیں کہ افغانستان کے لیے مجاہدین کا 'بیس کیمپ' قبائل ہی ہیں اور اگر ان پر قابو پا لیا جائے تو افغانستان میں ہماری بچت ہو سکتی ہے۔ صلیبی قوتوں نے ہی بے چاری پاکستانی فوج کو آٹھ سالوں سے ڈالرز کے عوض قبائل کے خلاف جنگ میں جھونک رکھا ہے۔ فوج ہر بار مار کھانے کے بعد کوئی نہ کوئی بہانہ تراش کر جان بچاتی ہے تو صلیبی پھر ڈالرز روکنے کی دھمکی دے کر اِسے جنگ میں دھکیل دیتے ہیں اور یہ بے چارے 'نوکر کیہ تے نخرا کیہ' کی تصویر بنے پھر سے اپنی گردنیں امریکہ کی خاطر قربان کر دینے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ صلیبی خود تو افغانستان میں بھی ذلت سے دوچار ہیں تو پھر وہ 'بیس کیمپ' میں خود کیسے آ سکتے ہیں۔ اس لیے وہ یہاں اپنے غلاموں کو ہی استعمال کرتے ہیں۔

فوج کی حکمت عملی

۱۔ عراق میں امریکی حکمت عملی کو سامنے رکھتے ہوئے، پاکستان میں بھی امریکہ کے غلام 'قومی لشکر' اُسی علاقے کے لوگوں کو نوازکر بنا رہے ہیں تاکہ فوج کی چمڑی بچ جائے اور وہ 'لشکر' مجاہدین کا نشانہ بنیں۔

۲۔ مجاہدین میں اپنے ایجنٹ تلاش کرنے میں امریکہ، افغانستان اور عراق میں اب تک ناکام رہا ہے، اُسی کی پیروی میں پاکستانی امریکی ٹوڈی بھی اسی کوشش میں ہیں۔ زین الدین محسود کی مثال سامنے کی ہے مگر وہ خود ایک 'مثال' بن گیا۔ پھر ترکستان بیٹنی جو کہ اصلاً ایک ڈاکو ہے، کو مجاہدین کے سامنے کھڑا کرنے اور اُن کی مخبری کرنے کی کوشش کی گئی، جو کہ ابھی تک تو کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی۔ سوات اور دیگر علاقوں میں بھی ایسی کوشش جاری ہے۔

۳۔عام مسلمانوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ہم تمہارے دشمن نہیں' صرف دہشت گردوں کے دشمن ہیں۔

۴۔۲۰۰۳ء سے اب تک تمام فوجی کارروائیوں کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک وقت میں فوج محسود یا وزیر میں سے ایک پر کارروائی کرتی ہے اور دوسرے سے معاہدہ کرتی ہے۔'راہ نجات' کے نام سے فوجی کارروائی میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ وزیر اور محسود متحد اور منظم ہو کر ڈٹ گئے تو پھر پاکستانی صلیبی لشکر کی بھی دوڑیں لگ گئیں۔

امریکی ٹوڈی، قبائل کے اختلافات اور کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے کی تاک میں ہیں کہ ان قبائل میں پھوٹ ڈال کر اپنے دشمن کی قوت کو تقسیم کیا جائے۔شمالی وزیرستان میں رمضان کے آخر میں ہونے والی جنگ بندی یا معاہدہ اسی ابلیسی حکمت عملی کا شاخسانہ ہے تاکہ محسود کو تنہا کر کے اُن پر جنگ مسلط کی جائے۔

۵۔پاکستانی صلیبی فوج گذشتہ آٹھ برسوں میں تدریجاً 'مدافعانہ پوزیشن' سے 'جارحانہ پوزیشن' میں آئی ہے۔پہلے پہل وہ 'غیر ملکی دہشت گردوں' کے خلاف جنگ کیا کرتی تھی اور امریکی جنگ کو مجبوری کی جنگ کہا جاتا تھا مگر آہستہ آہستہ یہ جنگ 'اپنی جنگ' میں تبدیل ہو گئی اور قبائلی ایجنسیوں کے علاوہ سوات، کوہاٹ، پشاور، نوشہرہ، مردان، صوابی، بونیر، ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں جیسے بندوبستی علاقوں میں بھی آپریشن در آپریشن شروع کیا گیا۔پھر آپریشنز کے باقاعدہ نام رکھ کر اعلان کیا جاتا رہا۔'راہ حق'، 'صراط مستقیم'، 'رچرڈ شیر دل'، 'راہ نجات'، 'راہ راست' وغیرہ وغیرہ۔اس جنگ میں قوم پرست پارٹیوں کے ساتھ ساتھ میڈیا کو اپنا ہمنوا بنایا گیا۔برقی اور طباعتی ذرائع ابلاغ نے 'جسم فروشی' اور 'قلم فروشی' کی تاریخی داستان رقم کی۔

ضرورت ہے کہ فوج کو دوبارہ مدافعانہ پوزیشن میں دھکیلا جائے، اس کے لیے سیاسی، دینی اور صحافتی حلقوں کو بیدار کر کے انہیں امریکی غلامی سے پاکستان کو نکالنے، امریکی احکامات پر فوجی آپریشنز کو بند کرنے، ڈرون حملوں اور صلیبیوں کی رسد کی سپلائی لائن کو ختم کرنے جیسے اہم اور مشترکہ نکات پر آواز اٹھانے پر آمادہ کیا جائے۔

پاکستانی فوج کے ترجمان کا موقف

۲۴ ستمبر ۲۰۰۹ء کو وائس آف امریکہ کو انٹرویو دیتے ہوئے فوج کے ترجمان میجر جنرل اطہر عباس نے کہا کہ ''وزیرستان آپریشن پر جلد بازی نہیں کرنا چاہتے۔قبائل کی بغاوت سے نمٹنا مشکل ہو جائے گا۔سوات کے بعد خیبر اور مہمند ایجنسیوں میں بھی کامیاب فوجی آپریشن جاری ہے جبکہ فوج اب وزیرستان پر توجہ دے رہی ہے جو کہ دہشت گردوں کا مرکز ہے۔بیت اللہ محسود کی ہلاکت کے باوجود تحریک طالبان کا نیٹ ورک ابھی موجود ہے جس کا مرکز وزیرستان کے محسود آبادی والے علاقے ہیں، فوج کی لڑائی شدت پسندوں سے ہے نہ کہ قبائلی عوام سے' اس لیے جلد بازی میں وزیرستان میں زمینی فوج کی مدد سے مشتبہ ٹھکانوں کے خلاف کارروائی کرنے سے گریز کیا جا رہا ہے۔فوج عسکریت پسندوں کا تو مقابلہ کر سکتی ہے لیکن اگر مقامی قبائل نے ردعمل میں بغاوت کر دی تو اس سے نمٹنا مشکل ہو جائے گا۔نیٹو اور امریکہ بھی پاکستان کی مشکلات اور مجبوریوں سے آگاہ ہیں' اگر امریکہ کی طرف سے پاکستان کو جدید ساز و سامان جلد فراہم کر دیا جائے تو دہشت گردی کے خلاف مہم منطقی انجام تک پہنچ سکتی ہے۔ہمیں رات کو دیکھنے کی صلاحیت درکار ہے، یہ بڑا دشوار گزار علاقہ ہے، یہاں پر ہر طرف دشوار گزار پہاڑ ہیں۔ہمیں فضا میں حرکت کی صلاحیت چاہیے اور جنگی ہیلی کاپٹرز درکار ہیں جو فضا میں ہدف کو نشانہ بنائیں۔ان چیزوں کے علاوہ ہمیں ڈرون ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے' اس سے ہماری فوج موثر ہو جائے گی اور نقصان بھی کم ہوگا۔

۲۰۰۳ء سے آج تک پاکستانی فوج کے اٹھارہ سو سے زاید جوان اور آفیسرز ہلاک ہوئے ہیں اور پانچ ہزار کے لگ بھگ زخمی ہوئے ہیں۔طورخم سرحد پر پاکستان' امریکہ اور افغانستان کا مشترکہ کوآرڈینیشن سنٹر 'رابطہ مرکز' قائم ہونے سے صورتحال بہتر ہوئی ہے۔اب تینوں ملکوں نے باجوڑ کے نوائی پاس اور افغانی سرحدی علاقے سپین بولدک میں بھی ایسے مراکز کی تعمیر کا فیصلہ کیا ہے جو کہ اس سال کے آخر تک مکمل ہو جائے گا''۔

آپریشن راہ نجات میں فوج کا رویہ

قبائل میں گذشتہ تین چار ماہ سے فوج نے اپنا روایتی طرز عمل شروع کر رکھا ہے، جس میں عام آدمی اور جانور میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔رائل انڈین آرمی کے دور سے ہی اس فوج کا یہ ریکارڈ ہے کہ جس علاقے پر چڑھائی کرتی ہے' اس کے تمام افراد کو دشمن خیال کرتے ہوئے اقدام کیا کرتی ہے۔بنگلہ دیش میں بھی ایسا ہی کیا گیا بلکہ وہاں تو حد ہی کر دی گئی کہ ستر ہزار خواتین کو آبادیوں سے پکڑ پکڑ کر فوجی کیمپوں میں لایا جاتا اور زبردستی اُن کی عزت لوٹ کر اُنہیں 'غداری' کے منصب پر فائز کیا جاتا لیکن قبائل میں تو فوج ایسا سوچ بھی نہیں سکتی کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ عزت کے لیے قبائل سب کچھ کر سکتے ہیں، لیکن اپنے روایتی غرور و تکبر کا اظہار اور عام مسلمانوں کو تہہ تیغ کر کے کرتے ہیں۔دوران کرفیو اگر کوئی بچہ یا پاگل بھی زد میں آ گیا تو اُسے بھی شہید کر دیا گیا۔عیدک (شمالی وزیرستان) میں ایک پاگل کو شہید کیا گیا، غلام خان روڈ میران شاہ پر لکڑیوں سے لدی گاڑی کے ڈرائیور کو شہید کیا گیا، جانی خیل میں ایک عام آدمی کو بچے سمیت گولیاں مار دی گئیں' جس کے ردعمل میں سکیورٹی پر معمور پولیس کے ملازم نے فوجی کو مار دیا، پھر فوجیوں نے مل کر اُس ملازم کی لاش بھی چھلنی چھلنی کر دی۔محسود علاقے میں غرور و تکبر کے فوجی مجسموں نے مکین بازار، لدھا بازار، سام میں جامعہ نعمانیہ، خیسور میں مسجد و مدرسہ اور عام آبادی پر جیٹ طیاروں سے اندھا دھند فائرنگ کی۔دکانیں اور عمارتیں تباہ کیں اور کئی افراد کو 'امریکہ دشمنی' کا سبق سکھایا۔زمینی جنگ لڑنے کا تو اِن جوانوں میں حوصلہ نہیں لیکن فضائی بمباری سے ہی اپنے آقا امریکہ کی طرح دھاک بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

> صومالیہ سے لے کر سوات تک اور وزیرستان سے افغانستان تک کفر کے پیٹ میں مروڑ اسی لیے اٹھ رہے ہیں کہ یہ تمام خطے جہاد کے مراکز اور تنفیذ شریعت کے لیے سازگار ہیں

وزیرستان میں فوج کو درپیش مشکلات

ا۔وزیرستان میں سب سے بڑی مشکل تو فوج کو یہ ہے کہ وہاں کے راستے اور پہاڑ ان کے لیے موت کی وادیاں ثابت ہوئے ہیں۔ایسے علاقے میں جنگ کی تربیت کبھی بھی فوج نے حاصل

نہیں کی لیکن اب امریکہ کی غلامی میں اس میدان میں کود پڑنے سے جانی و مالی ہر قسم کا نقصان اٹھا رہی ہے۔خود فوجی ترجمان کے مطابق ہلاک شدہ فوجیوں کی تعداد اٹھارہ سو ہے (بحوالہ وائس آف امریکہ ۲۴ ستمبر ۲۰۰۹ء)۔لیکن آزاد ذرائع کے مطابق یہ تعداد پانچ ہزار سے زیادہ ہے جبکہ زخمی ہونے والے تو کسی شمار میں نہیں۔

۲۔فوج کو درپیش مشکلات میں امریکی دباؤ بھی ایک اہم مشکل ہے کیونکہ امریکہ سے وصول شدہ ڈالرز اسی شرط پر ہضم کرنے دیے جاتے ہیں کہ امریکہ کے ہر حکم کی بجا آوری ہو گی لیکن 'زمینی حالات' سازگار نہ ہونے کے باعث امریکہ کا یہ حکم ماننا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔امریکہ کو اپنی غلامی کا یقین دلانے کے لیے جنرل کیانی کبھی 14 اگست کو ریڈیو میران شاہ پر خطاب کرتا ہے اور کبھی اپنی عید خراب کر کے ٹانک میں فوجیوں سے خطاب کر کے ذرائع ابلاغ میں وانا کے دورے کا تاثر دیا جاتا ہے۔

۳۔فوج کا ایک بڑا مسئلہ زمینی جنگ میں ہر بار بری طرح شکست کھانا بھی ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں قاصر رہتی ہے۔جب بھی زمینی جنگ کے لیے 'کمانڈوز' اتارے گئے تو اُن کی بہت تاریخی دُرگت بنی اور وہ دیگر 'کمانڈوز' کے لیے بھی عبرت کی مثال بن گئے۔

۴۔فوجیوں کی لاتعداد ہلاکتوں کی وجہ سے عام فوجیوں کا 'مورال بھی ڈاؤن' ہو گیا ہے۔اسی وجہ سے گھیرے میں آنے کے بعد تین سو اور چار سو کی تعداد میں بھی گرفتاریاں پیش کر دیتے ہیں' جو کہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ لڑنے کے قابل ہی نہیں۔

۵۔مجاہدین کی طرف سے دشمنانِ اسلام کو ذبح کرنے کی سی ڈیز نے بھی عام فوجی طبقے اور اُن کے اعزہ واقربا میں ڈر اور خوف کی فضا بنائی ہے جو ہر فوجی کو وزیرستان روانگی سے لے کر واپسی تک مسلسل چھٹی لینے پر مجبور کرتی رہتی ہے۔

مجاہد قیادت کے لیے غور و فکر کے نکات

۱۔شوریٰ اتحاد المجاہدین کو پوری طرح فعال کر کے آپس میں باہمی مسائل کو حل کیا جائے تا کہ طاغوتی قوتوں کو کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کا موقع نہ ملے۔

۲۔قبائل اور بندوبستی علاقوں کے مجاہدین اگر آپس میں اس ایک نکتے پر متفق ہو جائیں کہ کسی ایک پر حملہ یا آپریشن سب پر حملہ سمجھا جائے گا تو پھر صلیبی لشکر کبھی بھی کسی ایک پر بھی چڑھائی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے۔

۳۔کسی بھی انسانی معاشرے میں اختلاف اور تنازعات کا پیدا ہو جانا ایک بدیہی امر ہے، اس سلسلے میں قرآن و سنت کی راہ نمائی میں معاملات طے کرنے کے ساتھ ساتھ عفو و درگزر اور احسان والا رویہ اپنانا چاہیے' کیونکہ اس میں بہت اجر ہے اور مجاہدین سب کچھ اجر کے لیے ہی کر رہے ہیں۔

۴۔مجاہد قیادت کو جہاد کے اساسی مقصد یعنی شریعت کے نفاذ کو اپنے بیانات میں پوری شد و مد کے ساتھ بیان کرنا چاہیے اور جو علاقے مجاہدین کے زیر دست ہیں' ان میں شریعت کے نفاذ کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں۔اگر چہ جنگی حالات میں ایسا کرنا بہت آسان نہیں ہو گا لیکن ابھی سے شریعت کی تنفیذ کا بیج بو دینا ضروری اور اہم ہے۔نظام القضا (تنازعات کے شرعی فیصلوں کے لیے)، نظامِ بیت المال (مساکین و فقرا کی اعانت اور جہادی کاموں کے لیے) اور نظام الامنیات (شرعی احکامات اور فیصلوں کی تنفیذ اور امن و امان کے قیام کے لیے) نظامِ امر بالمعروف و نہی عن المنکر جیسے ابتدائی اقدامات ایک دارالاسلام کی طرف مثبت پیش قدمی ہوں گے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: بلیک واٹر پر شور کیوں؟؟؟

ہی ہے جس کی بدولت عراق و افغانستان میں طاغوتِ اکبر امریکہ اپنی بقا کی جنگ ہار رہا ہے۔اور بلیک واٹر کے موجودہ معاملے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اسی ہاری ہوئی جنگ میں صلیبیوں کے 'فرنٹ لائن اتحادی' بھی مستقبل کے منظر نامے کو دیکھ رہے ہیں اور اب اپنی ساکھ کو بحال کرنے کے لیے مختلف حیلوں بہانوں سے ایک طرف مجاہدین اسلام کی نظروں میں اپنا اعتماد بحال کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جبکہ دوسری طرف عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ امریکہ کو پاکستان پر حملے کی صورت میں ناکوں چنے چبوا دیں گے۔جہاں تک تعلق ہے مجاہدین کا' تو یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ الحمد للہ مجاہدین کی قیادت اب اس ناپاک فوج کے لیے کسی قسم کا نرم گوشہ اپنے قلوب میں نہیں پاتی، یہ وہی خبیث الفطرت گروہ ہے جس نے گذشتہ آٹھ سالوں میں ان مجاہدین کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا۔لہٰذا اب اِنہیں اس خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ امت پر فتح و آبرومندی کے دروازے کھلنے کے بعد یہ ازسرِ نو مجاہدین اور عامۃ المسلمین کے درمیان اپنا مقام پیدا کر لیں گے۔ایسا ہونا ناممکن ہے۔رہی بات عوام الناس کی تو عوام کو اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ امریکی سیلاب کو اگر اب تک کسی نے روکا ہوا ہے تو وہ یہی مجاہدین کا چھوٹا سا گروہ ہی ہے، جس نے افغانستان کے پہاڑوں کو خدائی کی دعوے دار، نام نہاد ''سپر طاقت'' کے قبرستان میں تبدیل کر دیا ہے۔کیونکہ اللہ کے یہ بندے تو ایک ہی بات جانتے ہیں کہ

جس دل میں خدا کا خوف رہے، باطل سے ہراساں کیا ہو گا
جو موت کو خود لبیک کہے' وہ حق سے گریزاں کیا ہو گا

مجاہدین نے صلیبیوں کے ہر وار کو اپنے سینے پر روک کر امت کی حفاظت کا فرض ادا کیا ہے' باقی رہے یہ ''فرنٹ لائن اتحادی''، تو انہوں نے اول دن سے ہی امت کے جسم کو چھلنی کرنے کے لیے اپنے کندھے صلیبیوں کو پیش کر دیے تھے' لہٰذا ان سے بھلائی کی کوئی توقع نہ رکھی جائے۔مستقبل قریب میں امریکہ کو افغانستان سے شکست و نامرادی کے زخموں کو چاٹتے ہوئے نکلنا ہی ہے' اُس سے پہلے اگر امریکہ نے پاکستان کے عوام کو نشانہ بنانے کی کوشش کی تو پاکستانی فوج کا کردار کسی بھی طرح عراقی نیشنل آرمی اور ملی اردو (افغان آرمی) سے مختلف نہیں ہو گا البتہ مجاہدین' مسلمان عوام کی حفاظت کے لیے بالکل اُسی طرح میدان میں نظر آئیں گے' جس طرح افغانستان و عراق میں اللہ کی توفیق و مدد سے باطل کا سرِ غرور پیوندِ خاک کرنے کے لیے میدان میں نکلے تھے۔کیونکہ اللہ کے یہ بندے کسی طاغوت کے خوف و جبر سے رکنے اور تھمنے والے نہیں ہیں، انہوں نے تو سبق ہی یہ پڑھا ہے کہ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ [اور سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو]

[ال عمران ۱۳۹]

القاعدہ نائن الیون کے بعد

سلیم صافی

آج نائن الیون کے واقعہ کے آٹھ سال بعد القاعدہ اور اس کے زیر اثر عناصر امریکہ اوراس کے حلیفوں کے لیےاس سے کئی گنا زیادہ خطرناک بن گئے ہیں' جتنے وہ نائن الیون ۲۰۰۱ کے دن تھے۔

اسامہ بن لادن اوران کے ساتھیوں نے القاعدہ کو بڑے انوکھے انداز میں منظّم کیا۔وہ کوئی منظّم فوج نہیں لیکن بعض حوالوں سے منظّم فوج سے کئی گنا زیادہ موثر ہے۔یہ اصلاً ایک نظریاتی تنظیم ہے۔وہ امریکہ دشمنی کی بنیاد پرآخرت میں جنت کے حصول کا حوالہ دے کر نوجوانوں کوجان کی قربانی کے لیے تیارکرتی ہے۔اسی فلسفے اورسوچ کی بنیاد پرمختلف نوجوانوں کو مختلف قسم کے کاموں کے لیے تیارکیا جاتا ہےلیکن پھرانہیں منظّم فوج کی طرح کسی ایک جگہ نہیں رکھاجاتا بلکہ انہیں مختلف علاقوں میں پھیلا دیا جاتا ہے۔نائن الیون سےقبل القاعدہ نے اسی نوع کے ہزاروں نوجوانوں کوتربیت فراہم کی تھی لیکن پھر ان کی بڑی تعداد اپنے اپنے ممالک واپس جا چکی تھی۔جب امریکہ افغانستان پرحملہ آور ہورہا تھا تواس وقت دو ہزار کے لگ بھگ القاعدہ کے کارکن افغانستان میں موجود تھے۔تب تک چونکہ القاعدہ کی قیادت صرف افغانستان میں بیٹھی ہوئی تھی'اسی لیے دنیا بھر میں پھیلی ہوئی اپنی اس لاٹ کووہ زیادہ کام میں نہیں لاسکتی تھی لیکن طالبان کے خلاف امریکی حملے کے بعد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے القاعدہ کے یہ لوگ اپنے اپنے علاقوں میں متحرک ہو گئے۔امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے مفادات کے خلاف کچھ لوگ تو القاعدہ کی منظّم منصوبہ بندی کے تحت کارروائیاں کرنے لگےاور کچھ نے اپنے تئیں مقامی سطح پرکارروائیوں کا آغاز کردیا۔

نائن الیون کے بعدامریکی اقدامات کے نتیجے میں اسامہ بن لادن کے پیغام اور مشن سے دنیا بھر کے مسلمان واقف ہوگئے۔اس مشن کی مقبولیت بڑھ گئی ،پورے عالم اسلام اورعرب دنیا میں اُن کی تنظیم کے لیے ریکروٹینگ کرنے والوں کے آگے قطاریں لگ گئیں۔

نائن الیون تک اسامہ بن لادن کے پیغام اورمشن سے صرف اسلامی دنیا اور بالخصوص عرب دنیا کےمخصوص حلقے واقف تھےلیکن نائن الیون کے بعدامریکی اقدامات کے نتیجے میں اسامہ بن لادن کے پیغام اورمشن سے دنیا بھر کے مسلمان واقف ہوگئے۔اس مشن کی مقبولیت بڑھ گئی ،پورے عالم اسلام اورعرب دنیا میں اُن کی تنظیم کے لیے ریکروٹینگ کرنے والوں کے آگے قطاریں لگ گئیں۔نائن الیون تک اسامہ بن لادن اورالقاعدہ کے دیگر قائدین طالبان کے پسماندہ افغانستان میں بیٹھے ہوئے تھےاورمحدود مقامات پران کی محدود سرگرمیاں جاری تھیں لیکن امریکی حملے کے بعدالقاعدہ نے اپنی سرگرمیوں کا دائرہ عالمی سطح پر پھیلا دیا۔انٹر نیٹ کی ٹیکنالوجی اورمیڈیا کا اس نے نہایت خوبی کے ساتھ استعمال کیا۔مسلمان نوجوانوں یا پھر غیرمسلم عوام کووہ جو پیغام دینا چاہتے ہیں' وہ اپنے ایک آڈیو یا ویڈیو پیغام کے ذریعے کسی ایک ٹی وی چینل تک پہنچاتے ہیں اور یوں ان کی بات چندمنٹوں میں دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ جاتی ہے۔اسی طرح انٹرنیٹ کے ذریعے اورویڈیوسی ڈیز کے ذریعے بھی مسلمان نوجوانوں کواپنا ہمنوا بنانے کا'ان کا مشن نہایت منظّم انداز میں جاری ہے۔نائن الیون ۲۰۰۱ تک القاعدہ نے چند درجن عرب مجاہدین کوفدائی کارروائیوں کے لیے تیار کیا تھا لیکن اس کے بعد افغانستان،عراق اور گوانتاناموبے میں جو کچھ ہوااورجس طرح تمام صلیبی ممالک نے شعائر اسلام اور نبی دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنے خبث باطن کا اظہار کیا'اس کے ردعمل کےطور پر ہرقوم اور ہرنسل کےلوگوں میں نوجوان فدائی کارروائیوں کے لیے تیار ہونے لگے۔یہی وجہ ہے کہ آج القاعدہ کے پاس صرف عرب نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے ازبک،چیچن، پاکستانی،افغانی حتیٰ کہ یورپی وامریکی نوجون موجود ہیں جوفدائی کارروائیوں کے لیے تیار ہیں۔

نائن الیون کے بعد چونکہ طالبان بھی گوریلا جنگ میں مصروف ہوگئے اورالقاعدہ بھی،اس لیےان کے نہ صرف پہلے سے قائم مضبوط روابط میں مزید پختگی پیدا ہوئی بلکہ القاعدہ کی سوچ اور اس کی حکمت عملی بھی طالبان تک منتقل ہوگئی۔نائن الیون سےقبل افغانستان میں فدائی کارروائیوں کا کوئی رواج نہیں تھا۔سوویت یونین کے خلاف جہاد میں بھی افغانوں نے کبھی فدائی کارروائیاں نہیں کی تھیں لیکن گزشتہ چند سالوں میں یہ ٹیکنالوجی اس تیزی کے ساتھ طالبان تک منتقل ہوئی کہ آج ان کی مزاحمت کا موثر ترین اور سب سے زیادہ استعمال کیے جانے والاہتھیار یہی ہے۔

نائن الیون سےقبل القاعدہ کبھی کبھار امریکہ کے خلاف عرب دنیا یا پھرخودامریکہ کے اندر کارروائیاں کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی لیکن آج اس نے امریکہ کونہ صرف افغانستان میں وختہ ڈال رکھا ہے بلکہ وہ جب چاہے پاکستان اورسعودی عرب جیسے اتحادی ممالک کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔امریکہ القاعدہ کے خلاف کارروائی کی آڑ لے کرافغانستان آیا تھالیکن آج آٹھ سال بعدصورت حال یہ ہے کہ القاعدہ کے چندسو وابستگان جن میں خالد شیخ محمد،رمزی بن الشیبہ،ابوزبیدہ اورابوالفرج اللیبی جیسے چند چوٹی کےلوگ شامل ہیں گرفتار ہوچکے ہیں یا پھرمحمد عاطف اورابوخباب المصری جیسے چندقائدین شہید ہوئے ہیں۔لیکن اسامہ بن لادن اورایمن الظواہری سمیت القاعدہ کے بیشتر قائدین بحفاظت زندہ سلامت ہیں جبکہ دوسری طرف ان کے مجاہدین کی تعداد ہزاروں سے نکل کر لاکھوں تک جا پہنچی ہے اور اس کی سوچ اور فلسفے کو سپورٹ کرنے والے لاکھوں سے نکل کرکروڑوں بن گئے ہیں۔مجھے یقین ہے کہ اگرامریکہ اور اس کے اتحادی انہی پالیسیوں پر گامزن رہےتو چند سال میں القاعدہ کی قوت اس سے کئی گنا زیادہ بڑھ جائے گی۔

☆☆☆☆☆

سفید پرچموں کی دوبارہ آمد اور سیاہ پھریروں کی اٹھان

ڈاکٹر ولی محمد

13 جنوری 1842 کی سرد شام کو جلال آباد میں برطانوی قلعہ نما چھاؤنی کے پہرے پر مامور گشتی دستے کا لیفٹیننٹ ہیولاک بیزاری سے سوچ رہا تھا ''یہ افغان سرزمین تو ہمارے لیے عذاب بنتی جارہی ہے''۔ایک طرف شدید برفانی موسم کی ہولنا کی اور اس پر مستزاد افغانوں کی ناقابل شکست مزاحمت ۔انہی خیالوں میں گم دفعتاً اس کی نظر کابل سے آنے والی سنسان سڑک پر پڑی جہاں ایک خچر سوار نمودار ہو چکا تھا۔ہیولاک نے مستعد ہو کر اپنی بندوق سیدھی کر لی ۔غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ سوار برطانوی فوجی وردی پہنے ہوئے ہے، خچر سوار ڈگمگاتا ہوا فصیل کے قریب پہنچا، اپنی ٹوپی اتار کر بمشکل مخصوص فوجی سلام کہا اور پھر اُس کی گردن ڈھلک گئی۔ہیولاک نے کئی سپاہیوں کے ساتھ سہارا دے کر اُسے اتارا، اچانک ایک فوجی چلایا ''یہ تو ڈاکٹر برائیڈن ہے....!!! کابل چھاؤنی کا اسسٹنٹ سرجن''۔برائیڈن جواب بے ہوش ہو چکا تھا، خود بھی زخموں سے چور تھا اور اُس کا خچر بھی۔کئی گھنٹوں کے بعد ہوش میں آتے ہی برائیڈن کے منہ سے جو پہلا جملہ ادا ہوا' وہ یہ تھا ''سب مر چکے ہیں جنرل !صرف میں ہی زندہ بچا ہوں، اوہ میرے خدا! میں نے اپنی آنکھوں سے لاشیں گرتی دیکھی ہیں، ہزاروں لاشیں''۔

ڈاکٹر برائیڈن' جسے مورخین نے Sole Surviver کا خطاب دیا، برطانوی سپر پاور کے کابل چھاؤنی میں متعین 16,500 فوجیوں و دیگر عملے میں سے بچنے والا واحد شخص تھا' جسے افغان مسلمانوں نے نشانِ عبرت کے طور پر واپس بھیجا تھا۔تقریباً ڈیڑھ صدی کے بعد 14 فروری 1989 کی شام کم وبیش دس سال تک برطانیہ سے بڑھ کر ذلتیں اور ہزیمتیں سمیٹنے کے بعد سوویت یونین کی فوجوں کا آخری دستہ بھی سوویت یونین کی لاش کو دریائے آمو کے برفیلے پانیوں میں دریا برد کر کے افغانستان سے رخصت ہو رہا تھا۔اور پھر صرف 13 سال بعد 7 اکتوبر 2001 کی رات ایک اور 'سپر پاور' کی شامتِ اعمال اُسے اِس سرزمین میں کھینچ لائی اور آج صرف آٹھ سال کے بعد اس مردود سپر پاور کے سرخیل بھی ''سپر پاورز کے قبرستان'' افغان سرزمین سے فرار کے راستے تلاش کرنے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں۔

کوہِ ہندوکش، کوہِ سفید اور کوہِ سلیمان کے پہاڑی سلسلوں کے دامن میں پھیلا ہوا 7 لاکھ مربع کلومیٹر سے زائد رقبے پر مشتمل خطۂ خراسان نبی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خبری کے مطابق وہ سرزمین ہے' جہاں سے انصارِ حضرت مہدی کا لشکر بیت المقدس کی جانب اپنے سیاہ پرچم بلند کیے پیش قدمی کرے گا۔دریائے سندھ کے اس پار پاکستان کے سرحدی وقبائلی علاقے سے لے کر وسط ایشیا تک پھیلے اس خطے میں عہد حاضر کی صلیبی جنگ کا آٹھواں سال مکمل ہونے کو ہے۔آٹھ سال قبل اکتوبر 2001 میں نائن الیون کا زخم خوردہ امریکہ اژدھا پھنکارتا اور چیختا چنگھاڑتا ہوا نوخیز امارتِ اسلامیہ افغانستان پر پل پڑا اور اس صلیبی حملے میں امریکہ تنہا نہیں تھا بلکہ برطانیہ، جرمنی، فرانس، آسٹریلیا، کینیڈا، اٹلی اور سپین جیسے نمایاں صلیبی ممالک کے علاوہ البانیہ، آسٹریا، یونان، بلجیئم، بلغاریہ، ڈنمارک، فن لینڈ، آئر لینڈ، نیوزی لینڈ، ناروے، پولینڈ، پرتگال، رومانیہ، سنگاپور، سویڈن، یوکرائن کے ساتھ ساتھ کروشیا، چیک ری پبلک، اسٹونیا، ہنگری، آئس لینڈ، لٹویا، لکسمبرگ، نیدرلینڈ، سلواکیہ، سلووینیا اور مقدونیہ جیسے بے نام ونشان ممالک بھی اس کارِ ابلیس میں اُس کے ہمراہ تھے اور اب تو ترکی، اردن، آذر بائیجان، متحدہ عرب امارات جیسے مسلم آبادی والے ممالک بھی صلیبی لشکر کا حصہ ہیں۔جبکہ اس کے برعکس امارتِ اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین اور اُن کے مہمان عرب و دیگر مجاہدین کا ساتھ دینے والا' اللہ رب العزت کی ذات کے سوا کوئی بھی نہ تھا بلکہ الٹا پاکستان جیسا ہمسایہ اس نازک وقت میں پیٹھ میں چھُرا گھونپ رہا تھا۔اس قدر کسمپرسی اور بے سروسامانی کے عالم میں بھی اللہ کے ان شیروں نے دو ماہ تک تاریخ کی بدترین بم باریوں کا مقابلہ کیا اور دشمن کو اپنی سرزمین پر قدم جمانے کا موقع نہیں دیا لیکن جب ان بم باریوں کے نتیجے میں نہتے مسلمانوں بالخصوص عورتوں اور بچوں کی شہادتیں حد سے تجاوز کرنے لگیں تو امارتِ اسلامیہ کی قیادت نے شہروں سے انخلا کا فیصلہ کیا۔ایک محتاط اندازے کے مطابق 7 دسمبر 2001 کو قندھار سے طالبان کے انخلا تک صلیبی بم باریوں کے نتیجے میں 50 ہزار سے 70 ہزار تک شہری شہید ہو چکے تھے۔یوں جہاں سقوطِ خلافت کے 80 سال بعد قائم ہونے والی پہلی اسلامی حکومت اور عزیمت واستقامت کا ایک باب اختتام پذیر ہوا، اُس کے ساتھ ہی جرأت وشجاعت اور مزاحمت وجہاد کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

شہر خالی کر دینے کے باوجود مجاہدین ایک دن کے لیے بھی نہ تو خود چین سے بیٹھے اور نہ ہی دشمن کو سکون کا سانس لینے دیا۔2001 کے دوران ہی شاہی کوٹ اور تورابورا کے معرکوں میں صبر ووفا اور جرأت واستقامت کے پیکروں نے صلیبیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔معرکہ شاہی کوٹ میں کم وبیش 180 امریکی سپیشل فورسز کے کمانڈوز مردار ہوئے اور 5 ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے جبکہ تورا بورا کی لڑائی میں بھی 80 سے 100 تک امریکی کمانڈوز جہنم واصل کیے گئے۔

2002 میں جنگ کا دوسرا مرحلہ شروع ہوا، اس مرحلے میں مجاہدین کی توجہ زیادہ تر اپنی بکھری قوت مجتمع کرنے اور طویل اور بھرپور تیاری پر مرکوز رہی۔لیکن عسکری کارروائیاں اس دوران بھی جاری رہیں۔چنانچہ اپریل 2002 میں قندھار، کابل، ننگر ہار اور خوست میں اتحادی فوجوں پر کئی کامیاب حملے ہوئے۔تاہم تحریک کی زیادہ تر توجہ اسی پر مرکوز رہی کہ افغانستان میں غیر ملکی افواج کے خلاف ایک طویل، فیصلہ کن جنگ کی ہر ممکن تیاری مکمل کر لی جائے۔اس مرحلے کے اہم اہداف درج ذیل تھے۔

ا۔ مجاہدین کو افغانستان کے مختلف حصوں میں پھیلانا۔

۲۔ دشمن سے مقابلے کے لیے زیادہ سے زیادہ مقدار میں جدید اور کارآمد اسلحہ مہیا کرنا۔

۳۔ عوامی رابطے کو مضبوط کرنا۔اس مقصد کے لیے ''شب نامے'' کا طریقہ کار قابلِ ذکر

ہے۔''شب نامے'' وہ پیغامات تھے' جو طالبان قیادت کی جانب سے عوام کے نام جاری کیے جاتے تھے اور اُنہیں مجاہدین کی متوقع حکمت عملی کے حوالے سے آگاہی فراہم کی جاتی۔

۴۔ جنگی صلاحیت رکھنے والے افراد سے رابطہ اور اُن کا تعاون حاصل کرنا۔

اگرچہ اس مرحلے کے دوران طالبان نے حکمت عملی کے تحت میڈیا کو بہت کم استعمال کیا تاکہ دشمن اُن کی سرگرمیوں کے بارے میں آگاہی حاصل نہ کر سکے۔تاہم اگست 2002 میں امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کے ترجمان سید طیب آغا نے اپنے انٹرویو میں' جو عرب نشریاتی ادارے' مرکز الدرستہ والجوث الاسلامیہ'' نے نشر کیا' میں بتایا کہ

''امیر المومنین ملا محمد عمر بخیر و عافیت ہیں اور جنگی کارروائیوں کو منظم کرتے ہوئے معمول کے مطابق مجاہدین کی قیادت کر رہے ہیں۔دیگر تمام مجاہدین بھی بخیر و عافیت ہیں اور دشمن کے خلاف کارروائیاں مسلسل جاری ہیں۔تاہم اکثر واقعات کو کچھ وجوہات کی بنا پر میڈیا پر نہیں لایا جاتا''۔

2002 کے دوران صلیبی اتحادی افواج پر کم از کم 65 بڑے حملے ہوئے' جن میں سیکڑوں صلیبی اور مرتد افغان فوجی مردار ہوئے۔2003 میں مجاہدین نے از سر نو اپنی صف بندی کی اور جون 2003 میں امیر المومنین ملا محمد عمر نے دس رکنی شوریٰ کے قیام کا اعلان کیا۔اس کے ساتھ ہی افغانستان کو پانچ خطوں میں تقسیم کر کے ان کے لیے مجاہدین کے ذمہ داران کا تقرر بھی کیا گیا۔امیر المومنین کی قائم کردہ اس شوریٰ کے اعلان کے بعد اس کے کئی اجلاس بھی ہوئے جن میں سے ایک اجلاس 17 ستمبر 2003 کو منعقد ہونے کی خبر ملی۔اس اجلاس میں شوریٰ کے ارکان سمیت تقریباً 50 کمان دانوں نے شرکت کی۔دسمبر 2003 میں طالبان نے ایک اعلامیہ جاری کیا جس کے مطابق طالبان نے صوبہ زابل،صوبہ اورزگان اور صوبہ قندھار کے آدھے حصے پر قبضہ مستحکم کر لیا۔اسی سال مجاہدین نے کارروائیوں میں کئی گنا اضافہ کرتے ہوئے صلیبی و مرتد افواج پر 148 سے زاید بڑے حملے کیے۔جن میں سیکڑوں کی تعداد میں اتحادی و افغان فوجی مردار ہوئے۔اس سال کی اہم پیش رفت یہ تھی کہ مجاہدین نے صلیبی لشکروں اور اُن کے حواریوں پر فدائی حملوں کا آغاز کیا۔جون اور دسمبر میں ہونے والے دو فدائی حملوں میں کئی اتحادی و افغان فوجی مارے گئے۔

2004 کے آغاز ہی سے مجاہدین نے صلیبیوں کے خلاف کمین،بارودی سرنگوں وغیرہ جیسی کارروائیوں کے ساتھ فدائی حملوں کے ایک بھرپور منصوبے کا آغاز کیا۔چنانچہ 27 اور 28 جنوری کو کابل میں ہونے والے دو متواتر فدائی حملوں میں بیسیوں جرمن اور برطانوی فوجی مردار ہوئے۔جبکہ اس سے اگلے ہی روز غزنی میں امریکیوں کے اسلحہ ڈپو میں مجاہدین کے بوبی ٹریپ کے ذریعے کیے گئے دھماکے میں تقریباً 80 امریکی فوجی واصلِ جہنم ہو گئے۔اسی سال صلیبی اتحاد نے افغانوں کو جہاد کے راستے سے ہٹانے کے لیے انتخابات کا ڈھونگ رچایا اور اپنے گماشتے حامد کرزئی کی مدت ملازمت میں مزید پانچ سال کے لیے توسیع کر دی لیکن افغان عوام نے اس انتخابی ڈرامے کو یکسر مسترد کر دیا اور امیر المومنین کی ہدایت پر ان انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔

اسی دوران ڈیورنڈ لائن کے اُس پار سگِ امریکہ پرویز مشرف اور اُس کی فوج قبائلی علاقوں میں مجاہدین اور اُن کے انصار کا پیچھا کرنے اور اُن کو گرفتار کر کے امریکہ حوالے کرنے میں مصروف تھے۔2001 سے 2004 تک پاکستانی فوج نے امریکیوں کی سربراہی میں قبائلی علاقوں بالخصوص جنوبی و شمالی وزیرستان میں پے در پے بیسیوں آپریشن کیے۔صرف شمالی وزیرستان میں 2003 تک چھوٹے بڑے 17 آپریشن کیے گئے لیکن ان تمام آپریشنز کے نتیجے میں امریکی و پاکستانی فورسز کے ہاتھ اپنے سیکڑوں سورماؤں کی لاشوں اور بیسیوں معصوم شہریوں اور گنتی کے چند مجاہدین کی شہادتوں کے سوا کچھ نہیں آیا۔بالآخر اپریل 2004 میں پاکستانی فوج نے مجاہدین کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانے کے بعد کمانڈر نیک محمد شہیدؒ کے ساتھ ''شکئی معاہدہ'' پر دستخط کر دیے۔اگرچہ امریکی دباؤ پر چند دن بعد ہی پاکستانی حکومت اور فوج اس معاہدے سے مکر گئی اور اپنے فوجیوں کو پھر سے شیروں میں کچھاروں میں شکار ہونے کے لیے دھکیل دیا۔18 جون 2004 کو کمانڈر نیک محمد اور اُن کے کچھ ساتھی امریکی و پاکستانی مشترکہ میزائل حملہ میں شہید کر دیے گئے۔جس کے بعد قبائلی مجاہدین نے صلیبی اتحاد کے ہراول دستے پاکستانی فوج کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

2004 کے دوران افغانستان میں 200 سے زاید بڑے حملوں اور فدائی حملوں کے علاوہ چھوٹی بڑی دیگر کارروائیوں میں صلیبی فوجیوں کی ہلاکتیں ہزاروں میں پہنچ گئیں۔اتنے بڑے پیمانے پر فوجیوں کی ہلاکتوں نے امریکہ اور اس کے حواریوں کو حواس باختہ کر دیا۔چنانچہ صلیبیوں نے مجاہدین کے خلاف اگست 2005 میں وسیع پیمانے پر آپریشن شروع کیا لیکن نتیجہ ڈھاک کے وہی تین پات۔یعنی اتحادیوں اور اُن کے حواری افغان فوجیوں کی ہلاکتوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔مجاہدین نے اتحادی افواج کی جارحیت کا بھرپور جواب دیا اور گزشتہ تین سال کی تیاری کے نتائج اس سال ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔چنانچہ 27 فدائی اور بارودی سرنگوں وغیرہ کے 783 حملوں میں ہزاروں صلیبی فوجی اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئے۔کمین اور چھوٹے ہتھیاروں کے 1558 حملے اس کے علاوہ تھے۔

لشکرِ ابلیس جس ہلاکت خیز تباہی کو مزاحمت کا نقطۂ عروج سمجھ رہا تھا وہ تو صرف ابتدا تھی۔کیونکہ 2006 کا سال صلیبیوں کے لیے مزید بربادیوں کا پیامبر ثابت ہوا۔مجاہدین نے اس سال فدائی حملوں میں 400 فیصد،بارودی سرنگوں کے حملوں میں 200 فیصد اور دیگر کارروائیوں میں 300 فیصد اضافہ کرتے ہوئے اتحادی و افغان ملی فوج اور پولیس پر 139 فدائی، 1677 بارودی سرنگوں کی کاروائیاں اور 4542 دیگر عملیات کیں۔اگر ان تمام عملیات میں اوسطاً 1 صلیبی فوجی فی حملہ کی ہلاکت کا تخمینہ لگایا جائے تو صرف 2006 میں مردار ہونے والے صلیبی فوجیوں کی تعداد 6358 بنتی ہے۔

مئی 2006 میں ملا داد اللہ اخوند شہیدؒ نے اپنے بیان میں افغانستان کی صورت حال کو ان الفاظ میں بیان کیا:''گزشتہ سال کی نسبت اس سال کئی اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔گزشتہ سال تک ہمارے مجاہدین عملیات کرنے کے بعد پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوتے تھے لیکن اس سال کئی شہروں کے دروازے مجاہدین کے لیے کھل گئے اور وہاں مجاہدین کا کنٹرول ہے۔جہاں امارتِ اسلامیہ کے نمایندے نظم و نسق چلا رہے ہیں۔طالبان نے بیشتر مقامات پر ذمہ داروں کا تعین کر دیا ہے اور اکثر علاقوں میں تنازعات کا فیصلہ شریعت کی روشنی میں امارت اسلامیہ کی طرف سے مقرر کردہ قاضی صاحبان کرتے ہیں۔(جاری ہے)

آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے

اوریا مقبول جان

امریکہ کے چند اخبارات میں ابھی صرف معلومات کے سرے پکڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اندرون خانہ جو کچھ ہونے والا ہے اس کی اصل خبر نکالنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اسی بڑی خبر اور چھپے ہوئے رازوں سے پردہ اٹھانے میں صحافی سرگرداں ہیں اور ادھر ہمارے کاسہ لیسوں کی صفوں میں خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں۔ خبر اتنی ہے کہ عراق میں جو اسلحہ اور جنگی ساز وسامان امریکی فوج استعمال کر رہی تھی اگلے سال تک یعنی امریکی فوجوں کے انخلا تک سب کا سب پاکستان پہنچا دیا جائے گا۔ امریکی صحافی اس فیصلے کے مقاصد کی تلاش میں ہیں کہ اایسا وہاں کیا ہونے جا رہا ہے کہ بکتر بند گاڑیوں کی قطاروں اور ٹینکوں کے قافلوں کے قافلے جدید ترین اسلحوں سے لیس اور عالمی سیٹلائٹ نظام سے منسلک گلیوں، کوچوں اور مکانوں میں جنگ لڑنے والے متعدد آلات کیوں وہاں بھیجے جا رہے ہیں۔ مغربی میڈیا اس خبر کی اہمیت اور اس کے پیچھے چھپے عزائم کو جاننا چاہتا ہے۔ دوسری جانب ہمارا عالم یہ ہے کہ ہمارے دفاعی تجزیہ کار اچھل اچھل کر کہہ رہے ہیں اس سے پاکستان کی فوج مضبوط ہو گی اور ہماری ہندوستان پر بالادستی مستحکم ہو جائے گی۔ دوسری جانب وہ کہ جن کی خرید وفروخت کا بازار گرم ہے، جن کے علم وفن اور عقل ودانش کی قیمتیں لگانے سات سمندر پار سے لوگ آ چکے ہیں، ان کے نزدیک اگر یہ اسلحہ پاکستان آ گیا تو ہماری ''دہشت گردوں'' اور ''دقیانوس'' قسم کے لوگوں پر گرفت بہت مضبوط ہو جائے گی۔

بات یہ بھی درست ہے کہ امریکہ اگلے سال کے درمیان تک عراق سے واپس ہوا چاہتا ہے۔ یہ بات بھی سچ ہے کہ اس کا وہ اسلحہ جو عراق میں موجود ہے اور وہ ساز وسامان جس سے فلوجہ، بغداد، موصل، تکریت کے شہریوں پر ظلم وتشدد اور بربریت کی تاریخ رقم کی گئی' یہ خون آلود ساز وسامان پاکستان آ رہا ہے۔ جب یہ دونوں حقیقتیں ہیں تو پھر ''خوشی کا مقام'' تو ان لوگوں کی ضرورت ہے جو گزشتہ ساٹھ سال سے اپنے ہی نہتے عوام کو ''فتح'' کر کے سینے پر تمغے سجاتے آئے ہیں اور مبارکباد کا مقام ان عالمی استعمار کے پروردہ انسانی حقوق، عدل اور سماجی ومعاشی انصاف کے نعروں کے علمبردار دانش وروں کے لیے جن کی نظر میں امن اس وقت تک قائم ہی نہیں ہو سکتا، انسانی حقوق اس وقت تک پوری طرح ادا ہی نہیں کیے جا سکتے جب تک دنیا بھر کے میڈیا کو ان علاقوں سے نکال کر لوگوں پر زندگی اس قدر تنگ کر دی جائے کہ لاکھوں بے گھر ہو جائیں، ہزاروں زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور معذوروں کی تو گنتی بھی ضروری نہیں۔ ان خوشخبریوں کے بعد ذرا ایک نظر تو ملاحظہ کریں کہ عراق میں موجود ہتھیار کس قسم کے ہیں اور کس کام آتے ہیں۔

امریکی پینٹاگون نے عراق سے وہ تمام ہتھیار پاکستان منتقل کرنے کے لیے کانگریس کو لکھا ہے جو وہاں پر صدام حسین کی افواج کی شکست کے بعد ہر شہر میں اٹھنے والی بغاوت اور خانہ جنگی کا مقابلہ کرنے کے لیے وہاں بھیجے گئے تھے۔ یوں تو ان میں امریکی سپاہیوں کے لیے بنائی گئی خصوصی بکتر بند گاڑیاں، رات کو دیکھنے والے آلات، سیٹلائٹ کے ذریعے چھپے دشمنوں تک رسائی والے آلات اور ایسی بہت سی اشیا شامل ہیں جو گزشتہ دس سالوں میں امریکہ نے خاص طور پر شہروں کی لڑی جانے والی لڑائی کے لیے تیار کی ہیں۔ لیکن عوام پر استعمال کرنے کے لیے جو اسلحہ امریکی فوج کا محبوب اور مرغوب ہے وہ اس قدر خطرناک ہے کہ اس کو سوچ کر روح کانپ اٹھتی ہے۔

امریکی صحافی اور دانشور ولیم بیلم نے اپنی مشہور زمانہ کتاب Rougue State میں ایک باب ان امریکی ہتھیاروں کا باندھا ہے جس میں فہرستیں دی گئی ہیں، ان ہتھیاروں کی' ان ممالک کی جہاں یہ استعمال ہوئے اور ان اثرات کی جو وہاں کے عوام پر مرتب ہوئے۔ عراق میں ایسے تمام امریکی ہتھیار موجود ہیں اور استعمال ہو رہے ہیں۔ ان بموں اور میزائلوں کے علاوہ سب سے خطرناک Depleted Urinium ہے جسے وہاں کے شہریوں پر پہلی عراق جنگ سے اب تک استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت عراق میں ۱۵ لاکھ کے قریب کینسر کے مریض ہیں جو اپنی موت کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ دوسرا ہتھیار وہ کلسٹر بم ہیں، آپ حیران ہوں گے کہ پہلی عراق جنگ میں تقریباً ۳۰ ملین یا تین کروڑ کلسٹر بم گرائے گئے جن میں سے ایک کروڑ پچاس لاکھ پھٹ نہ سکے۔ ان بموں کے علاوہ عراق میں تقریباً ہر شہر اور ہر علاقے میں جہاں ذرا سی بھی مزاحمت ہوئی' کیمیائی ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال کیا گیا۔ امریکہ نے یہ استعمال پہلی بار ۱۹۴۰ میں بہاماز میں کیا تھا اور پھر اس کے بعد چین، کوریا، ویت نام، لاؤس، پانامہ، کیوبا اور دیگر ممالک میں اس کا استعمال جاری رکھا۔ عراق میں یہ سب ہتھیار موجود ہیں جو پاکستان آ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ عراق کے تقریباً ہر بڑے شہر میں عقوبت خانے قائم کیے گئے اور لوگوں کو اذیتیں دینے اور ٹارچر کرنے کے مختلف آلات نصب کیے گئے' ہو سکتا ہے یہ سب بھی ہمارا مقدر بن جائیں۔

یہ سب کہاں استعمال ہوں گے اور سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ کون استعمال کرے گا؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ہتھیار جو عراق میں استعمال ہو رہا ہے' وہ بارڈر پر لڑنے کے لیے نہیں ہے۔ یعنی یہ سب کے سب اگر فوج کے پاس آ بھی جائیں تو بھارت پر ایک فیصد کی بھی برتری حاصل نہیں ہو گی۔

> یہ سب کے سب اگر فوج کے پاس آ بھی جائیں تو بھارت پر ایک فیصد کی بھی برتری حاصل نہیں ہو گی۔ ہاں البتہ یہ سب ہتھیار اپنے شہروں میں سروں کو کچلنے، اٹھتی آوازوں کا گلا دبانے، بغاوتوں کو کچلنے اور اپنے شہروں کو خود فتح کرنے اور پھر ان پر فخر کے ساتھ اپنا جھنڈا نصب کرنے کے کام آ سکتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۳۴ پر)

فکری پکھی واس

مولانا کاشف علی

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی معاشرے کا اصل سرمایہ اس کے اہل دانش و فکر ہی ہوتے ہیں۔ یہی وہ رجال کار ہیں جو روشن کل کا لائحہ عمل ترتیب دیتے ہیں۔ سماج کے امراض کی بروقت اور درست تشخیص ان کی اہم ترین ذمہ داری ہوتی ہے۔ قوموں کے اندر قحط الرجال کی جب بھی بات کی جاتی ہے تو اس سے مراد ایسے ہی لوگوں کی کمی ہوتی ہے۔ افراد کے مجموعوں کو ایسے حضرات کی راہ نمائی میسر ہو تو وہ قوم بنتے ہیں بصورت دیگر مادی ترقی کی معراج کو پہنچنے کے باوجود ان کی حیثیت ایک ہجوم کی سی ہوتی ہے۔

ان راہ نمایان قوم کے مباحث کا عنوان اگر وہ موضوعات ہوں جن پر اس قوم کے روشن مستقبل کا انحصار ہوتا ہے اور جو اس کی بقا اور ہر دم جواں زندگی کا مدار ہوتے ہیں تو وہ قوم اقوام عالم کی قیادت کے منصب پر فائز ہوتی ہے۔ دوسری طرف یہی لوگ مفاد عاجلہ کے سیاق وسباق کے بارے میں غلطاں و پیچاں ہوں تو ذلت و رسوائی اس قوم کا مقدر بن جاتی ہے۔ یہ صورت احوال تب حقیقت کا روپ دھارتی ہے جب تجاہل عارفانہ اور جہالت مرکبہ دانش کا بہروپ دھارتی ہے۔ ایسے حضرات شکم پرستی میں مبتلا ہوتے ہیں خواہ اس کے لیے وہ کیسے ہی پرکشش عنوانات وضع کرلیں۔

ارض پاکستان، جس کو کسی نے بلد العجائب بھی کہا ہے، میں فکر و دانش کے متعلقین کی صورتحال قریب قریب جہالت مرکبہ یا پھر تجاہلِ عارفانہ ہی کی ہے۔ ان لوگوں کے نظریاتی جھکاؤ کسی اصول و ضابطے کے پابند نہیں ہوتے۔ یہ اس کہاوت کا مصداق ہیں کہ ''گنگا جائیں تو گنگا رام، جمنا جائیں تو جمنا داس''۔ تاریخ گواہ ہے کہ اقتدار جب بھٹو سے ضیاء کو منتقل ہوا تو ان میں سے بعض نے گانے چھوڑ کر نعتیں لکھنی شروع کردیں۔ آج بھی الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا (باقی مسائل علیحدہ تفصیل کا تقاضا کرتے ہیں) ان لوگوں کی کارگزاریاں یہی ہیں۔

کسی نے کہا تھا کہ ''۷۰ کی دہائی میں پاکستان میں مشکل سے کوئی صحافی امیر ہوتا تھا''۔ آج کی صورتحال ہمارے سامنے ہے۔

مختلف تہذیبوں کا تاریخی مطالعہ بتاتا ہے کہ یورپی علاقوں کے Gipcies ہوں یا برصغیر کے پکھی واس، یہ کسی مستقل رہایش اور ذریعہ روزگار کے مالک نہیں ہوتے، کبھی کبھار محنت مزدوری بھی کرلیتے ہیں، ''ضرورت'' پڑنے پر بھیک مانگتے ہیں اور بعض اوقات اپنی بدن بولی، نشست و برخاست اور انداز گفتگو کی مدد سے بھیک ملنے کے منتظر بھی رہتے ہیں۔ چل پھر کر رزق کی بسہولت دستیابی اور ذریعہ معاش کی فراوانی کے موافق پڑاؤ پر پڑاؤ ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی شہر اور گاؤں ان کا مستقل ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ اس قبیلے کے یہ اوصاف کوئی ایسی لازمی شے نہیں ہیں کہ ان میں تبدیلی ناممکن ہے۔ بلکہ صدیوں پر محیط ان کے تہذیبی سفر کی بدولت ان کا مزاج ہی اس نہج پر ڈھل چکا ہے کہ اگر ہم اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مزاج صرف انہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس کے وجود اور ظہور کے ''مقامات'' اور بھی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اپنی چکا چوند سے آنکھوں کو خیرہ کردینے والے آسمان ''فکر و دانش'' کے بعض ''ستاروں'' کی حقیقتاً اس پکھی واس قبیلے کے احوال و صفات اور مقاصد کے ساتھ مناسبت معلوم ہوجاتی ہے۔ مثلاً ذرائع ابلاغ سے وابستہ وہ حضرات کہ جن کو ایک ٹی وی چینل یا اخبار زیادہ معاوضہ دے تو وہ اگلا پڑاؤ وہاں ڈال لیتے ہیں اور پکھی واس اس جگہ پر گزرے وقت، تعلقات کی گرم جوشی، نظریاتی وابستگی اور ''قلمی جہاد'' کے لیے ''مورچہ'' بدلنے میں اتنا وقت بھی نہیں لگاتے جتنا میلا کپڑا بدلنے میں لگتا ہے۔

اپنے اس عمل کو وہ بچوں کی طرح ''پاؤں پاؤں'' چلنے سے تشبیہہ دیتے ہیں اور ''پیشہ وارانہ نمو'' کی بھاری بھرکم اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ان کے زاویہ فکر اور حالات کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لینے والی نگاہ کا زاویہ بھی بدل جاتا ہے اور ان کی Tone میں واضح اور بسا اوقات برعکس تبدیلی بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ آئندہ سطور میں چند ایک کے تذکرے پر اکتفا کیا جائے گا۔

ایک کالم نگار جو مرصع اور مقفع نثر نگاری میں شہرت رکھتے ہیں، ایک عرصہ تک امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ، ان کے ساتھیوں اور ان کے قائم کردہ نظام کے بارے میں رطب اللسان رہتے تھے (یہ علیحدہ بحث ہے کہ یہ صاحب امیر المومنین سے دوسری انتہا پر کھڑے، سلطانی جمہور کے دعویدار بعض لوگوں اور ان کے قائم کردہ نظام کے بارے میں بھی الفاظ کی ایسی ہی مینا کاری کرتے ہیں) جب حالات نے پلٹا کھایا تو انہوں نے ذرائع معاش سمیٹے اور اگلے پڑاؤ کی طرف رخت سفر باندھ لیا، پڑاؤ بھی ایسا جن کی دلچسپیوں اور مقاصد کی بنا پر وہ اِن کو لبرل فاشسٹ کہا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی مردِ درویش (امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ) کے دست و بازوؤں کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا ''سوات سے وزیرستان تک دہکنے والی ساری آگ کے دھانے بھارت سے نکلتے ہیں''۔

افلاطونی عقل کے حامل ایک تجزیہ نگار جو لمبے عرصے تک ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل سے وابستہ رہے، جب زیادہ معاوضہ کی پیش کش ہوئی تو معاصر ٹی وی کی طرف سدھار گئے۔ آپ حکومت وقت پر کڑی اور منطقی تنقید کرنے کے ضمن میں بڑی شہرت کے حامل تھے۔ جن دنوں حکومت پر تنقید اپنے عروج پر تھی اور گفت وشنید کے عوامی مقامات پر اکثر و بیشتر انہی کے تجزیوں، تبصروں اور آرا کی بدولت گرمیٔ محفل کا سامان ہوتا تھا، انہی ایام میں سرکاری ٹی وی چینل کے منتظم اعلیٰ (Managing Director) کا عہدہ سنبھال کر اپنی زبان پر تالا لگا لیا۔ ازاں بعد عوامی ردعمل سے متاثر ہوکر، یہ پڑاؤ چھوڑ کر پرانے علاقے میں واپس آگئے۔

اپنی ہر تحریر کی ابتداء ایک کہانی سے کرنے والے بزرجمہر جو بدلتے حالات میں حتمی رائے دینے سے قبل اونٹ کے کسی کروٹ بیٹھنے کا انتظار کرنے میں مشہور ہیں،

(بقیہ صفحہ ۳۴ پر)

اُن کی عید!!!

محمد اسماعیل ریحان

دھوم دھام کے ساتھ عیدالفطر کی مبارک گھڑیاں آن پہنچیں۔عیدالفطر کی صبح ایک بار پھر طلوع ہوچکی ہے۔آج سب مسلمان سج دھج کر عیدگاہوں کو جارہے ہیں۔ان میں وہ بھی ہیں جو گذشتہ رات کو لیلۃ الجائزہ (انعام کی رات) یقین کرکے اللہ کی بارگاہ میں جھولی پھیلاتے رہے اور وہ بھی ہیں جنہیں آج فجر کی نماز ادا کرنے کی بھی توفیق نہیں ہوئی۔سال میں صرف عید، بقرعید پر وضو کرنے والے بھی دکھائی دے رہے ہیں اور ایک روزہ بھی نہ رکھنے والے اس ہجوم میں خوب چمک رہے ہیں۔مسلمانوں کا یہ لشکر خراماں خراماں عیدگاہ پہنچا ہے۔آخر الذکر قسم کے لوگ دھکم پیل کرکے گردنیں پھلانگ پھلانگ کر اگلی صفوں میں یوں براجمان ہورہے ہیں کہ گویا یہ محفل انہی کے لیے آراستہ ہوئی ہے۔

نماز عید ادا کی گئی، خطبہ مسنونہ ہوا، لوگ دعا میں شریک ہوئے اور پھر عید کا جشن منانے گھروں کو دوڑے۔لیجیے! مٹھائیاں آرہی ہیں، شیر خرما اڑایا جارہا ہے۔مصافحے اور معانقے ہورہے ہیں، خفگیاں مٹائی جارہی ہیں۔ہرطرف مسرت ہی مسرت ہے مگر مسرت کے ان دل فریب مناظر سے پرے سمندر کی متلاطم موجوں سے ورے ایک اور دنیا بھی ہے۔کیا عید وہاں بھی منائی جارہی ہوگی۔ہاں! یہ دن تو سب ہی جگہ آیا ہوگا، مگر وہاں عید کیسی ہوگی، یہ کیسے معلوم ہو، کیونکہ وہاں تک تو کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ہاں تصور کا پنچھی سات سمندروں پر پرواز کرکے بحر ظلمات کے اس جزیرے میں جھانک سکتا ہے۔گوانتانا موبے.....!!! ہاں یہی تو نام ہے اس قید خانے کا' جو امریکہ نے ۲۰۰۲ کے اوائل میں اپنی عالمگیر جنگ کے قیدیوں کے لیے تیار کیا تھا۔

ہاں! یہ دن تو سب ہی جگہ آیا ہوگا، مگر وہاں عید کیسی ہوگی، یہ کیسے معلوم ہو، کیونکہ وہاں تک تو کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ہاں تصور کا پنچھی سات سمندروں پر پرواز کرکے بحر ظلمات کے اس جزیرے میں جھانک سکتا ہے۔گوانتانا موبے.....!!!

کیوبا کے اس چھوٹے سے جزیرے کے چاروں طرف گہرا سمندر ہے۔اس لیے یہاں سے کوئی قیدی فرار نہیں ہوسکتا۔پھر حفاظتی انتظامات اتنے سخت ہیں کہ اس پر دنیا کے جہنم کا گمان ہوتا ہے۔یہاں دنیا کا کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا۔یہاں کے قیدیوں کو وہ مراعات حاصل نہیں ہو سکتیں جو امریکی جیلوں میں محبوس قیدیوں کو کم ازکم قانونی کاغذات کے اندر حاصل ہیں کیونکہ یہ جیل خانہ امریکہ سے باہر ہے۔یہاں کیوبا کے اپنے قوانین بھی نافذ نہیں ہوسکتے' کیونکہ یہ زمین امریکہ نے جبراً اس سے پٹے پر حاصل کی ہوئی ہے۔

آہ! وہ دن جب یہ عقوبت خانہ آباد ہونا شروع ہوا تھا۔امریکہ نے دو ماہ کی مسلسل بمباری، پاکستانی فوج کی مکاری اور شمالی اتحاد کی غداری کے ذریعے طالبان حکومت گرانے میں کامیابی حاصل کی۔امریکی فورسز اور ان کے اتحادیوں نے ان دنوں ہزاروں افراد گرفتار کیے، جن میں سے منتخب قیدیوں کو اس جزیرے پر پہنچا دیا گیا۔کہا گیا کہ یہ القاعدہ اور طالبان کے بڑے بڑے کمانڈر ہیں۔یہ دنیا کی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔اس لیے ان کے لیے یہ قید خانہ ہی بہتر ہے۔

ان قیدیوں میں عرب نژاد سالم صقر بھی ہے، جو امریکی حملے کے وقت اپنی چھوٹی سی بچی اور بیوی کے ہمراہ قندھار میں تھا۔امریکی طیارے شہر پر مسلسل بمباری کررہے تھے، بعض دنوں میں ان کی بمباری سولہ سولہ گھنٹے جاری رہتی تھی۔سالم صقر اپنی بچی اور بیوی کی وجہ سے کہیں نہیں جا سکتا تھا۔ایک ٹھکانا تباہ ہونے پر وہ دوسری جگہ کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا۔سردی کا یہ عالم تھا کہ ہاتھ پاؤں شل ہوئے جاتے تھے، بچی بار بار چلاتی تھی "ابو سردی لگ رہی ہے"۔

بیوی کا بھوک، پیاس، اعصابی تناؤ اور بے آرامی سے برا حال تھا۔سالم صقر کے گھرانے کے علاوہ کچھ اور عرب خاندانوں کی خواتین اور بچے بھی اس بدحالی کا شکار تھے۔یہ وہ لوگ تھے جو اپنے ملکوں میں کروڑوں کی جائیدادوں کے مالک تھے، مگر اب صرف اسلام کی سربلندی کے لیے مہاجرین کے افغانستان میں آگئے تھے۔برسوں انہیں دنیا نے مجاہد کہا اور مانا، مگر اب امریکہ نے ان پر "دہشت گرد" کی مہر لگادی تھی۔

آخر ایک دن وہ آیا جب ان خاندانوں نے قندھار چھوڑ کر پاک افغان سرحد کا رخ کیا۔عرب خواتین نے روانگی سے قبل افغانستان کی مٹی اپنے دوپٹوں میں باندھ لی اور کہا: "یہ شہدا اور غازیوں کی سرزمین ہے، معلوم نہیں پھر اس کا دیدار نصیب ہوگا نہیں۔اس کی کچھ نشانی ساتھ رہے تو تسلی ملے گی"۔

اپنے انجام سے بے خبر یہ بے خانماں مسافر جب سرحد پر پہنچے تو انہیں حراست میں لے لیا گیا۔سالم صقر پر کوئی جرم ثابت نہیں تھا، پھر بھی امریکی فوج کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا۔سالم صقر کے دن اور رات گوانتانا موبے کے اندھیروں کی نذر تھے...

ان قیدیوں میں ملا عبدالسلام ضعیف بھی تو تھے۔ہاں! پاکستان میں طالبان حکومت کے سفیر..... پہاڑ کی طرح اٹل، خالص سونے کی طرح کھرے۔انہوں نے امریکہ کی پرکشش و پرفریب ترغیبات کو نظر انداز کرکے طالبان سے بے وفائی سے صاف انکار کردیا۔تب انہیں بھی ناکردہ جرائم کی پاداش میں گرفتار کرلیا گیا۔یہی گوانتانا موبے ان کا ٹھکانا بنا۔یہاں چار سال تک انہوں نے جو ناقابل برداشت اذیتیں برداشت کیں، انہیں جان کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔انسان سوچتا ہے کہ کیا خود کو تہذیب نو کا علمبردار کہنے والی قوم اس قدر درندہ صفت بھی ہوسکتی ہے!!!

گوانتانا مو کے قیدیوں کی صبح آزادی کب طلوع ہوگی؟ ساڑھے سات سال سے یہاں محبوس نیم جان قیدی کیا کوئی عید اپنے گھر والوں کے ساتھ بھی منا سکیں گے؟ ہم ان کی آزادی کے لیے کب کوئی موثر آواز اٹھائیں گے؟ اس عید پر ہمیں ان سوالات پر ضرور غور کرنا چاہیے اور کچھ نہ ہوسکے تو نماز عید کے اجتماع میں قبولیت دعا کی گھڑیوں میں ان بے کسوں کی جلد رہائی کی دعا ہی کردیں۔الٰہی! اپنے بے بس بندوں کی شب امتحان مزید طویل نہ کر۔انہیں سرخ روئی کے ساتھ آزادی عطا فرمادے اور دنیا میں خدائی کا دعویٰ کرنے والے فرعونوں کی گردنیں اپنے دست قہر میں دبا کر سرنگوں کردے۔آمین

قندوز پر قیامت ٹوٹ پڑی

رحیم اللہ یوسف زئی

امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں افغانستان میں نیٹو کی افواج کے مشن کی بابت ہونے والے بحث ومباحثہ درحقیقت اس بات کو چھپانے کی ایک کوشش ہے کہ افغانستان میں اب تک نیٹو کے کتنے فوجی سپاہیوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑے ہیں اور ان افواج کو کتنے سنگین نقصانات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔اسی کے ساتھ ساتھ یہ مطالبہ بھی زور پکڑتا جارہا ہے کہ افغانستان سے امریکی فوج کو واپس بلالیا جائے۔جو اس دلیل پر مبنی ہے کہ طالبان کے خلاف آٹھ سالہ جنگ کو کامیابی کا مژدہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا چنانچہ یہ جنگ کسی بھی صورت میں جیتنا ممکن نہیں۔لہٰذا وقت آگیا ہے کہ مزید امریکی فوجیوں کے جانی نقصانات اور پیسے کی تضیع کو (ایک ایسے وقت میں جبکہ امریکہ معاشی ابتری کا شکار ہے) روکنے کی غرض سے موجودہ امریکی افواج کو افغانستان سے نکال لیا جائے۔تاہم خودغرضی کے حامل اس مغربی مباحثہ میں ان افغان عوام کا قطعاً کوئی ذکر سرے سے موجود نہیں جو نیٹو افواج کی ان ظالمانہ اور جارحیہ سرگرمیوں کے نتیجے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے یا پھر بری طرح زخمی ہوچکے ہیں۔اس سے قبل بھی ہرات کے نزدیک عزیز آباد کے علاقے کے علاوہ ننگرہار، قندھار، ہلمند اور ارزگان کے صوبوں میں بھی اسی طرح کی وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں سیکڑوں ہزاروں عام باشندے شہید ہوچکے ہیں۔تاہم اتنی بڑی تعداد میں عام شہادتوں کے باوجود نہ تو نیٹو نے اپنی جنگی حکمت عملی میں کوئی تبدیلی کی نہ ہی اس عظیم جانی و مالی نقصانات کے لیے کسی کو جواب دہ اور ذمہ دار قرار دیا گیا۔مغربی ملٹری کمانڈر ہر نوعیت کا جنگی حربہ استعمال کرتے ہوئے معصوم اور بے گناہ افغان شہریوں کو ہلاک کرنے سے کبھی باز نہیں آئیں گے جیسا کہ انہوں نے اپنے فوجی سپاہیوں کی جان بچانے اور جنگ کا رخ موڑنے کی غرض سے قندوز میں کیا ہے!!!

وقت آگیا ہے کہ مزید امریکی فوجیوں کے جانی نقصانات اور پیسے کی تضیع کو (ایک ایسے وقت میں جبکہ امریکہ معاشی ابتری کا شکار ہے) روکنے کی غرض سے موجودہ امریکی افواج کو افغانستان سے نکال لیا جائے۔

گزشتہ برس جون کے مہینے میں جنرل اسٹینلے بک کرسٹل کو افغانستان میں امریکی اور نیٹو افواج کا کمانڈر مقرر کیا گیا تھا۔جس نے اپنی نئی جنگی اور فوجی حکمت عملی کا اعلان کیا تھا' جس کا اولین مقصد یہ تھا کہ بجائے جنگ جو باغیوں کا تعاقب کرنے کے وہ اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرے گا کہ افغان شہریوں کی جان و مال کو قطعاً کوئی گزند نہ پہنچے۔

نیٹو کی ملٹری اتھارٹیز کی جانب سے یہ دعوے بہت عام تھے کہ نئے جنرل کی آمد کے بعد سے افغانستان میں شہری ہلاکتوں کی تعداد میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے تاہم قندوز میں جو کچھ ہوا' وہ اس دعوے کی بجا طور پر نفی کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔اس دعوے کی خلاف ورزی کے نتیجے میں نیٹو افواج نے قندوز پر فضائی بم باری کرکے سینکڑوں شہریوں کو شہید کردیا ہے۔افغان عوام کو اب اس وعدے پر کوئی اعتبار نہیں رہا کہ غیرملکی افواج ان کی جانیں بچانے کی غرض سے وہاں آئی ہیں۔اس نوعیت کے واقعات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ افغان شہریوں کی جانیں بچانے کی بجائے مغربی افواج زیادہ سے زیادہ افغان شہریوں کو نہ صرف نشانہ بنارہی ہیں بلکہ ان کی جائیدادوں اور عمارات کو بھی تباہ وبرباد کررہی ہیں۔قابض افواج کا عمومی رویہ یہی ہوتا ہے اور وہ اپنی جان کو درپیش معمولی سے خطرے کو دیکھ کر بھی شہریوں کو ہلاک کرنے کے وحشیانہ عمل کو ذاتی دفاع اور خود حفاظتی سے تعبیر کرنا شروع کردیتے ہیں۔ہر ایسے واقعے کے بعد تحقیقات کا وعدہ کیا جاتا ہے اور اس قسم کے بیانات آنا شروع ہوجاتے ہیں کہ مغرب کے جمہوری ممالک میں' افغان شہریوں اور عام باشندوں کی ہلاکتوں کو تشویش کی نظر سے دیکھا جارہا ہے تاہم مغربی ممالک اور ان کے لیڈر اس حقیقت کو قطعاً فراموش کردیتے ہیں کہ ان کے جو فوجی مقبوضہ علاقوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں، مثال کے طور پر افغانستان اور عراق ہی کو لے لیجیے، وہاں وہ ملکی قوانین پر عمل درآمد کے پابند نہیں ہوتے۔چنانچہ ایسے مجرم فوجیوں کو جو ایک دور افتادہ اور مشکل جنگ لڑرہے ہیں (جو مغرب کے تحفظ کی غرض سے ضروری سمجھی جاتی ہے) اگر کسی بھی سزا کا مستوجب قرار دیا گیا تو اس کے نتیجے میں دوسرے فوجیوں کا مورال گرسکتا ہے لہٰذا ان کے خلاف' جنگی جرائم کی تعزیر کو مصلحتاً روا نہیں رکھا جاتا۔ان ممالک میں قائم کمزور حکومتیں جنہیں قابض افواج ہی نے تشکیل دیا ہوتا ہے اس قابل ہی نہیں ہوتیں کہ جنگی جرائم میں ملوث فوجی سپاہیوں کا کوئی احتساب کرسکیں۔قندوز پر ہونے والے حالیہ فضائی حملوں کے معاملے میں جرمنی سے تعلق رکھنے والے ملٹری کمانڈر نے ہوائی مدد کی درخواست کرتے ہوئے امریکی فضائیہ کے طیارے کو یہ حکم دیا تھا کہ ۵۰۰ پاؤنڈ (۲۲۵ کلوگرام) کے بم، ان دونوں آئل ٹینکرز میں سے ہر ایک پر گرادیے جائیں، جنہیں طالبان نے ہائی جیک کرلیا ہے۔جو دریائے قندوز کے کنارے پھیلی ہوئی کیچڑ کے اندر پھنس کر رہ گئے ہیں۔اس قسم کے حملوں کا حکم دینا بجائے خود نیٹو رولز کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

دوسری جانب جرمن ملٹری اتھارٹیز اپنے اس فیصلے کا دفاع کرتے ہوئے کہہ رہی ہیں کہ یہ آئل ٹینکر جنہیں طالبان نے ہائی جیک کرلیا تھا ممکنہ طور پر قندوز شہر میں واقع ان کے فوجی اڈے پر حملے کی غرض سے استعمال کیے جاسکتے ہیں جو یعقوبی گاؤں سے فقط چھ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جہاں ان مغوی ٹینکرز کو ہوائی حملوں کا نشانہ بنایا گیا تھا۔اس جواز سے ثابت ہوتا ہے کہ غیرملکی افواج فرسٹریشن کا اس قدر شکار ہیں کہ انہیں آئل ٹینکرز کو طالبان کے قبضے سے چھڑانے کے لیے صرف فضائی بم باری ہی واحد راستہ دکھائی دیا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس چیلنج سے نمٹنے میں کتنی بے بس ہوچکی تھیں کہ انہیں کیچڑ میں پھنسے ہوئے ان آئل ٹینکرز پر فضائی بم باری کرنا پڑی۔یہ غیرملکی افواج نہ صرف افغان عوام پر کسی قسم کا بھروسا اور اعتماد نہیں کرتیں بلکہ وہ اس حقیقت سے بھی آشنا ہیں کہ ان کی افغانستان میں موجودگی کو افغان شہریوں کی جانب سے اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔

طالبان کی مثالی اسلامی حکومت

شیخ ابومنذر الساعدی

[لیبیا کے معروف مجاہد عالم دین، شیخ ابومنذر الساعدی نے افغانستان میں وقت گزارنے کے بعد طالبان کے بارے میں جو احساسات رقم کیے وہ درج ذیل ہیں]

آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے مگر ہم وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اللہ کی قسم طالبان کے فراق سے ہم پرغموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ طالبان چلے گئے اوران کے ساتھ حلم اور محبت کا شہر لٹ گیا۔ وہ شہر جو کہ اس دور میں حقیقت کا روپ دھارے ہوئے تھا۔ اسلامی احکام کو زخمی افغانستان سے نوچ لیا گیا جن کی برکت سے پانچ سال تک امن وآشتی کا دور دورہ رہا۔ میں خود یورپ میں بھی رہا ہوں مگر مجھے ان دونوں میں بہت تناقص نظر آیا۔ جہاں چوری، دہشت گردی اور قتل وغارتگری عام ہے جبکہ کابل کی سڑکوں پر منی چینجر اپنی ٹوٹی ہوئی میزوں پر کرنسیاں سجائے بیٹھے رہتے تھے اور انہیں اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوتا تھا۔

حقیقتاً ہم نے پہلی مرتبہ ایک ایسی مملکت اپنی زندگی میں دیکھی جو ہماری آرزوؤں اور امنگوں کی ترجمان تھی۔ ہم اس کے سائے میں عزت اور امن وامان کے ساتھ رہ رہے تھے جہاں ہم اپنے والیوں اور امیر المؤمنین کی اطاعت کرتے اور طالبان کے ہم قدم امارتِ اسلامیہ کو مضبوط بنانے کی سعی کرتے تھے۔ یہ بلا جو ہمارے اوپر نازل ہوئی جس سے امارتِ اسلامیہ کا سورج غروب ہوگیا، سقوطِ اندلس سے بڑی محسوس ہوتی ہے۔ اس لیے کہ جب اندلس لُٹا تھا تو بہت سے دوسرے اسلامی خطے موجود تھے۔ عباسی حکومت اس وقت تک قائم تھی جبکہ طالبان زمانے کی یتیم اسلامی مملکت تھی اور دوسری طرف طالبان قیادت جیسے کہ ملا محمد عمر، ان مکر وفساد بازیوں سے پاک تھی جو اندلس کے فرمانرواؤں میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ اس لیے آج ہر وہ آنکھ جو اسلامی حکومت کا مطالبہ یا اسے قائم دیکھنے کی خواہشمند ہے، اسے رونا چاہیے اور ہر وہ شخص ندامت سے اپنی انگلیاں کاٹے جس نے طالبان سے جنگ کی اور پھر اس پر واضح ہوگیا کہ وہ صریح گمراہی میں تھا۔ اور جو ان کے مخالف صلیبی اتحاد میں شامل ہوئے انہیں اللہ کی لعنت کی بشارت ہے۔ اللہ نے ان کی گردنوں سے اسلام کا طوق اتار دیا مگر وہ جو توبہ کرلیں۔

میں بعض ایسے حالات سے گذرا جس سے میرا امارتِ اسلامیہ سے تعلق اور بھی مضبوط ہوگیا۔ جس امارت نے اس جدید دور میں ایسے مضبوط خطوط پر نظام چلایا جس سے پورے عالمِ اسلام کو تقویت ملی۔ جب میں نے دیکھا کہ دیندار اور متقی عالم جب حکومت کرتے ہیں تو کیسے؟۔ یہاں میں چند ایک چیدہ چیدہ مثالیں پیش کرتا ہوں۔

ایک بڑے مسئول (ذمہ دار) سے کچھ غیر ضروری تجاوز سرزد ہوگیا تو متاثرین اس کے دفتر میں آئے اور اس سے بہت درشت لہجہ میں مخاطب ہوئے اور میں وہاں پر موجود تھا۔ تو اس مسئول نے جواب دیا کہ میرے اور میری ذات کے بارے میں شکایت محکمہ عسکریہ کو جمع کراؤ اور میں ہر اس سزا کے لیے تیار ہوں جو قاضی مجھے سنائے گا۔ کیونکہ میں اس بات کے لیے تیار نہیں ہوں کہ قیامت کے دن اللہ کے دربار میں پیش ہوں اور میری گردن پہ ظلم کا بوجھ ہو۔ مگر مظلوم مدعی نے اسے معاف کردیا اور معذرت پر ہی اکتفا کرلیا۔ اور چند دن بعد اس وزیر کا نائب ان متاثرین کے گھر گیا تا کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائیں۔ ہمیں آج سارے عالمِ اسلام میں اس کا موازنہ کرنا چاہیے کیونکہ کسی چیز کی ضد سے اس کی اصلیت واضح ہو جاتی ہے۔

امارتِ اسلامیہ افغانستان میں محکمہ عسکریہ کے پاس بہت وسیع اختیارات تھے جس کی بنا پر بہت سے وزیروں اور مسئولین کو سزائیں دی گئیں۔ میں نے ذاتی طور پر ایسے کئی واقعات دیکھے کہ کسی کے ذاتی تعلقات اس کو اس محکمہ کی شرعی گرفت سے بچا نہیں سکتے تھے۔

میں ایک وزیر کی مجلس میں حاضر ہوا جس میں اسے بعض تحفے تحائف وصول ہوئے تو اس نے ان کو حاضرینِ مجلس میں تقسیم کرنا شروع کردیا۔ تو میں نے حاضرینِ مجلس سے ایک شخص کو مخاطب کر کے کہا کہ وزیر نے اپنے لیے کوئی چیز نہیں رکھی تو وزیر میری بات سمجھ گیا اور کہنے لگا کہ امیر المؤمنین نے ہمیں تحفے قبول کرنے سے منع کر رکھا ہے۔ اس لیے کہ وزراء اور امراء کے تحائف رشوت کے زمرہ میں آتے ہیں جو کہ حرام ہے۔

اللہ کی قسم طالبان کے فراق سے ہم پرغموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ طالبان چلے گئے اوران کے ساتھ حلم اور محبت کا شہر لٹ گیا۔ وہ شہر جو کہ اس دور میں حقیقت کا روپ دھارے ہوئے تھا۔ اسلامی احکام کو زخمی افغانستان سے نوچ لیا گیا جن کی برکت سے پانچ سال تک امن وآشتی کا دور دورہ رہا۔

مجھے شیخ ابواللیثؒ نے ملا محمد ربانیؒ کی وفات کے موقع پر اپنی امیر المؤمنین سے زیارت کا حال بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ کیسے امیر المؤمنین نے مسجد میں لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی اور پھر وہ مسجد سے نکلے اور زمین پر اپنی چادر بچھاتے ہوئے بیٹھ گئے اور لوگ ان کے پاس تعزیت کے لیے آتے تھے۔ اور مجھے ایک مجلس کا حال بیان کرتے ہوئے بتانے لگے کہ وہ معززین میں امیر المؤمنین کو نہ پہچان سکے اور جب انہیں بتایا گیا کہ یہ امیر المؤمنین ہیں تو کہنے لگے اللہ کی قسم مجھے ایسا لگا جیسے کوئی ٹیکسی ڈرائیور ہو۔

قندھار کے علاقے میوند کے کمان دان نے ایک مشتبہ آدمی کو گرفتار کیا اور جب وہ پیش ہوا تو اس نے اسے اپنی جیب کی تمام چیزیں نکالنے کو کہا، اس آدمی نے کچھ اوراق اور کچھ نقدی نکالی جس پر کمان دان نے نقدی علیحدہ کر کے اسے لوٹاتے ہوئے کہا کہ اپنا مال لے لو۔ پھر اس نے اوراق لیے اور آدمی کو ساتھ والے کمرے میں بٹھایا اور مجھے کہا کہ میں ذرا ان اوراق کو دیکھ لوں یہاں تک کہ جب اسے کوئی ثبوت نہ ملا تو اس نے فوراً اس آدمی کو رہا کر دیا تا کہ وہ اپنے گھر لوٹ جائے۔ وہ آدمی مجھ سے کہنے لگا کہ طالبان سے پہلے جب میں اپنے پاسپورٹ کے

ساتھ سفر کرتا تھا اُس وقت اگر میں اُن خانہ جنگی کرنے والے مجرموں کے ہاتھوں پکڑا جاتا جو اپنے آپ کو مجاہدین کہتے تھے تو میرا کیا حشر ہوتا!!!

یہ تمام اور اس جیسی کئی مثالیں بکھری پڑی ہیں جن کی یاد آتے ہی میرے آنسو بہہ جاتے ہیں۔ اس صلیبی فتنے پر جو اس امارت پہ وارد ہوا وہ امارت جس کے سائے میں میں نے سعادت کی زندگی بسر کی۔ اور یہ میں اس لیے کہتا ہوں کہ جب امارت گری اللہ جانے وہ کیسا وقت تھا۔۔؟ اس لیے کہ میں اس قوم سے محبت کرتا ہوں اور مجھے یہ بہت بڑا نقصان معلوم ہوتا ہے۔

بزبانِ شاعر:

أجد الملامة فی هواک لذیذة حبا لذکرک فلیلمنی اللوم

''تیری محبت مجھ پر کی جانے والی ملامت کو لذیذ بنا دیتی ہے، اس لیے اے ملامت تو بھی مجھے ملامت کرتا کہ محبوب کی یاد تازہ رہے''۔

اے پڑھنے والے تو مجھ پر میری معذرتوں اور صراحتوں پر ملامت نہ کر اور مجھے ان محبت بھرے لمحوں کی یاد تازہ کر لینے دے، اور میں اپنے دل کو ان دنوں کے لوٹ آنے کی تسلیاں دیتا ہوں اور یہ کام اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔ ہوسکتا ہے بہت جلد ہم طالبان یا ان سے بھی اچھے لوگ دیکھیں۔ آخر میں میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ سب اپنی انتھک کاوشوں کو جاری رکھیں تا کہ ہم اللہ کے دین کی نصرت دیکھ سکیں چاہے، امریکیوں، کافروں اور تمام منافقین کو برا لگے (ان شاءاللہ)۔ جہاد وقتال کا سفر جاری وساری رکھو۔ آج پھر سے صلیب وہلال کے معرکے بپا ہو چکے ہیں، میدان سج رہے ہیں، مجاہدین کے پاک خون سے اسلام کی کھیتیوں کو سیراب کرنے والی نہر آج فلوجہ سے فلسطین اور فلسطین سے کابل تک جاری ہے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے کل اگر ہلاکو کا ساتھ دینے والے اپنے ہی تھے تو آج بھی کچھ حکمران سب سے پہلے میری ذات کا نعرہ لگا کر آج کے ہلاکو کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اس لیے اے امت مسلمہ! فیصلہ کر لیجیے آپ نے کسی ہلاکو کا ساتھ دینا ہے؟ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں (طالبان اور القاعدہ) کا۔

بقیہ: آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے

ترجمہ: طلحۃ المہاجر

ہاں البتہ یہ سب ہتھیار اپنے شہروں میں سروں کو کچلنے، اٹھتی آوازوں کا گلا دبانے، بغاوتوں کو کچلنے اور اپنے شہروں کو خود فتح کرنے اور پھر ان پر فخر کے ساتھ اپنا جھنڈا نصب کرنے کے کام آ سکتے ہیں۔ یہ کام تو ہم گزشتہ ساٹھ سالوں سے خوش اسلوبی سے کر رہے ہیں لیکن عراق سے آنے والے ان ہتھیاروں کو استعمال کون کرے گا؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب میں جتنی دفعہ سوچتا ہوں، مجھے اسلام آباد میں ۱۸ ایکڑ پر پھیلی قلعہ نما امریکی ایمبیسی کی عمارت یاد آنے لگتی ہے۔

دنیا کی بدنام ترین اور متعصب ترین کرائے کے فوجیوں کی تنظیم بلیک واٹر جو اپنا نام بدل کر Xe کے طور پر کام کر رہی ہے، اس کے دندناتے ارکان یاد آنے لگتے ہیں۔ ہر علاقے میں خریدا یا کرائے پر لیا گیا گھر جس میں وہ تمام آلات نصب ہوں گے اور جن کے باہر عراق سے آنے والے امریکی ٹینک کھڑے ہوں گے۔ یہ سب سامان ابھی وہاں سے روانہ نہیں ہوا لیکن اس کو استعمال کرنے والے پہلے آ پہنچے ہیں۔ پاکستان کے شہروں میں کھلی ہوئی سیکورٹی ایجنسیوں سے سابقہ فوجیوں خصوصاً کمانڈوز کو بھرتی کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے، ایسے میر جعفروں کی ٹریننگ ہو رہی ہے۔ انگریز جب بنگال کی سرزمین پر اترا تھا تو نہتا تھا اور اس کے ساتھ چند سپاہی تھے لیکن ۱۷۵۷ میں جب اس نے پلاسی کے میدان میں سراج الدولہ کو شکست دی تو اس کے ساتھ یہاں کے مقامی باشندوں پر مشتمل لشکر تھا جسے یہ درس دیا گیا تھا کہ انگریز آئے گا تو علم آئے گا، خوشحالی آئے گی۔ یہ درس بکاؤ دانش ور دیتے تھے اور لڑنے والے بکاؤ جوان اپنے ہی شہر فتح کرتے تھے۔ اب بھی ویسے ہی دانش وروں، تجزیہ نگاروں کی گفتگو اور لوگوں کا جوق در جوق خریدے جانا، ایک اور پلاسی کا میدان سجنے والا ہے، ایک اور سرنگا پٹم کے قلعے میں ٹیپو کی موت کے خواب دیکھے جا رہے ہیں۔ میر جعفروں اور میر صادقوں کی قطاریں لمبی سے لمبی ہوتی جا رہی ہیں اور میرے دین کی عزت وناموس اور غیرت ومحبت کی حفاظت کی قسم کھانے والے گہری نیند سو رہے ہیں۔

بقیہ: فکری پکھی واس

☆☆☆☆☆

وہ بھی میڈیا کے سمندر میں دولت کا لاوا پھوٹنے کی بنا پر آنے والے سونامی کی شدت کو سہہ نہ سکے۔ چنانچہ ایک دوسرے جزیرے میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔

باریش چہرے کے حامل ایک صاحب جن کو اپنے عقل کل، معارف قرآنی کے عارف ہونے کے ساتھ ساتھ بحر تصوف کے غواص ہونے کا بھی زعم ہے۔ آپ نے جب خیمہ سمیٹ کر اگلے علاقے کی راہ لی اور مہاجرین، مجاہدین اور محافظین اسلام کے بارے میں غلیظ زبان استعمال کرنا شروع کی تو اخلاق حسنہ کو کامیابی کا نکتہ سمجھنے والے تصوف کے بارے میں بھی لوگوں کے ذہنوں میں ''شبہات'' پیدا ہو گئے۔

مذکورہ بالا چند مثالوں کے علاوہ ''اہل فکر و دانش'' حضرات کی کارگزاریوں کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو صورت حال انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ چنانچہ حقیقت صرف یہی نہیں کہ یہ حضرات اپنی ذمہ داریاں درست انداز میں نہیں نبھا رہے بلکہ کسی اور قوت کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ کسی نے کہا تھا کہ ''۷۰ کی دہائی میں پاکستان میں مشکل سے کوئی صحافی امیر ہوتا تھا''۔ آج کی صورتحال ہمارے سامنے ہے۔

مجاہدین اپنے سادہ سے ذرائع ابلاغ استعمال کرتے ہوئے امریکہ کے جھوٹ کا پردہ چاک کرنے اور اُس کے نقصانات کی اصل صورت حال دنیا تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، مگر امریکہ پھر بھی اپنے زیادہ تر نقصانات چھپانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ امریکہ بھی ان شاءاللہ افغانستان سے اسی طرح بھاگنے پر مجبور ہوگا جیسے روسی بھاگے تھے اور جس طرح سوویت اتحاد افغانستان سے نکلنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا، ایسا ہی انجام ان شاءاللہ امریکہ کا بھی ہوگا!!!

(شیخ ڈاکٹر ایمن الظواہری حفظہ اللہ)

آخری قسط

تب و تاب جاودانہ

ام مصعب شہید رحمہ اللہ

سترہ سالہ مصعب رحمہ اللہ' مجاہدین کی صفوں میں ایک ایسا جوہر تھا جس کی چمک ہر مجاہد محسوس کرتا تھا' چھوٹوں بڑوں سب کے لیے یہ قابل رشک ستارہ تھا۔دین کی محبت، کفر سے نفرت، طاغوت کی بیخ کنی کے لیے اضطراب اور شریعت کی تنفیذ کے لیے بے قراری' مصعب رحمہ اللہ کے ہر قول اور عمل سے چھلکتی تھی۔مصعب رحمہ اللہ کی خوش نصیب والدہ محترمہ نے اللہ کے مخلص بندے کی زندگی کی خوشبو مہکائی ہے۔آیئے! خوشبوؤں کے ان جھونکوں سے اپنے دل و دماغ معطر کریں۔

☆☆☆☆☆

میرا خورشید یہاں ڈوب کر دوسرے افق پر طلوع ہو گیا۔شہادتوں کی تابناکیاں اس امت کی تاریکیوں کا پردہ چاک کر کے رہیں گی لیکن..... خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا۔اس سحر کے لیے غزہ، عراق تا افغانستان نوجوان پروانہ وار نثار ہو رہے ہیں یہ ربك فكبر کی عملی تفسیر ہے۔اللہ کی کبریائی کو اس زمین پر قائم کرنے کے لیے وسعتِ افلاک میں اٹھنے والی یہ تکبیرِ مسلسل کفر کی نیندیں حرام کیے دے رہی ہے۔یہ کلمہ کی وہ قیمت ہے جو بہ رضا و رغبت اللہ کے وعدوں کو پا لینے کے لیے ادا کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے مصعب جیسے محبوب کی جدائی میں کتنی سکینت سے گھر کے ایک ایک فرد کو نوازا ایک وقت کا کھانا کسی نے نہ چھوڑا، نہ ہی ایک رات کی نیند کسی کی اڑی۔نہ کبھی لقمے حلق میں اٹکے۔ایک ہلکی سی کسک اگر کبھی اٹھی تو بس رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد نبيا کہنے کی دیر ہے کہ ایک تسکین کی مرہم ٹھنڈک کا احسان ہر بُنِ مو میں بھر گئی۔

صبر اور اس کی قسمیں اور ان کے ذائقے جدا جدا ہیں۔خونِ جگر دے کر اپنا اسماعیل پالو، جب وہ تمہارے روئیں روئیں، ہر بُن مو میں بس جائے تو اس محبت کو اس بڑی محبت کی چوکھٹ پر قربان کر دو۔دل و جگر سے خون رِس رِس کر اس صبر کی آبیاری کرتا ہے۔

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجیے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

نارِ جہنم سے پناہ کے لیے صبر کی یہ گھاٹی اللہ کی مدد سے عبور کرنا واللہ آسان تر ہے۔اللہ کے وعدے سچے ہیں۔رب سلم کہتے کہتے بے شمار ماؤں نے اپنے لعل و گہر ازل سے اس دین پر نچھاور کیے ہیں۔ایک ایک ماں اس امتحان سے گزرتی ہے تو کہیں صبح طلوع ہوتی ہے۔شمع بجھتی ہے تو پیانِ سحر بنتی ہے۔

جس نے اس پھل کا ذائقہ چکھا ہے اس سے پوچھیے تو حقیقت یہ ہے کہ 'شیطان فقر سے ڈراتا ہے اور اللہ اپنے فضل اور مغفرت کے وعدے کرتا ہے' اللہ کے تمام تر وعدے سچے ہیں۔ومن اصدق من الله قيلا...... ومن اصدق من الله حديثا۔اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت خاص سے مصعب جیسے محبوب کی جدائی میں کتنی سکینت سے گھر کے ایک ایک فرد کو نوازا ایک وقت کا کھانا کسی نے نہ چھوڑا، نہ ہی ایک رات کی نیند کسی کی اڑی۔نہ کبھی لقمے حلق میں اٹکے۔ایک ہلکی سی کسک اگر کبھی اٹھی تو بس رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد نبیا کہنے کی دیر ہے کہ ایک تسکین کی مرہم ٹھنڈک کا احسان ہر بُنِ مو میں بھر گئی۔

وہ دور جس میں سعادتیں اور شہادتیں جرم بن جائیں، دین غربت اور اجنبیت کے اس دور میں داخل ہو جائے کہ فرائض تک کی پہچان جاتی رہے، ایسے میں اللہ تعالیٰ بڑھ کر غربت اور اجنبیت کے ان لمحات میں گویا اپنے بندے کا کمزور دل اپنے ہاتھ میں تھام کر قوی کر دیتا ہے۔حبل الوريد سے قریب تر اور 'هو معكم' کا یقین دلانے والا انتہائی غم کا مداوا خود کرتا ہے۔ورنہ لوگوں کے ردعمل امت کی حالتِ زار کے بسا اوقات عکاس ہوتے ہیں۔ایک خاتون کہنے لگیں' میں تو سمجھتی تھی کہ یہ راستہ صرف پہاڑوں میں رہنے والے کم پڑھے لکھے لوگوں کا راستہ ہے۔میں تو کبھی سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ پڑھے لکھے خاندانوں سے بھی کوئی اس راستے کا راہی بن سکتا ہے! اب یہ سمجھانا بھی ضروری ٹھہرا کہ 'پڑھا لکھا' کون ہوتا ہے۔لارڈ میکالے کے نظام تعلیم سے پڑھا ہوا تو نرا ایک ڈھکوسلا ہی ہے۔اصل تعلیم سے بے بہرہ۔قرآن و حدیث سے ان پڑھ، نابلد۔ایک مصنوعی غیر حقیقی دنیا کا باسی۔آدھا تیتر آدھا بٹیر۔مصعب نے فرسٹ ایئر کا امتحان تو دے دیا تھا لیکن اصلاً وہ تیاری دینی تعلیم ہی کی کر رہا تھا۔عربی پر اتنی دسترس کر چکا تھا کہ بول سمجھ سکے اور ایک خوب صورت ترانہ بہترین عربی میں ماں کے لیے گا کر محفوظ کر گیا۔فر فر انگریزی پر دسترس رکھنے کے باوجود محتاط رہتا کہ غیر ضروری انگریزی کے الفاظ کہیں ادا نہ ہوں۔اگر ہماری زبان سے انگریزی پھسل جاتی تو وہیں روک ٹوک کر نقل اور چھیڑ خوانی کے لطیف پیرائے میں زچ کر دیتا۔دوستی دشمنی کا عقیدہ خوب راسخ ہو چکا تھا۔ایمان کے ساتھ نتھی عزت، سربلندی اور غیرت اس میں اتنے حسین اور خوب صورت رنگ لیے ہوئے تھی کہ آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔

مصعب کی شخصیت کے دو حصے تھے۔ایک شوخ کھلکھلاتا مصعب، دوسرا اللہ کے آگے زار و قطار گریہ زاری کرنے والا مصعب۔دوسرے پہلو کی خبر اس کے احباب نے دی۔امامت کرواتا تو آیات جہاد پڑھتا اور روتا۔مسجد میں دیر تک رکا رہتا اور اللہ سے تنہائی میں راز و نیاز کرتا۔بعض اوقات ایک خوشگوار حیرت مجھے گھیر لیتی ہے۔یا اللہ! اتنی چھوٹی سی عمر میں اس نے ساری منزلیں سر کر لیں۔تو نے اتنی جلدی اسے شرفِ قبولیت عطا کر دیا۔مبشرات میں اس کی قدر و منزلت کے بے شمار

خوابوں نے اس کے مقام کی یقین دہانی کروائی۔شہادت بھی بہترین خالص کفر کے مقابل۔ پھٹے کپڑوں،گردآلود بالوں کے ساتھ وہ حسین شہزادہ اللہ سے سودا کر گیا۔اللہ اکبر کبیرا والحمدللہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا وہ حسین جنت جو پہلے قرآن سے صفحوں پر انسیت کا سامان لیے ہوئے تھی،اب مانوس تر ہوگئی۔جگر کا ٹکڑا استقبال کرنے کو وہاں پہنچ گیا۔بس سانس رکتی ہے تو اس فکر وغم میں کہ ہم آخری لمحے تک ایمان کی حفاظت کرسکیں،اس کی قربانی کے شایانِ شان اعمال پیش کرسکیں ایک ہم کہ جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ کے لیے بھی حسرت اور خوف سے دھڑکتے دل لیے تمنا اور دعا کریں،ایک وہ کہ آخرت کے سارے سوالوں کے جوابوں کی فرفر تیاری کرکے جھٹ پٹ جا پہنچا۔جوانی کس کام میں گزاری،مال کہاں سے کمایا،کہاں خرچ کیا،دین کا علم کتنا حاصل کیا اور اس پر کتنا عمل کیا۔اب وہ ہیں اور شہدا کی تمام تر حیرت انگیز فضیلتیں ہیں۔

مثلاً: نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شہید کو پانچ ایسے اعزازات سے نوازا ہے جو مجھ سمیت کسی نبی کو بھی عطا نہیں ہوئے۔ایک تو یہ ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کی ارواح ملک الموت نے قبض کی ہیں اور میری روح بھی وہی قبض کرے گا،لیکن شہدا کی ارواح کو اللہ اپنی قدرت سے جیسے چاہے گا قبض فرمائے گا،ان کی ارواح کو ملک الموت کے سپرد نہیں کیا جائے گا۔دوسرا یہ کہ وصال کے بعد تمام انبیا علیہم السلام کو غسل دیا گیا اور مجھے بھی غسل دیا جائے گا،لیکن شہدا کو غسل نہیں دیا جائے گا اور ان کو دنیوی پانی کی کوئی حاجت بھی نہیں۔اور تیسرا یہ کہ تمام انبیا علیہم السلام کو کفن دیا گیا اور مجھے بھی کفن دیا جائے گا،لیکن شہدا کو کفن نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ اپنے کپڑوں ہی میں دفن ہوں گے۔چہارم یہ کہ جتنے انبیا کرام علیہم السلام کا انتقال ہو چکا،ان کو اموات کہا گیا،لیکن شہید کو مردہ نہیں کہا جاسکتا اور پنجم یہ کہ انبیا کو شفاعت کا حق قیامت کے دن ملے گا اور میں بھی قیامت کے دن شفاعت کروں گا لیکن شہید ہر دن شفاعت کریں گے ان افراد کے بارے میں جن کا انہیں اختیار دیا گیا ہوگا۔(تفسیر قرطبی)

اپنے ہاتھوں اپنی اولادوں کو دنیا کے عارضی مستقبل کی خاطر امریکہ یورپ کی گندگیوں میں کھو دینے والے ذرا ایک نظر دائمی مستقبل کے یہ حسین نظارے تو دیکھیں۔اس کے بعد کون عام موت مرنا چاہے گا کہ جس میں سکراتِ موت،قبر کی تنگی سے لے کر اگلے تمام مراحل کا خوف جان کا لاگو رہے۔

دوسری جانب یہ مامون گروہ ہے کہ جن کی شان نبی کریمﷺ نے یوں بیان فرمائی:

یہ خوش قسمت شہدا ہیں جو اپنی تلواریں لٹکا کر عرش کے گرد ٹہل رہے ہوں گے۔ فرشتے ان کو یاقوت کے اونٹوں پر محشر کی جانب لے چلیں گے،جن کی زین ریشم سے نرم ہوگی اور ان کا ایک قدم آدمی کی منتہائے نظر پر ہوگا۔وہ جنت کی سیر کریں گے اور کچھ دیر تفریح کے بعد وہ کہیں گے کہ ہمیں ہمارے رب کے پاس لے چلو تا کہ ہم دیکھیں کہ اللہ اپنی مخلوق میں کس طرح فیصلے کررہے ہیں اور اللہ رب العزت ان کو دیکھ کر مسکرائیں گے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دیکھ کر مسکراتے ہیں تو اس بندے سے کوئی حساب کتاب نہیں لیتے۔"(تفسیر ابن کثیر)

مصعب کی شہادت نے ہر ایک کو امتحان میں مبتلا کیا۔ایک سوال ہر ایک کے سامنے رکھا جس کا جواب باذن اللہ ہر ایک نے بساط بھر دیا۔بعض دنیادار عام انسانوں کے ایمان افروز ردعمل نے حیران کردیا اور بعض دین دار پڑھے لکھے مسلمانوں کے عقلی رویوں نے پریشان کردیا۔مثلاً 'ابھی وہ چھوٹا تھا،اسے بھیجنا درست نہ تھا'۔گویا اسے فیڈر چھڑوا کر گود سے اٹھا کر کوئی میدانِ جہاد میں رکھ آیا تھا۔ساڑھے سترہ سال کا یہ مجاہد کم وبیش محمد بن قاسم رحمہ اللہ کا ہم عمر تھا جس کے ایمان اور شجاعت کے صدقے یہ پورا خطہ اسلام سے روشناس ہوا۔جس کا نام برصغیر کی تاریخ میں جگمگاتا ہے۔

کتابوں میں نام اور کارنامے بہت خوبصورت اور ولولہ انگیز محسوس ہوتے ہیں،لیکن ان معرکوں کی تپش کو ہم اپنے صحنوں میں اترنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔حتیٰ کہ امت کے دین دار عنصر کا ایک بہت بڑا حصہ کفر کی جانب سے آفتوں اور بلاؤں کو مسلم دنیا پر ٹوٹتا دیکھ کر بھی اسے جہاد تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔جب کہ قرآن،حدیث،تاریخ کے اوراق کھول کھول کر سامنے رکھ رہے ہیں۔کم عمر بچے تو اس راز کو پا گئے (اس دور میں عشق،عقل پر غالب ہوتا ہے) لیکن اہل اسلام دم سادھے یوں بیٹھے ہیں کہ گویا:

'کیا اب وہ اس کے منتظر ہیں کہ اللہ بادلوں کا چتر لگائے،فرشتوں کے پرے ساتھ لیے خود سامنے آموجود ہو اور فیصلہ ہی کر ڈالا جائے؟'(البقرۃ:۲۱۰)

مصعب کی شہادت نے ہر ایک کو امتحان میں مبتلا کیا۔ایک سوال ہر ایک کے سامنے رکھا جس کا جواب باذن اللہ ہر ایک نے بساط بھر دیا۔بعض دنیادار عام انسانوں کے ایمان افروز ردعمل نے حیران کردیا اور بعض دین دار پڑھے لکھے مسلمانوں کے عقلی رویوں نے پریشان کردیا۔مثلاً 'ابھی وہ چھوٹا تھا،اسے بھیجنا درست نہ تھا'۔

نجانے کس نشانی کے ظہور کا انتظار ہے جو بے پردہ حقائق بھی نظر نہیں آرہے۔"بلکہ ان میں سے تو ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اس کے نام کھلے خط بھیجے جائیں۔ہرگز نہیں،اصل بات یہ ہے کہ یہ آخرت کا خوف نہیں رکھتے۔"(القیامۃ:۵۲،۵۳)دنیائے کفر تو یک جان و یک زبان ہے اور ہم سر پر کھڑے دشمن سے جان و مال بچالے جانے کی فکر میں ہیں،حالاں کہ جانتے ہیں کہ آخرت میں یہ سب سروسامان،بہت تھوڑا نکلے گا۔

مصعب جب حیاتِ دنیا میں تھا تو جہاد کے حوالے سے کج فہمی اور ژولیدہ فکری (confusion) اس سے برداشت نہ ہوتی تھی۔دنیا بھر کی بہترین کتابیں اس موضوع پر اکٹھی کر رکھی تھیں۔سنتا،پڑھتا،دیکھتا یہی کچھ تھا۔کبھی اسے کہتی بیٹا!تم تو براہ راست پانچویں منزل کی تعمیر میں جت گئے ہو،پہلی منزلوں پر بھی توجہ کرلیا کرو۔تو ارکانِ دین اور سیرت کی بنیادی کتب کا نام لے کر کہتا،مجھے پتہ ہے کہ آپ کو یہ کتابیں پڑھانے کی فکر ہے،پڑھ لی ہیں میں نے۔وہ براہ راست چوٹی سے مشاہدہ کر بیٹھا تھا۔جو علم الیقین اور چوٹی کے اس پار نظر آنے والی جنت کا عین الیقین وہ جھانک کر حاصل کرچکا تھا،اس کے بعد اس کی نگاہوں میں دنیا ہیچ تھی۔ بڑے بڑوں سے اس موضوع پر الجھ جاتا۔پورے اعتماد سے سوال و جواب ہوتے۔اس لیے اس کے آگے ہتھیار ڈالتے ہی بن پڑتی۔ایمان ویقین سے بھرپور لہجہ دوسرے کو بے بس کردیتا۔

کھانے پینے کا بے پناہ شوقین ہونے کے باوجود کبھی خاندان،گردوپیش کے عام بچوں کی طرح میکڈونلڈ اور کے ایف سی جھانک کر بھی نہ دیکھتا۔دوستوں سے بھی اس بات پر

جھگڑ پڑتا، ناراض ہو جاتا کہ دنیائے کفر تمہارے مردوزن کے تکے بوٹیاں اڑائے اور تم ان کے برگروں پر جان چھڑکو، ان کی جیبیں بھرو تاکہ ملٹی نیشنل کمپنیوں، اداروں سے لیس قوی تر معیشت ہم پر میزائل برسائے!

جانے سے پہلے اس نے بھوک پیاس کی مشق شروع کر رکھی تھی۔ نفلی روزوں کے علاوہ بھی اکثر ناشتہ، کھانا گول کر جاتا۔ 'دیر ہو رہی ہے آ کر کھالوں گا' کا غچہ دے جاتا۔ یہ تو بعد میں سمجھ آئی کہ میدانِ کارزار کی سختیوں کے لیے خود کو تیار کر رہا تھا۔ پسندیدہ ترین چیز لا کر رکھتا، نکل جاتا، کھانے کی نوبت ہی نہ آتی۔ یوں بھی جب سے بڑا ہوا تھا، نائن الیون کے بعد غموں کے ہاتھوں کھانے پینے کے اہتمام سکڑ چکے تھے۔ بڑے بچے جب چھوٹے تھے تو ان کی فرمائشیں پوری ہو ہی جاتی تھیں اور مصعب کبھی کبھار شکوہ بھی کرتا کہ روٹین سے ہٹ کر بھی کچھ بنالیا کریں۔ اس کی یہ باتیں یاد کر کے ایک دن یہی کہا کہ مجھے تو لگتا ہے کہ مصعب کھانے پینے کے شوق پورے کرنے آگے چل دیا ہے۔ دنیا میں اس نے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ پیزے، برگر، باربی کیو بیچ کر جنت کی دائمی نعمتوں کا سودا چکا لیا۔ یہی سودے والی آیات اس کی وہ واحد تلاوت تھی جو تلاشِ بسیار کے بعد میسر آئی۔ نہایت خوب صورت قرأت کرنے والے بیٹے کی گھر میں کوئی بھی ریکارڈنگ موجود نہ تھی، جو ملی وہ ہمارے اور تمام پیچھے رہ جانے والوں کے لیے اس کا ابدی، سرمدی پیغام تھا جو وہ دے گیا۔ جس کے حرف حرف پر اس نے عمل پیرا ہو کر دکھا دیا۔

دنیا میں پلاٹ نکلنے پر تو خوشی منائی جاسکتی ہے، آخرت کا پلاٹ نکلنے پر منہ بسورا جاتا ہے۔ تاہم ایسا نہیں ہے کہ یہ جدائی آسان ہے۔ یقیناً ایک ہلکی سی کسک کہیں سر اٹھاتی ہے۔ اللہ کے وعدوں پر یقین اسے آسان کر دیتا ہے ورنہ یوں اچانک چھوڑ کر چلے جانا اگر ہلکا پھلکا ہوتا تو اجر اتنے نہ ہوتے۔

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے اور مارتے اور مرتے ہیں۔ ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمہ ایک پختہ وعدہ ہے، توراۃ اور انجیل اور قرآن میں۔ اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ سے چکا لیا ہے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔'' (التوبۃ:۱۱۱)

اللہ کی راہ میں لڑنے، مرنے، مارنے کا سودا چکانے پر ملنے والی جنت کے وعدے کی طرف آج کا مسلمان مائل ہونے کو راضی نہیں' جو یہ سودا چکا لے اس سوداگری کو چھپانا ہوتا ہے کہ آج کی دنیا میں گھاٹے اور خسارے کے تمام سودے علی الاعلان اور خوش خبری والے سودے چھپ چھپ کر کیے جاتے ہیں۔ حقیر دنیا کے (عارضی) نفع بخش سودوں پر مٹھائیاں تقسیم ہوتی ہیں۔ اس اخروی سودے پر جب اس کے بھائی نے لوگوں کو مٹھائی کھلانے کی بات کی تو لوگوں کی خشمگین نگاہوں کے خوف سے ہاتھ روکنا پڑا۔ لوگ تو آتے ہی گلے لگ کر رونے لگ جاتے تھے۔ انہیں پیار محبت سے اٹھا کر ''آدابِ دلاسۂ شہادت'' سکھانے کی ضرورت ہوتی۔ شہادت پر قبولیت کی دعا اور مبارک باد دی جاتی ہے، اس کا ادراک نہیں پایا جاتا۔ ایسے میں اگر مٹھائی تقسیم کی جاتی تو نجانے کن القابات سے نوازے جاتے۔ دنیا میں پلاٹ نکلنے پر تو خوشی منائی جاسکتی ہے، آخرت کا پلاٹ نکلنے پر منہ بسورا جاتا ہے۔ تاہم ایسا نہیں ہے کہ یہ جدائی آسان ہے۔ یقیناً ایک ہلکی سی کسک کہیں سر اٹھاتی ہے۔ اللہ کے وعدوں پر یقین اسے آسان کر دیتا ہے ورنہ یوں اچانک چھوڑ کر چلے جانا اگر ہلکا پھلکا ہوتا تو اجر اتنے نہ ہوتے۔

مصعب کے ایک بڑے دینی بھائی نے اسے خواب میں یوں دیکھا کہ اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے، جن سے بے تحاشا روشنی پھوٹ رہی تھی اور اس کا چہرہ بھی اتنا چمک رہا تھا کہ نظر بھر کر دیکھا نہیں جا رہا تھا۔ بھائی نے پوچھا: ''مصعب کیا معاملہ ہوا؟ تمہارے ساتھ کیا بنا؟'' تو اس نے کہا ''بس یوں سمجھیں کہ ہر فکر اور پریشانی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی، تفصیل چھوڑیں بس یہ سمجھ لیں کہ ہمیشہ کے لیے عیش ہیں۔ پھر جب اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ مقام کیسے ملا؟ تو کہنے لگا کہ میں اپنی زبان کو مسلمانوں کے بارے میں منفی بات سے روکتا تھا اور اپنے دل میں بھی ان کے لیے کوئی برا جذبہ نہیں رکھتا تھا، نہ برائی سے تذکرہ کرتا تھا۔ پھر اس نے مجاہدین کو نصیحت کی کہ دینی جماعتوں کے عام افراد سے اور عام مسلمانوں سے نرمی اور محبت سے بات کریں۔ ان کے بارے میں زبان نرم رکھیں۔'' گلے مل کر دونوں علیحدہ ہو گئے، بھائی کا کہنا تھا کہ وہ بے حد بارعب لگ رہا تھا۔ اگرچہ جوان تھا، بے انتہا خوبصورت لیکن شخصیت میں بزرگانہ رعب تھا۔ جاگنے کے بعد بھی گلے ملنے اور اسے پیار دینے کا منظر محسوسات میں ترو تازہ تھا۔

مصعب کا اہلِ ایمان، اہلِ جہاد کے لیے یہ پیغام مسلمانوں کی اس وقت کی عین ضرورت اور ان دعاؤں کا بھی مظہر ہے جو قنوتِ نازلہ کی شکل میں ہم اہلِ ایمان کے لیے مانگتے ہیں۔ خیر خواہی، باہم محبت، اللہ کی راہ میں صف بستہ..... کانھم بنیان مرصوص....!!

دوڈھائی مہینے مصعب کی شہادت کو بیت چکے تھے، سب کی بے شمار دعاؤں محبتوں اور اللہ تعالیٰ کے بے پایاں رحمتوں کے خزانوں نے حیرت انگیز طور پر بے قرار ہونے سے بچا رکھا تھا کہ ایسے میں ایک مضمون نظر سے گزرا۔ ضرورتاً پڑھتے پڑھتے اس مضمون کے آخری حصے تک نظر پہنچی۔ فاضل مضمون نگار نے اپنی اہلیہ کی موت پر درد میں ڈوب کر یہ شعر رقم کر رکھا تھا۔

حیف درِ چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شد

دردوغم میں ڈوبا وقتِ رخصت لکھا گیا یہ شعر دل کے تار چھیڑ گیا۔ ضبط کا بندھن پہلی مرتبہ (اور ان شاءاللہ آخری مرتبہ) یوں ٹوٹا کہ ہچکی، سسکی تو نہیں لیکن آنسو بہہ کر چہرہ بھگو گئے۔ میں نے سوچا پچاس سالہ رفاقت چھوٹنے پر کہتے ہو، چشمِ زدن.... اور یہ کہ روئے گل سیر نہ دیدم! اس روئے گل کا حال تو مجھ سے پوچھو جس کی خوشبو جی بھر کر سونگھنے کی میرے پاس فرصت اور مہلت بھی نہ تھی اور جس کے لیے 'چشمِ زدن' کا دور دور خیال بھی نہ گزرا تھا۔ لیکن بڑا فرق ہے اس میٹھے درد میں جو روئے گل کو لے کر ''بوئے خونِ شہید'' مجھے دے گیا (حیف کا لفظ یہاں غلط ہے) ہر آنے والے کی فرمائش پوری کرنے کے لیے وہ چھوٹا کپڑے کا خون آلود ٹکڑا پلاسٹک کے لفافے میں لپٹا ہوا جب اٹھاتی ہوں تو بے اختیار ''سبحان اللہ و بحمدہ'' زبان سے نکلتا ہے کہ میرے لعل کی خوشبو آج بھی اتنی ہی ترو تازہ ہے، جتنی وقتِ شہادت تھی۔ ذلک ھو الفوز العظیم۔

خراسان کے گرم محاذوں سے

مرتب: عمر فاروق

یہ تمام اعداد وشمار امارت اسلامیہ افغانستان کے مقرر کردہ ترجمان برائے جنوبی وشمالی افغانستان، قاری یوسف احمدی اور ذبیح اللہ مجاہد کی طرف سے جاری کردہ ہوتے ہیں۔ جن کو امارت اسلامیہ افغانستان کے طالبان مجاہدین کے عربی ترجمان 'الصمود' کی ویب سائٹ www.alsomod.org پر بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

صوبہ	مقام	کارروائی کی نوعیت	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
		21 اگست 2009ء		
کابل	ازبین	فرانسیسی کانوائے پر کمین	3 فرانسیسی ٹینک تباہ	11 فرانسیسی فوجی ہلاک
قندوز	چنار	پولیس کانوائے پر حملہ	2 فوجی گاڑیاں تباہ	20 پولیس اہلکار ہلاک
مزار شریف	۔	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	الیکشن کے سامان سے لدی 2 گاڑیاں تباہ	---
فراح	دلازام	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر میزائل حملہ	---	---
لوگر	برکی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	5 امریکی فوجی ہلاک
		25 اگست 2009ء		
وردگ	چک	امریکی کانوائے پر کمین	2 امریکی ٹینک تباہ	9 امریکی فوجی ہلاک
وردگ	چک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 افغان فوجی گاڑی تباہ	5 افغانی فوجی ہلاک
وردگ	سید آباد	سپلائی کانوائے پر کمین	4 آئل ٹینکر، 2 سرف گاڑیاں تباہ	10 گارڈ ہلاک
قندوز	۔	پولیس چیک پوسٹ پر حملہ	چیک پوسٹ پر قبضہ	3 پولیس اہل کار ہلاک
ننگرہار	خوجیانو	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 رینجر پک اپ تباہ	4 افغانی فوجی ہلاک
ننگرہار	سپین غر	افغان فوجی کانوائے پر کمین	1 رینجر پک اپ تباہ	5 افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	2 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	لشکر گاہ	2 ریموٹ کنٹرول بم حملے	2 رینجرز پک اپ تباہ	8 افغان فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	5 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نوا	برطانوی کانوائے پر کمین	---	5 برطانوی فوجی ہلاک
ہلمند	گرشک	افغان فوجی کانوائے پر کمین	2 رینجر پک اپ تباہ	11 افغانی فوجی ہلاک
تخار	حضرت سلطان	پولیس چیک پوسٹ پر حملہ	چیک پوسٹ تباہ	6 پولیس اہل کار ہلاک
غزنی	قرہ باغ	افغان فوجی کانوائے پر کمین	2 رینجر پک اپ تباہ	5 افغانی فوجی ہلاک
غزنی	انڈار	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 فوجی گاڑی تباہ	4 افغانی فوجی ہلاک
کنڑ	اسمار	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر میزائل حملہ	---	---
فراح	فراح شہر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	5 امریکی فوجی ہلاک
قندھار	۔	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 کینیڈین ٹینک تباہ	5 کینیڈین فوجی ہلاک
قندھار	بولدک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 کینیڈین ٹینک تباہ	5 کینیڈین فوجی ہلاک
قندھار	قندھار شہر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	9 پولیس اہل کار ہلاک
پکتیا	زرمت	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 رینجر پک اپ تباہ	7 پولیس اہل کار ہلاک
پکتیا	زرمت	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 رینجر پک اپ تباہ	14 پولیس اہلکار ہلاک
کابل	سروبی	سپلائی کانوائے پر حملہ	1 آئل ٹینکر، 1 پک اپ تباہ	4 گارڈ ہلاک
لوگر	میدان	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	5 امریکی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی نوعیت	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
لوگر	چرخ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
پکتیکا	-	افغان فوجی کانوائے پر کمین	3فوجی گاڑیاں تباہ	16افغانی فوجی ہلاک
بغلان	مغلان	افغان فوجی کانوائے پر کمین	---	16 کمانڈوز،6فوجی ہلاک
بغلان	مغلان	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	1فوجی کمانڈر ہلاک
کپیسا	-	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فرانسیسی ٹینک تباہ	5فرانسیسی فوجی ہلاک
27اگست 2009ء				
فاریاب	سرچکن	قبائلی کمانڈر پر حملہ	---	کمانڈر 3 گارڈز سمیت ہلاک
غزنی	-	3 مختلف مقامات پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	3اتحادی ٹینک تباہ	13 صلیبی فوجی ہلاک
غزنی	دستپدان	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر حملہ	---	4 پولیس اہل کار ہلاک
لوگر	پولی عالم	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
پکتیکا	سرحوضہ	امریکی وافغان فوجی کانوائے پر کمین	---	7امریکی،18افغان فوجی ہلاک
ہلمند	خانشین	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	4امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	دیولاک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2امریکی ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	زیارت	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
کابل	سید	سپلائی کانوائے پر حملہ	2 سپلائی گاڑیاں تباہ	ڈرائیور گرفتار
گردیز	-	پولیس چیک پوسٹ پر حملہ	---	4 پولیس اہل کار ہلاک
کپیسا	تگاب	مجاہدین اور امریکی فوجیوں میں جھڑپ	---	---
قندھار	خاکریز	ڈسٹرکٹ گورنر کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	ڈسٹرکٹ گورنر، پولیس چیف اور 4 پولیس اہلکار ہلاک
28اگست 2009ء				
وردگ	سیدآباد	امریکی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	20امریکی فوجی ہلاک
وردگ	مدن شہر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	4افغان فوجی ہلاک
لوگر	پولی عالم	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
نورستان	کمدیش	افغان فوجی کیمپ پر حملہ	---	4افغان فوجی ہلاک، 3 گرفتار
نورستان	برگ مٹال	امریکی وافغان فوجی مرکز پر حملہ	---	15امریکی فوجی ہلاک
غزنی	-	انٹیلی جنس آفیسر پر حملہ	---	انٹیلی جنس آفیسر ہلاک
ننگرہار	چھپری ہار	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	7 پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	مرجہ	امریکی فوج پر حملہ	2امریکی ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	خانشین	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2اتحادی ٹینک تباہ	10اتحادی فوجی ہلاک
30اگست 2009ء				
زابل	-	نیٹو کانوائے پر شہیدی حملہ	---	7 نیٹو فوجی،2افغان فوجی ہلاک
کنڑ	اسمار	امریکی کانوائے پر کمین	7ٹینک تباہ	15امریکی فوجی ہلاک
کنڑ	اسمار	سپلائی کانوائے پر کمین	10 سپلائی ٹینکر تباہ	ڈرائیور گرفتار
پکتیا	شیوک	امریکی کانوائے پر کمین	4امریکی ٹینک	19امریکی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی نوعیت	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
پکتیا	ٹنڈان	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 رینجر پک اپ تباہ	4 افغان فوجی ہلاک
ہلمند	گرشک	امریکی کانوائے پر کمین	---	4 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نہر سراج	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	4 امریکی فوجی ہلاک
کپیسا	نجراب	افغان فوجی کانوائے پر کمین	2 ٹینک تباہ	4 افغان فوجی ہلاک
ارزگان	جوزہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 فوجی گاڑی تباہ	5 افغان فوجی ہلاک
نورستان	برگ مٹال	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر حملہ	---	3 امریکی فوجی ہلاک
		31 اگست 2009ء		
خوست	لکھنؤ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 نیٹو ٹینک تباہ	6 نیٹو فوجی ہلاک
ننگرہار	-	چیک پوسٹ پر حملہ	چیک پوسٹ تباہ	---
زابل	-	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 سرف گاڑی تباہ	4 افغان فوجی ہلاک
قندھار	-	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	12 اتحادی فوجی ہلاک
قندھار	-	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	7 امریکی فوجی ہلاک
قندھار	پنجوائی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 فوجی گاڑی تباہ	7 افغان فوجی ہلاک
قندھار	باباجی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 پولیس گاڑی تباہ	5 پولیس اہل کار ہلاک
ارزگان	سیدن مندہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	4 امریکی فوجی ہلاک
لوگر	پولی عالم	امریکی مرکز پر میزائل حملہ	---	---
بلخ	کلدرو	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 پولیس گاڑی تباہ	5 پولیس اہل کار ہلاک
غزنی	دلان	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 رینجر پک اپ تباہ	5 پولیس اہل کار ہلاک
غزنی	غزنی شہر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 پولیس گاڑی تباہ	5 پولیس اہل کار ہلاک
وردگ	سید آباد	سپلائی کانوائے پر حملہ	8 سپلائی ٹرک تباہ	---
ہلمند	گرمسر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	5 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نوا	امریکی کانوائے پر کمین	---	7 امریکی فوجی ہلاک
		5 ستمبر 2009ء		
قندوز	خان آباد	جرمن کانوائے پر شہیدی حملہ	2 جرمن ٹینک تباہ	12 جرمن فوجی ہلاک
قندوز	درچی	نیٹو کانوائے پر کمین	4 نیٹو ٹینک تباہ	18 نیٹو فوجی ہلاک
لغمان	شاہ کلیانہ	امریکی کانوائے پر کمین	---	10 امریکی فوجی ہلاک
لوگر	محمد آغا	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	3 پک اپ تباہ	10 افغان فوجی ہلاک
لوگر	چرخ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 نیٹو ٹینک تباہ	5 نیٹو فوجی ہلاک
لوگر	چرخ	نیٹو کانوائے پر کمین	2 نیٹو ٹینک تباہ	9 نیٹو فوجی ہلاک
لوگر	بادخواب	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 نیٹو ٹینک تباہ	4 نیٹو فوجی ہلاک
لوگر	جمعہ قلعہ	نیٹو کانوائے پر کمین	3 نیٹو ٹینک تباہ	10 نیٹو فوجی ہلاک
لوگر	سرک	امریکی کانوائے پر کمین	1 امریکی ٹینک تباہ	5 امریکی فوجی ہلاک
فراح	کشتی	اتحادی کانوائے پر کمین	---	7 اتحادی فوجی ہلاک
فراح	دلارام	افغان فوجی مرکز پر شہیدی حملہ	4 گاڑیاں تباہ	کمانڈر سمیت 15 افغان فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی نوعیت	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
زابل	شاہ جوئے	امریکی مرکز پر حملہ	---	8امریکی فوجی ہلاک
زابل	میزانی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	6نیٹو فوجی ہلاک
زابل	قلات	افغان فوجی کانوائے پر کمین	---	3افغان فوجی ہلاک
پکتیا	مٹہ خان	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
پکتیا	یحییٰ خیل	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	4افغان فوجی ہلاک
پکتیا	گردیز	افغان فوجی کانوائے پر کمین	---	7افغان فوجی ہلاک
خوست	علاءالدین	سپلائی کانوائے پر کمین	1سپلائی ٹرک تباہ	---
خوست	شنکئی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1افغان فوجی گاڑی تباہ	2افغان فوجی ہلاک
ہلمند	گرمسر	2ریموٹ کنٹرول بم حملے	2نیٹو ٹینک تباہ	12نیٹو فوجی ہلاک
ہلمند	گرمسر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	لشکرگاہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	2نیٹو فوجی ہلاک
غزنی	انڈار	پولیس کانوائے پر کمین	---	4پولیس اہل کار ہلاک، 5زخمی
غزنی	گیرو	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولش ٹینک تباہ	5پولش فوجی ہلاک
غزنی	چاردوال	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
غزنی	اسکرکوٹ	امریکی مرکز پر میزائل حملہ	---	---
کپیسا	محمودرائی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2فرانسیسی ٹینک تباہ	10فرانسیسی فوجی زخمی
کپیسا	تگاب	امریکی مرکز پر حملہ	امریکی فوجیوں کی رہائش گاہ تباہ	2امریکی فوجی ہلاک
وردگ	سیدآباد	سپلائی کانوائے پر کمین	4سپلائی گاڑیاں تباہ	8 گارڈ ہلاک
وردگ	سیدآباد	پولیس گاڑی پر کمین	1پولیس گاڑی تباہ	5پولیس اہل کار ہلاک
فراح	-	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولیس گاڑی تباہ	کمانڈر سمیت 5پولیس اہل کار ہلاک
وردگ	سیدآباد	سپلائی کانوائے پر کمین	2سرف گاڑیاں تباہ	8 گارڈ ہلاک
فاریاب	-	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2نیٹو ٹینک تباہ	11نیٹو فوجی ہلاک
فاریاب	مینامئی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2نیٹو ٹینک تباہ	10نیٹو فوجی ہلاک
ننگرہار	-	2ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر حملہ	---	5پولیس اہل کار ہلاک
ننگرہار	-	جلال آباد ایئرپورٹ پر راکٹ حملہ	---	---
کنڑ	نوارپاس	سکیورٹی چیک پوسٹوں پر راکٹ حملہ	چیک پوسٹوں پر قبضہ	---
کنڑ	کونجکال	نیٹو کانوائے پر کمین	---	7نیٹو فوجی ہلاک
کنڑ	سکانو	نیٹو چیک پوسٹ پر حملہ	---	6نیٹو فوجی ہلاک
قندھار	خاکریز	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1رینجر پک اپ تباہ	8پولیس اہل کار ہلاک
قندھار	جزیری	سپلائی کانوائے پر کمین	3آئل ٹینکر تباہ	---
قندھار	رحمان ماندہ	افغان فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	3افغان فوجی ہلاک
بادغیس	قلعہ نوا	امریکی بیس پر راکٹ حملہ	---	---
بادغیس	بندسوزک	امریکی کانوائے پر راکٹ حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی نوعیت	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
اورزگان	ترین کوٹ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	7نیٹو فوجی ہلاک
ہرات	شینڈنڈ	نیٹو کانوائے پر کمین	1نیٹو ٹینک تباہ	4نیٹو فوجی ہلاک
بغلان	باغ شمال	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولیس گاڑی تباہ	6پولیس اہل کار ہلاک
8 ستمبر 2009				
وردگ	سیدآباد	امریکی کانوائے پر کمین	---	14امریکی فوجی ہلاک
وردگ	سیدآباد	امریکی کانوائے پر کمین	1امریکی ٹینک تباہ	14امریکی فوجی ہلاک
وردگ	مدن شہر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	5نیٹو فوجی ہلاک
لوگر	چرخ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
لوگر	محمد آغا	سکیورٹی کمپنی پر مارٹر حملہ	---	---
لوگر	چرخ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	4نیٹو فوجی ہلاک
اورزگان	ترین کوٹ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولیس گاڑی تباہ	8پولیس اہل کار ہلاک
زابل	شاہ جوئے	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر حملہ	---	10پولیس اہل کار ہلاک
غزنی	ماقر	افغان فوجی کانوائے پر کمین	5 پک اپ تباہ	16مرتد فوجی ہلاک
کپیسا	محمود راکی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	انٹیلی جنس ایجنسی کی گاڑی تباہ	گاڑی میں سوار تمام اہل کار ہلاک
کابل	موسا ہی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1رینجر پک اپ تباہ	5افغان فوجی ہلاک
کابل	-	بگرام ایئر پورٹ پر میزائل حملہ	---	---
زابل	قلات	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 پک اپ تباہ	6افغان فوجی ہلاک
بلخ	شلگری	نیٹو کانوائے پر کمین	1نیٹو ٹینک تباہ	6نیٹو فوجی ہلاک
قندھار	پنجوائی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 کینیڈین ٹینک تباہ	10 کینیڈین فوجی ہلاک
9 ستمبر 2009				
ہلمند	سنگین	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	15برطانوی فوجی ہلاک
ہلمند	گرمسر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	4امریکی فوجی ہلاک
قندھار	بولدک	نیٹو کانوائے پر شہیدی حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	9نیٹو فوجی ہلاک
قندھار	ڈنڈ	افغان فوجی کانوائے پر کمین	---	3افغان فوجی ہلاک
قندھار	-	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	3افغان فوجی ہلاک، 4زخمی
وردگ	سیدآباد	سپلائی کانوائے پر کمین	12 سپلائی ٹرک تباہ، 5غنیمت	---
پکتیا	گردیز	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	5نیٹو فوجی ہلاک
فاریاب	دولت آباد	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	3ناروے کے فوجی ہلاک
10 ستمبر 2009				
ہلمند	گرشک	امریکی مرکز پر شہیدی حملہ	---	6امریکی فوجی ہلاک، 35زخمی
ہلمند	گرشک	افغان فوجی مرکز پر شہیدی حملہ	2 گاڑیاں تباہ	12افغان فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی نوعیت	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
ہلمند	نادعلی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	5نیٹو فوجی ہلاک
ہلمند	مرجہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	4نیٹو فوجی ہلاک
کنڑ	مناگی	امریکی ہیلی کاپٹر پر میزائل حملہ	1اپاچی ہیلی کاپٹر تباہ	---
کنڑ	-	امریکی فوج کے ساتھ جھڑپیں	---	20امریکی فوجی ہلاک
تخار	-	نیٹو کانوائے پر کمین	4نیٹو ٹینک تباہ	15نیٹو فوجی ہلاک
وردگ	سیدآباد	نیٹو کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	10نیٹو فوجی ہلاک
زابل	نوابہار	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	5نیٹو فوجی ہلاک
زابل	شاہ جوئے	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1سرف گاڑی تباہ	6افغان فوجی ہلاک
بادغیس	مرغاب	افغان فوجی کانوائے پر کمین	1فوجی گاڑی تباہ	3افغان فوجی ہلاک
فراح	گلستان	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	5نیٹو فوجی ہلاک
فراح	بکوا	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	4نیٹو فوجی ہلاک
		12 ستمبر 2009		
ہلمند	لشکرگاہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 پک اپ تباہ	5افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	2نیٹو فوجی ہلاک، 2زخمی
ہلمند	مرجہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	4نیٹو فوجی ہلاک
ہلمند	نوا	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	6نیٹو فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	4برطانوی فوجی ہلاک
ہلمند	خانشین	متعدد ریموٹ کنٹرول بم حملے	7اتحادی ٹینک تباہ	27اتحادی فوجی ہلاک
ہلمند	گرشک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	6افغان فوجی ہلاک
ہلمند	گرشک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1افغان فوجی گاڑی تباہ	4افغان فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	برطانوی کانوائے پر حملہ	---	5برطانوی فوجی ہلاک
ننگرہار	دربابا	2افغان فوجی چیک پوسٹوں پر حملے	---	8افغان فوجی ہلاک
قندوز	امام صاحب	افغان فوجی چیک پوسٹ پر حملہ	---	کمانڈر سمیت 6افغان فوجی ہلاک
وردگ	سورپل	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	3افغان فوجی ہلاک
وردگ	چک بازار	افغان جاسوس پر حملہ	---	جاسوس ہلاک
زابل	سیوری	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 پک اپ تباہ	1فوجی کمانڈر، 8افغان فوجی ہلاک
پکتیا	گردیز	افغان فوجی کانوائے پر کمین	2فوجی گاڑیاں تباہ	10افغان فوجی ہلاک
پکتیا	زرمت	نیٹو کانوائے پر کمین	---	4نیٹو فوجی ہلاک
پکتیا	جانی خیل	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر حملہ	1 پک اپ تباہ	7افغان فوجی ہلاک، 3زخمی
قندھار	ڈنڈ	افغان فوجی مرکز پر حملہ	---	10افغان فوجی ہلاک
قندھار	ارغنداب	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	5نیٹو فوجی ہلاک
قندھار	-	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1رینجر پک اپ تباہ	6افغان فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی نوعیت	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
قندھار	زہاری	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	5افغان فوجی ہلاک
قندھار	خاکریز	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولیس گاڑی تباہ	8پولیس اہلکار ہلاک
کنڑ	شگل	پولیس کانوائے پر کمین	1رینجر پک اپ تباہ	6پولیس اہلکار ہلاک
کابل	-	بگرام ایئر بیس پر راکٹ حملہ	---	---
لوگر	-	امریکی مرکز پر راکٹ حملہ	---	---
لوگر	محمد آغا	سپلائی کانوائے پر حملہ	2سپلائی ٹرک تباہ	---
خوست	-	افغان پیدل کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	15افغان فوجی ہلاک
خوست	باک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پک اپ تباہ	5افغان فوجی ہلاک
		13 ستمبر 2009		
قندھار	قندھار شہر	انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ پر 2بہادر جوانوں کا شہیدی حملہ	6فوجی گاڑیاں تباہ	17انٹیلی جنس اہلکار ہلاک
قندھار	پنجوائی	پولیس کانوائے پر کمین	---	2پولیس اہلکار ہلاک
اورزگان	ترین کوٹ	امریکی کانوائے پر کمین	---	9امریکی فوجی ہلاک
ننگرہار	-	ننگرہار ایئر پورٹ پر میزائل حملہ	---	---
ننگرہار	خوجیانو	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1امریکی ٹینک تباہ	6امریکی فوجی ہلاک
وردگ	سید آباد	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پولش ٹینک تباہ	4پولش فوجی ہلاک
غزنی	غزنی شہر	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1رینجر پک اپ تباہ	5افغان فوجی ہلاک
نورستان	-	فوجی چیک پوسٹوں پر حملہ	---	11اتحادی فوجی ہلاک
بادغیس	-	افغان فوج کے پیدل کانوائے پر کمین	---	7افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نوزاد	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2نیٹو ٹینک تباہ	8نیٹو فوجی ہلاک
فراح	بالا بلوک	افغان و نیٹو فوج کے مشترکہ کانوائے پر کمین	2نیٹو ٹینک، 1افغان فوجی گاڑی تباہ	7نیٹو فوجی، 4افغان فوجی ہلاک
		14 ستمبر 2009		
نیمروز	خاشرور	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1پک اپ تباہ	7افغان فوجی ہلاک
لوگر	ہرا	افغان فوجی چیک پوسٹ پر حملہ	چیک پوسٹ تباہ	3افغان فوجی ہلاک
لغمان	-	پولیس اسٹیشن پر حملہ	---	---
وردگ	سید آباد	نیٹو کانوائے پر کمین	1نیٹو ٹینک تباہ	5نیٹو فوجی ہلاک
قندھار	-	2ریموٹ کنٹرول بم حملے	2نیٹو ٹینک تباہ	8نیٹو فوجی ہلاک
قندھار	پنجوائی	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	4افغان فوجی ہلاک
کنڑ	-	امریکی فوج کے پیدل کانوائے پر کمین	---	6امریکی فوجی ہلاک
پکتیا	لجی منگل	امریکی کانوائے پر کمین	1امریکی ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	موسیٰ قلعہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	1افغان کمانڈر، 3امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نوا	اتحادی فوج کے ساتھ جھڑپ	---	5اتحادی فوجی ہلاک
ہلمند	نوا	برطانوی کانوائے پر کمین	1برطانوی ٹینک تباہ	4برطانوی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی نوعیت	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
ہلمند	بولدک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 کینیڈین ٹینک تباہ	4 کینیڈین فوجی ہلاک
غزنی	فرہ باغ	افغان فوجی چیک پوسٹ پر حملہ	---	4افغان فوجی ہلاک
ہرات	اورسکان	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	5نیٹو فوجی ہلاک
ہرات	پشت کیان	افغان فوج کے ساتھ جھڑپ	---	5افغان فوجی ہلاک
15 ستمبر				
قندھار	ڈنڈ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	ایک کینیڈین ٹینک تباہ	3 کینیڈین فوجی ہلاک
وردگ	سید آباد	نیٹو کا نوائے پر کمین	---	4نیٹو فوجی ہلاک
وردگ	سید آباد	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	5نیٹو فوجی ہلاک
وردگ	شیخ آباد	نیٹو کا نوائے پر کمین	---	5نیٹو فوجی ہلاک
وردگ	نرخ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 پک اپ تباہ	5افغان فوجی ہلاک
پکتیا	زرمت	نیٹو کا نوائے پر کمین	1نیٹو ٹینک تباہ	6نیٹو فوجی ہلاک
غزنی	انڈاز	افغان فوجی کانوائے پر کمین	2 پک اپ تباہ	10افغان فوجی ہلاک
کابل	ـ	بگرام ایئربیس پر راکٹ حملہ	---	---
لغمان	کرغلی	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر حملہ	---	---
لوگو	پولی عالم	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	10اتحادی فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	برطانوی کانوائے پر کمین	---	4برطانوی فوجی ہلاک
ہلمند	گرشک	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1نیٹو ٹینک تباہ	5نیٹو فوجی ہلاک
ہلمند	لشکرگاہ	برطانوی کانوائے پر کمین	---	4برطانوی فوجی ہلاک
ہلمند	نوا	سپلائی کانوائے پر کمین	2سپلائی ٹرک تباہ	---
ہلمند	سنگین	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	6برطانوی فوجی ہلاک
ہلمند	موسیٰ قلعہ	2ریموٹ کنٹرول بم حملے	2برطانوی ٹینک تباہ	10برطانوی فوجی ہلاک
ہلمند	موسیٰ قلعہ	ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2نیٹو ٹینک تباہ	10نیٹو فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	افغان فوجی کانوائے پر کمین	---	11افغان فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	اتحادی فوج کے ساتھ جھڑپ	---	4اتحادی فوجی ہلاک

16اگست تا15ستمبر2009ء

- فدائی حملے 8
- مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے 37
- کمین، بارودی سرنگیں 76
- میزائل وریموٹ کنٹرول بم دھماکے 141
- بکتر بند و ٹینک تباہ 123
- گاڑیاں تباہ 85
- آئل ٹینکرز، ٹرک تباہ 49
- ہیلی کاپٹر تباہ 1
- مرتد افغان فوجیوں کی ہلاکتیں 612
- صلیبی فوجیوں کی ہلاکتیں 853

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

سعید اللہ خراسانی

23 اگست

دڑا غنڈی — قبائلی سردار ملک سرور، اس کا بیٹا تحمل خان، بھائی گلزار خان اور اس کا بیٹا ہلاک۔ یاد رہے ملک سرور کا بیٹا تحمل خان اے این پی کا سرکردہ راہ نما تھا۔

26 اگست

سروکئی، جنوبی وزیرستان — مجاہدین نے فوجی قافلے پر حملہ کر دیا۔ سرکاری ذرائع کے مطابق 4 فوجی ہلاک، 7 زخمی جبکہ 3 گاڑیاں اور 3 ٹینک تباہ۔

27 اگست

طورخم بارڈر — خاصہ داروں پر فدائی حملہ۔ 20 موقع پر ہی ہلاک، 21 زخمی

28 اگست

مہمند ایجنسی — تحصیل صافی کے امن کمیٹی کے سربراہ یار سید عرف چکری کو گرفتار کرنے کے بعد طالبان مجاہدین نے قتل کر دیا۔

30 اگست

مینگورہ — پولیس اسٹیشن میں سپیشل ٹریننگ سنٹر میں اہل کار ٹریننگ کرنے میں مصروف تھے کہ فدائی نے حملہ کر دیا۔ 17 افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہونے کی اطلاع۔

30 اگست

امام ڈھیرئی سوات — اے این پی کے دو مقامی راہ نماؤں عرفان الدین اور بخت کرم کو ہلاک کر دیا۔

1 ستمبر

خیبر ایجنسی باڑہ — تحصیل باڑہ میں فوجی آپریشن شروع کر دیا گیا۔ اس آپریشن کا نام ''بیادر اغلم'' رکھا گیا ہے جبکہ بریگیڈیئر فیاض ملٹری کمانڈر آپریشن انچارج ہے، آپریشن میں گن شپ ہیلی کاپٹر، ریگولر ٹروپس اور خاصہ دار شریک ہیں

2 ستمبر

تحصیل حلیم زئی — تحصیل حلیم زئی کے راہ نما ملک ولایت شاہ کو قتل کر دیا گیا۔

7 ستمبر

شکئی، وانا — فوجی قافلے کی ایک گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی جس کے نتیجے میں 2 فوجی ہلاک اور 2 زخمی ہو گئے۔

10 ستمبر

خیبر ایجنسی باڑہ — فوجی گاڑی پر بم حملہ، متعدد ہلاکتیں

12 ستمبر

خیبر ایجنسی باڑہ — مجاہدین کی دھمکیوں کے بعد 335 خاصہ داروں نے ڈیوٹی دینے سے انکار کر دیا۔ جن کو پولیٹیکل ایجنٹ نے برطرف کر دیا۔

13 ستمبر

خیبر ایجنسی باڑہ — باڑہ سے 5 کلومیٹر دور، مغرب کی جانب 'منڈی کس' میں سکیورٹی فورسز کی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی۔ جس میں تین اہل کار سفید خان، یار محمد اور احتشام ہلاک ہو گئے جبکہ 2 زخمی ہوئے۔

20 ستمبر

اسپین تنگہ — محسود قبائل کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی قافلہ گرفتار کر لیا۔ جس میں 45 کے قریب فوجی اور آٹھ گاڑیاں شامل تھیں۔

27 ستمبر

رزمک فوجی کیمپ — سرکاری ذرائع کے مطابق مجاہدین نے 12 گولے فائر کیے، متعدد فوجی ہلاک ہوئے۔

پاکستانی فوج کی مدد سے امریکی ڈرون حملے

27 اگست: محسود قبائل کے علاقے کانی گرم میں ازبک مجاہدین کے مرکز پر میزائل حملہ، 8 مجاہدین شہید

7 ستمبر: شمالی وزیرستان میں میر علی کے نواحی علاقے موچی خیل میں میزائل حملہ، 5 افراد شہید

8 ستمبر: شمالی وزیرستان میں میران شاہ کے مضافات، ڈانڈے درپہ خیل میں میزائل حملہ، لکی مروت کے 9 مجاہدین شہید

14 ستمبر: شمالی وزیرستان میں میر علی کے نواحی علاقے طور خیل (خوشحالی) میں میزائل حملہ، 8 مجاہدین شہید، گاڑی تباہ

25 ستمبر: شمالی وزیرستان میں میران شاہ کے مضافات، ڈانڈے درپہ خیل میں میزائل حملہ، 12 افغان مجاہدین شہید

29 ستمبر: محسود قبائل کے علاقے سراروغہ میں میزائل حملہ، 11 مجاہدین شہید

29 ستمبر: شمالی وزیرستان میں میران شاہ کے مضافات ڈانڈے درپہ خیل میں مقامی مجاہدین کے مرکز پر میزائل حملہ، 5 مجاہد شہید۔

29 ستمبر: خیبر ایجنسی کی وادئ تیراہ میں میزائل حملہ، 5 افراد شہید

30 ستمبر: شمالی وزیرستان میں میر علی کے مضافات میں نورک کے علاقے میں گاڑی پر میزائل حملہ، 5 افراد شہید، گاڑی تباہ

☆☆☆☆☆

صلیبی جنگ اور آئمۃ الکفر

نوید صدیقی

امریکہ اور نیٹو ممالک نے مزید فوج نہ بھیجی تو افغانستان میں ایک سال میں شکست ہوسکتی ہے۔ جنرل اسٹینلے میک کرسٹل

افغانستان میں امریکی اور نیٹو فوج کے کمانڈر جنرل اسٹینلے میک کرسٹل نے افغانستان میں مزید فوج کے لیے' امریکی چیئرمین آف جنرل سٹاف مائیک مولن اور نیٹو فوج کے سربراہ کو جرمنی میں باضابطہ درخواست دی ہے۔ ذرائع کے مطابق اسٹینلے میک کرسٹل کا کہنا ہے کہ افغانستان میں مجاہدین سے جنگ جیتنے کے لیے مزید 30 سے 40 ہزار فوجیوں کی ضرورت ہے۔ یاد رہے افغانستان میں پہلے سے 60 ہزار سے زاید صلیبی فوج موجود ہیں۔ اُدھر ری پبلکن پارٹی کے بل کرسٹول کا کہنا ہے کہ امریکہ افغانستان میں شکست کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے مزید 40 ہزار زمینی فوج بھیج کر امریکہ کو واضح شکست سے بچایا جائے۔

افغانستان سے امریکہ کی واپسی بہت بڑی شکست ہوگی: رابرٹ گیٹس

امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے کہا ہے کہ افغانستان سے امریکی فوجیوں کا انخلا امریکہ کے لیے بہت بڑی شکست ہوگی۔ اُس نے کہا ہے کہ القاعدہ اور طالبان اس سے پہلے روس کو شکست دے چکے ہیں اس لیے امریکی فوجیوں کا افغانستان سے انخلا انتہا پسندی اور دہشت گردی کو تقویت دے گا' جو امریکہ کے لیے بہت بڑی شکست ہوگی۔

مغربی ملک افغانستان میں کامیاب نہیں ہوسکتے: نیٹو سربراہ

نیٹو کے سیکرٹری جنرل اینڈرسن فوگ راموسین نے کہا ہے کہ ہم اب تک جو کچھ کر چکے ہیں' اس سب کے باوجود بھی افغانستان میں ہماری کامیابی کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اُس نے کہا کہ مجھے قطعاً امید نہیں ہے کہ امریکہ اور نیٹو مل کر طالبان اور دوسرے 'دہشت گردوں' کو افغانستان میں محفوظ پناہ گاہیں بنانے سے روک سکیں گے۔

امریکہ افغان جنگ تنہا نہیں لڑسکتا: اوباما

امریکی صدر اوباما نے افغان جنگ تنہا لڑنے سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ کامیابی کے لیے القاعدہ کا نیٹ ورک تباہ کرنا ہوگا۔ اُس نے کہا ہے کہ افغان جنگ میں کامیابی کے لیے ہر قدم پر نیٹو سے مشاورت کی جارہی ہے۔ امریکہ اکیلے افغان جنگ نہیں لڑ سکتا، افغانستان نیٹو کا بھی مشن ہے۔

القاعدہ جوہری راز حاصل کرنے کی کوشش کررہی ہے: ہالبروک

افغانستان و پاکستان میں امریکی ایلچی رچرڈ ہالبروک نے دعویٰ کیا ہے کہ القاعدہ پاکستان سے ایٹمی راز حاصل کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ القاعدہ اس وقت خطے میں موجود ہے اور ہمیشہ کی طرح عالمی نظام کے لیے خطرہ ہے۔

صلیبی سرغنہ امریکہ اور اس کے حواریوں نے اکتوبر 2001 میں امارت اسلامیہ افغانستان پر حملہ کیا تو تکبر اور غرور کے نشے میں اس نے سوچا تھا کہ کچھ ہی دنوں میں وہ مجاہدین اسلام پر فتح پا جائے گا۔ لیکن اسلام اور اہل اسلام کے لیے سردھڑ کی بازی لگانے والے مجاہدین فی سبیل اللہ نے اللہ رب العزت کی تائید غیبی کی صورت ہر گزرتے دن کے ساتھ صلیبیوں کو ذلت آمیز شکست فاش کی طرف دھکیل دیا۔ اس معرکہ خیر وشر کے آٹھ سال گزرنے تک ہزاروں کی تعداد میں صلیبی فوجیوں کی لاشیں ان کے ممالک کی طرف پہنچنا شروع ہوئیں اور جو زندہ بچ کر واپس جانے میں کامیاب ہوا وہ نفسیاتی عوارض کا شکار ہوا یا خودکشی کرکے جہنم واصل ہوا۔ اس موقع پر عوام کے ساتھ ساتھ جمع وتفریق کے تخمینے لگانے والے صلیبی مراکز فکر تک چیخ اٹھے اور واویلا شروع ہوگیا کہ ہماری نوجوان نسل ختم ہونے لگی ہے اس لیے اس جنگ کو روکا جائے اور نوبت یہاں تک آپہنچی کہ آئمۃ الکفر بھی اپنی واضح اور ذلت آمیز شکست کا اعتراف کرنے لگے (جبکہ میدان میں موجود دشمن تو آخری لمحہ تک اپنی شکست کو چھپاتا ہے)۔ چنانچہ ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کے مصداق آئمۃ الکفر اور ان کے حواریوں نے اول فول بکنا شروع کردیا ہے۔

کوئٹہ میں موجود طالبان شوریٰ' واشنگٹن کے ایجنڈے پر سرفہرست ہے: امریکی سفیر

پاکستان میں امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن نے کوئٹہ میں افغان طالبان کی شوریٰ کی مبینہ موجودگی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اوباما انتظامیہ کے ایجنڈے پر پہلے القاعدہ سرفہرست تھی مگر اب طالبان بھی اس کے لیے پریشانی کا باعث بن رہے ہیں۔ اُس نے کہا کہ ہمارے فوجی افغان سرحد کی دوسری جانب موجود ہیں اور کوئٹہ میں طالبان شوریٰ واشنگٹن کے ایجنڈے پر سرفہرست ہے۔

گزشتہ نصف صدی سے محکومی، غلامی اور بے چارگی کا استعارہ بنی امت مسلمہ کو مجاہدین مخلصین نے اپنے گرم گرم لہو سے رفعت وبلندی اور دنیا کی سیادت وقیادت کا بھولا سبق پھر سے یاد دلا دیا ہے اسی سبب آج امت کے جوان جذبہ شہادت لیے امت کی سرفرازی کے لیے سرگرداں ہیں اور دشمنانِ اسلام کے دلوں میں تیرِ قضا کی صورت پیوست ہو رہے ہیں۔ افغانستان میں طالبان مجاہدین کے ہاتھوں بننے والی درگت کے بعد صلیبیوں کو 'ساون کے اندھے کو ہرا ہرا نظر آتا ہے' کے مصداق ہر مسلمان طالبان اور القاعدہ نظر آتا ہے۔ وہ وقت دور نہیں کہ ان کے خدشات کے عین مطابق مسلمانوں کی ہر بستی اور ہر قریہ میں طالبان مجاہدین ہی ان کے منتظر ہوں گے۔

> الجزیرہ کے نمایندے احمد زیدان نے شہید قائد ملا داد اللہؒ سے پوچھا کہ کیا آپ لوگ حکومت چھن جانے کے بعد القاعدہ کا ساتھ دینے پر پچھتا رہے ہیں؟ ملا داد اللہؒ نے جواب دیا ''اس موقع پر ہم وہی بات کریں گے، جو ایک شہید دنیا سے رخصت ہوتے وقت کرتا ہے ''میری تمنا ہے کہ میں پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مارا جاؤں!'' ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ کاش ہمیں سو مرتبہ حکومت ملے اور ہم ہر مرتبہ ان مہمان مجاہدین کی خاطر اسے قربان کر ڈالیں اور صرف حکومت ہی نہیں، اپنی جانیں بھی اُن پر نچھاور کردیں''۔

اک نظر ادھر بھی

صبغت الحق

امریکہ کمانڈروں کی حفاظت کے لیے 3 ہزار ماہرین افغانستان بھیجے گا

امریکہ افغانستان میں 3 ہزار کے قریب ایسے فوجی بھیج رہا ہے جو انٹیلی جنس، بارودی سرنگوں کی تلاش، بم دھماکوں سے بچاؤ اور راستوں کی صفائی کے ماہر ہوں گے۔ امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے مطابق افغانستان میں فوجی کمانڈروں کی سیکورٹی ضروریات کے پیشِ نظر 3 ہزار فوجیوں کو تعینات کیا گیا ہے۔

بیت اللہ محسودؒ کی شہادت مغربی افواج کے خلاف لڑائی میں جلتی پر تیل کے مترادف ہے: شیخ ایمن الظواہری

القاعدہ کے راہنما شیخ ایمن الظواہری نے کہا ہے کہ بیت اللہ محسودؒ کی شہادت مغربی افواج کے خلاف لڑائی میں جلتی پر تیل کے مترادف ہے۔ 28 ستمبر 2009 کو الجزیرہ ٹی وی پر جاری 28 منٹ پر مشتمل اپنے بیان میں شیخ ایمن نے پاکستانی فوج کو چیلنج کرنے اور خطے میں صلیبی افواج کے خلاف طالبان مجاہدین کو منظم کرنے کے حوالے سے شہید بیت اللہ محسود کے کارناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے اُنہیں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ بیت اللہ محسود کی شہادت سے خطے میں اتحادیوں کے خلاف جنگ میں مزید شدت آجائے گی۔

سعودی عرب کا نائب وزیرِ داخلہ فدائی حملے میں زخمی

سعودی عرب کا نائب وزیرِ داخلہ محمد بن نائف فدائی حملے میں زخمی ہو گیا۔ فدائی حملہ اس وقت کیا گیا جب ایک مجاہد نے شہزادہ محمد بن نائف سے ملاقات میں گرفتاری دینے کی خواہش ظاہر کی اور جب اُس مجاہد کو سعودی وزارت داخلہ کی عمارت میں واقع محمد بن نائف کے دفتر میں لایا گیا تو اس نے خود کو دھماکے سے اڑا لیا۔

متذکرہ بالا فدائی حملے کے لیے استعمال کیے گئے طریقہ کار نے فدائی کارروائیوں کی ٹیکنالوجی کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔ اس ایک واقعہ نے ہی تمام عالمِ کفر کی نیندیں حرام کر دی ہیں۔ اللہ کے اس شیر کو جب وزارتِ داخلہ کی عمارت میں لے جایا گیا تو اسے دنیا کے جدید ترین سکینرز سے گزارا گیا تاکہ یہ اپنے ساتھ کسی بھی قسم کا دھماکہ خیز مواد نہ لے جا سکے مگر یہ مجاہد تمام تر ٹیکنالوجی کو اپنے ایمان کی طاقت سے پاؤں تلے روندتا ہوا اپنے ہدف تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس مجاہد نے اپنے جسم کے اندر آپریشن کے ذریعے بارودی مواد بھروا رکھا تھا۔ فدائی حملے کی اس نئی ٹیکنیک نے دنیائے کفر میں بری طرح کھلبلی مچا دی ہے اور دجالی لشکروں کے کرتا دھرتا انگشت بدنداں ہیں کہ اس جذبے کا کس طرح مقابلہ کیا جا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں اس بدیہی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (اور اللہ تو اپنے نور کا اتمام کر کے رہے گا، کفار کو چاہے کتنا ہی ناگزیر ہو)۔

امیر بیت اللہ محسودؒ کی شہادت کے بعد طالبان کمزور نہیں، مزید طاقت ور ہوئے ہیں: قاری حسین

طالبان کمانڈر قاری حسین محسود نے کہا ہے کہ طالبان کچھ عرصے سے خاموش تھے، جس کی وجہ کمزوری نہیں تھی بلکہ امیر بیت اللہ محسودؒ کی شہادت نے مجاہدین کو ایک نیا ولولہ اور عزم دیا ہے۔ ہم سیکورٹی فورسز کے آپریشن کے جواب میں اُن پر ہر جگہ حملے کریں گے۔

احمدیوں کو تبلیغ کی اجازت ہونی چاہیے: الطاف حسین

ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے کہا ہے کہ احمدیوں کو تبلیغ کی اجازت ہونی چاہیے اور جب ہماری حکومت قائم ہو گی تو میں ایک کمپاؤنڈ میں مسجد، مندر، کلیسا کے ساتھ احمدیوں کی مسجد بھی بنواؤں گا۔ اُس نے کہا کہ جس طرح دیگر مذاہب کو تبلیغ کی اجازت ہے اسی طرح احمدیوں کو بھی اجازت ہونی چاہیے کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکیں۔

امریکیوں کا چہیتا الطاف حسین برسوں سے جس "راز" کو دل میں چھپائے بیٹھا تھا بالآخر اُسے افشا کر ہی دیا۔ انگریز کے پالتو قادیانی اپنی پیدائش سے ہی مسلمانوں کے لیے آستین کا سانپ ہیں، ہر اہم اور نازک موقع پر انہوں نے مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی سازشیں کی ہیں۔

کیری لوگر بل کی شرائط:

کیری لوگر بل کو امریکی سینٹ نے منظور کر لیا ہے۔ پانچ برس کے لیے ڈیڑھ ارب ڈالر سالانہ کی یہ امداد صرف اس صورت میں ملے گی جب مندرجہ ذیل شرائط پوری کی جائیں گی:

۱۔ ملک کی تینوں مسلح افواج کی جانب سے سیاسی و عدالتی معاملات میں رخنہ نہیں ڈالا جائے گا۔

۲۔ ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ سے وابستہ کسی بھی شخص تک بلا روک ٹوک امریکہ کی رسائی ہو گی۔

۳۔ افغانستان یا وہاں موجود اتحادی فوجوں پر حملوں میں ماضی میں ملوث وہ تمام گروہ جن کا تعلق جہادی گروپوں "دہشت گرد تنظیموں"، فوج کے بعض عناصر اور پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں سے رہا ہو اُن کو حملوں سے باز رکھا جائے گا۔

۴۔ پاکستان القاعدہ، طالبان و دیگر جہادی گروہ وغیرہ کو پڑوسی ممالک پر حملہ کرنے سے روکے گا۔ پاکستان کو فاٹا اور قبائلی علاقوں میں قائم تربیتی مراکز کو بند کروانا ہو گا۔

۵۔ جب بھی کسی اہم ٹارگٹ کی نشان دہی کی جائے گی، پاکستان اُس پر فوری کارروائی کرے گا۔

گذشتہ ایک دہائی سے پاکستان، امریکہ کی باقاعدہ کالونی کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اب رہتی سہتی کسر ان بھک منگے حکمرانوں نے نکال دی ہے۔ جو ننگِ دین، ننگِ ملت و ننگِ وطن ہیں۔ اپنے صلیبی آقاؤں سے بھیک وصول کر کر کے اُنہوں نے اپنے بیرونی بنک اکاؤنٹس کا خوب اچھی طرح پیٹ بھرا ہے۔ لیکن مسلمان عوام کو مہنگائی کی ایسی دلدل میں دھنسا دیا ہے جس سے نکلنے کی اب کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ سوائے اس کے کہ پوری قوم اللہ کی طرف رجوع کرے اور شریعت کا دیا ہوا پاکیزہ نظام اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں میں لاگو کرے، شاید کہ اللہ کی رحمت اُن کی طرف متوجہ ہو اور اس ذلت سے چھٹکارا مل جائے۔

پیشہ ور قاتلو!!!

پیشہ ور قاتلو!!!!! تم سپاہی نہیں
اور آج اپنے نغموں سے شرمندہ ہوں
اپنے فن کے تقاضوں سے شرمندہ ہوں
جب کبھی میرے دل ذرّۂ خاک پر
جب بھی قاتل مقابل صف آراء ہوئے
میرا خونِ جگر تھا کہ حرفِ ہنر
آنسوؤں سے تمہیں الوداعیں کہیں
تم ظفر مند تو خیر کیا لوٹتے ؟
تم نے جاں کے عوض آبرو بیچ دی
سینہ چاکانِ مشرق بھی اپنے ہی تھے
ان کی تقدیر تم کیا بدلتے مگر
یاد ہوں گے تمہیں وہ ایام بھی
ہم دریدہ جگر راستوں میں کھڑے
اپنی تحقیر کی تلخیاں بھول کر
کیا خبر تھی کہ تم سے شکستہ پا
جن کے جبڑوں کو اپنا خوں لگ گیا
اور مرگِ بنگال کے بعد بولان میں
جیسے برطانوی راج میں گورکھے
جیسے سفاک گورے ویت نام میں
آج تم میں اور اُن میں فرق تو نہیں
آج تم نے سرحد سے پنجاب ومہران تک
اتنی غارت گری کس کی ایما پہ ہے
کس شہنشاہِ عالی کا فرمان ہے یہ؟
تم نے دیکھے ہیں جمہور کے قافلے
بیڑیوں پر جمی پپڑیاں خون کی
کل تمہارے لیے پیار سینوں میں تھا
اب تو شاعر پہ بھی قرض مٹی کا ہے
خول اترا تمہارا تو ظاہر ہوا
اب سبھی بے ضمیروں کے سر چاہییں

میں نے اب تک تمھارے قصیدے لکھے
اپنے شعروں کی حرمت سے ہوں منفعل
اپنے دلگیر پیاروں سے شرمندہ ہوں
سایہ غیر یا دستِ دشمن پڑا
سرحدوں پر مری جب کبھی رن پڑا
نذر میں نے کیا مجھ سے جو بن پڑا
رزمگاہوں نے جب پکارا تمہیں
ہارنے بھی نہ جی سے اتارا تمہیں
ہم نے پھر بھی کیا گوارا تمہیں
جن کا خون منہ پہ ملنے تم آئے تھے
ان کی نسلیں بدلنے کو تم آئے تھے
تم اسیری سے جب لوٹ کر آئے تھے
اپنے دل اپنی آنکھوں میں بھر لائے تھے
تم پر توقیر کے پھول برسائے تھے
اپنے زخموں کے دکھ چاٹنے آگئے
ظلم کی سب حدیں پاٹنے آگئے
شہریوں کے گلے کاٹنے آگئے
باغیوں پہ ستم عام اُن کے تھے
حق پرستوں پہ الزام اُن کے تھے
رائفلیں، وردیاں، نام اُن کے بھی تھے
یہ مقتل سجائے ہیں کیوں 'غازیو'؟
کس کے آگے ہو سرنگوں 'غازیو'؟
کس کی خاطر ہے یہ کشت وخوں 'غازیو'؟
جن کے ہاتھوں میں پرچم بغاوت کے ہیں
کہہ رہی ہیں یہ منظر قیامت کے ہیں
اب جو شعلے اٹھے ہیں نفرت کے ہیں
اب قلم میں لہو ہے سیاہی نہیں
پیشہ ور قاتلو!!!!! تم سپاہی نہیں
اب فقط قصّہ تاجِ شاہی نہیں

پیشہ ور قاتلو!!!!! تم سپاہی نہیں
پیشہ ور قاتلو!!!!! تم سپاہی نہیں

(یہ نظم احمد فراز نے فوج کے ''جوانوں'' کو ''خراجِ تحسین'' پیش کرتے ہوئے کہی۔)

یہ مطلوبِ شریعت ہے!!!

(افغانستان پر امریکی حملے کے بعد شہید مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ کا ایک اہم فتویٰ جو آپؒ نے اکتوبر ۲۰۰۱ میں کراچی میں ایک عوامی اجتماع سے خطاب کے دوران سنایا۔)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

میرے عظیم مسلمان بھائیو! میں آپ کو چند شرعی احکام بتانا چاہتا ہوں، آپ حضرات توجہ سے سن لیں:

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ پاکستان کا صدر پرویز مشرف یہودیوں اور صلیبیوں کی حمایت کی وجہ سے مسلمانوں پر حکمرانی کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ آپ سب حضرات اور تمام پاکستان کے مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ ہر شرعی طریقہ اختیار کر کے اس حکومت کو ختم کریں۔ پرویز مشرف کو برطرف کیا جائے، وہ اپنے عمل کی وجہ سے، اپنے موقف کی وجہ سے مسلمانوں پر، پاکستان پر حکمرانی کا حق نہیں رکھتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت افغانستان کے مسلمانوں پر دنیا بھر کے یہودیوں اور عیسائیوں نے حملے شروع کر رکھے ہیں، پس دنیا کے تمام مسلمانوں پر اس وقت جہاد فرض ہے اور اپنے افغان بھائیوں کی مدد کرنا، یہ بھی تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے......

تیسری بات ہے کہ تمام مسلمان اپنے اپنے محلوں میں، ہر مسلمان اپنے اپنے مقام پر افغانستان کے مسلمان بھائیوں کے لیے مالی تعاون حاصل کرنے کے لیے بھی کوشش کرے۔

چوتھی بات میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کے تمام اداروں میں کام کرنے والے لوگ......اگر انھیں حکومت والے، صدرِ مملکت یا دیگر لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام کے برخلاف، مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونے کے کہیں تو تمام مسلمان، چاہے ان کا تعلق جس ادارے سے بھی ہو، وہ سب انکار کر دیں اور کہہ دیں کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف استعمال نہیں ہوں گے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ پاکستان کی حدود میں جہاں بھی امریکی طیارے نظر آئیں، امریکی فوجی نظر آئیں، تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ تمام امریکی تنصیبات کو، تمام یہودی تنصیبات کو، امریکہ کی فوجوں کو...... جہاں دیکھیں، جہاں پائیں ان کو قتل کر دیں۔ اس وقت ہر مسلمان کا یہ شرعی فریضہ ہے!!!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(خطباتِ نظام الدین شامزئی شہیدؒ: ج۱، ص ۴۱۷ تا ۴۱۹)